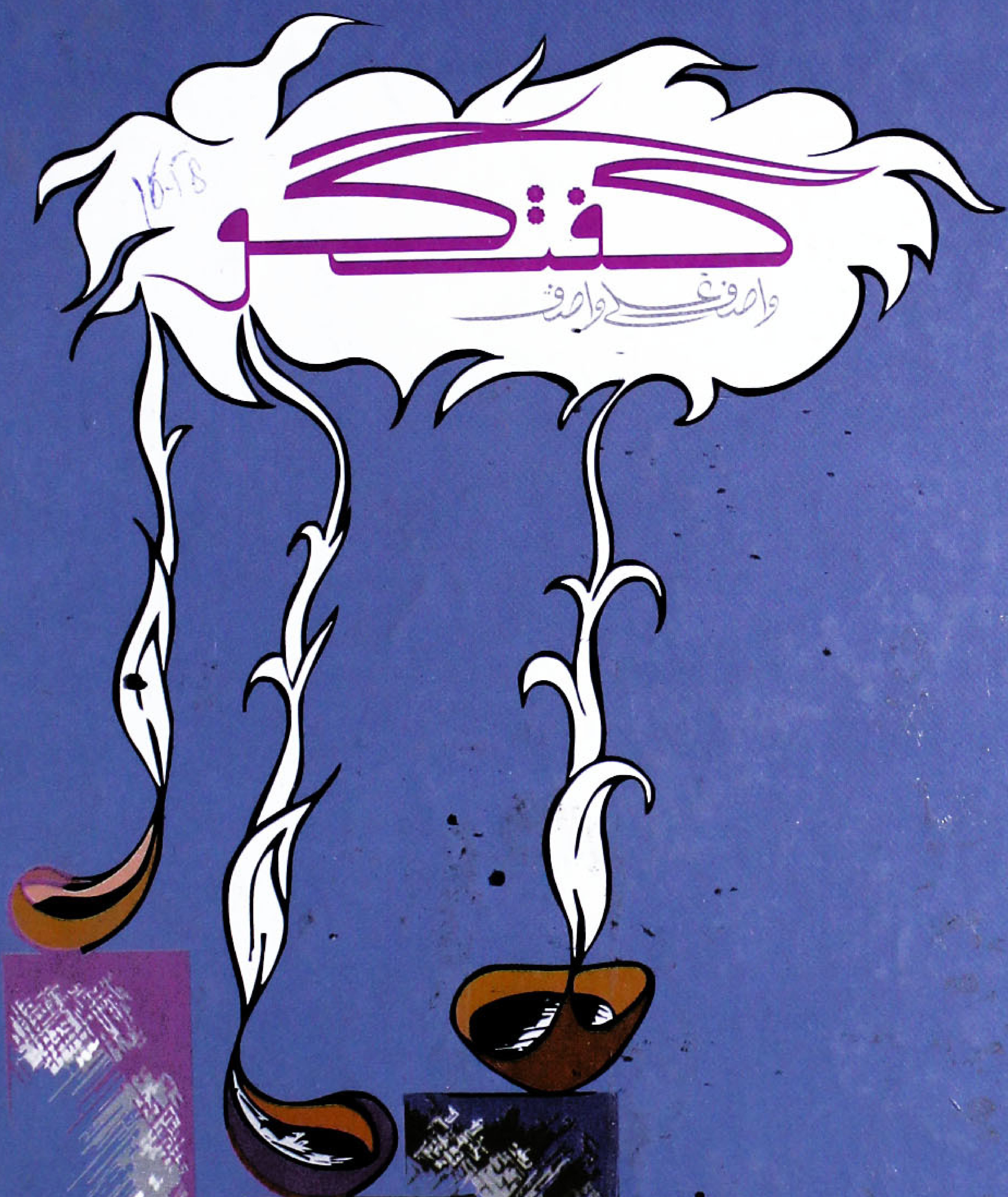


23

واصف علی واصف

گفتگو-23

نام کتاب گفتگو-23

مصنف واصف علی واصف

سال اشاعت 2008ء

قیمت 200روپے

راہِ فراق میں بھی رفیقِ سفر رہا
زخمِ جگر نے کام کیا ہے طبیب کا

(واصف علی واصفؒ)

عرضِ ناشر

ہماری موجودہ تعلیم سے جو علم حاصل ہوتا ہے اس کے ذریعے انسان اپنی معاشی اور سماجی زندگی کو بہتر بناتا ہے۔ یہ تعلیم سائنس اور آرٹس کے علاوہ مختلف ضابطوں پر مبنی ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ انسان کی ظاہری زندگی اور اس کی ظاہری حالت کو سنوارنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ پھر رہ جاتا ہے اس کا باطنی نظام۔ یہ نظام ایک فرد کے باطن سے لے کر ایک گروہ یا قوم کے باطن کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ باطن کو نکھارنے اور سجانے کا علم اللہ تعالیٰ اپنے خاص نفوس کو عطا فرماتا ہے جو ہر دَور میں لوگوں کی باطنی مشکل حل کرنے کے لیے نامزد کیے جاتے ہیں تاکہ وہ اس کے ذریعے اس موجودہ دور میں پیدا ہونے والی پیچیدگی کو دور کر کے باطنی زندگی کا بیڑا رواں دواں رکھیں۔ یوں ٹوٹل لائف کو ٹوٹل ریلیف ملتا رہتا ہے۔ قبلہ واصف صاحبؒ کا زمانہ جب شروع ہوا تو فرد ظاہری اور باطنی دونوں طرح کے مسائل میں جکڑا ہوا تھا۔ ظاہری علم کی فراوانی، مال کی فراوانی اور طرح طرح کے افکار کی فراوانی نے اس کے باطن کو پیچیدگی سے دوچار کر دیا۔ اس گھڑی انہوں نے فرد اور اجتماع

سے گفتگو کا سلسلہ شروع کیا جس سے وہ Healing کا کام لیتے تھے۔ وہ زیادہ تر اپنی توجہ ایک فرد کے ذاتی اور اندرونی مسئلے کے حل کے لیے مرکوز رکھتے تا کہ اُسے ان ہرزِ جاں سے چھٹکارا حاصل ہو۔ اپنی گفتگو کے اس سلسلے کو وہ تقریر' مقالہ' خطاب اور خطبہ کے میڈیم کے ذریعے آگے بڑھاتے رہے۔ مگر آہستہ آہستہ اس گفتگو نے ایک شخص سے انفرادی گفتگو اور پھر اشخاص سے محفل کے بیان کی گفتگو کی شکل اختیار کر لی۔ یوں وہ محفلیں تواتر سے ہونے لگیں جن میں وہ ان لوگوں کے باطنی مسائل سے مخاطب ہوتے۔ گفتگو کا یہ وہ فن تھا کہ اس زمانے میں جس کے وہ خود ہی بانی تھے اور خود ہی اس میں منفرد بھی تھے۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن یہ ایک Trend setter بن جائے گی۔ ان کی اس گفتگو کے الفاظ کو کاغذ پر منتقل کرنا شروع کیا گیا تو بعد میں آنے والے لوگوں نے اسے اپنے لیے ویسے ہی شفا کا ذریعہ سمجھا جس طرح کہ اُس دور کے موجود اصحاب کا احساس اور تاثر تھا۔ اس تاثیر کی حامل بائیس جلدیں آپ کی خدمت میں پیش کی جا چکی ہیں اور اب تیئسویں جلد آپ کے لیے حاضر ہے اس امید اور یقین کے ساتھ کہ یہ جلد بھی آپ اپنا تعارف ثابت ہوگی ـــــــــــ

فہرست

﴿1﴾

﴿4﴾

﴿5﴾

1 کوئی چیز آتی بھی ہو مگر اس کے بارے میں زیادہ جاننا چاہتے
ہوں۔ تو سوال کیا ہونا چاہیے؟

2 اب تک میں نے جو سوال کیے ہیں وہ زندگی کے ظاہری سفر کے
بارے میں نہیں بلکہ باطنی سفر کے بارے میں تھے۔

3 تعلق میں کوئی شرط نہیں ہے۔

4 ہم ان کو کیا جواب دیں جو یہ کہتے ہیں کہ تمہارا یہ کیا تعلق ہے کہ
تمہیں ڈنڈے پڑ رہے ہیں؟

5 پھر یہ تصور کہ اگر ہم بہتر مسلمان ہو جائیں تو ہماری کائنات بدل
جائے گی۔

6 میں تو آج تک یہی چاہتا رہا کہ مسلمانوں میں عمل کی روح پیدا ہو
جائے۔

7 ہمیں تو وہی چاہیے کہ ساری دنیا پہ ہم چھا جائیں اور فتح کر لیں۔

8 جب ہمارے ذہن میں قوت کا تصور آتا ہے تو اس کے ساتھ فتح اور
تسخیر کا خیال آتا ہے۔ مسلمانوں میں اگر یہ قوت پیدا ہو جائے تو یہ

ساری دنیا کو فتح کر سکتے ہیں۔

9 یہ جو چوری ہو رہی ہے وہ اسلام کے نہ ہونے کی وجہ سے ہو رہی ہے۔

10 میں گروہ کی نہیں بلکہ سسٹم کی بات کر رہا ہوں۔

11 مسلمانوں کو شرک سے منع کیا گیا ہے۔کون سی باتیں ہیں جو شرک کے دائرے میں آتی ہیں؟

12 یہ جو کہتے ہیں کہ اگر سفر پہ جا رہے ہوں اور آگے سے کالی بلی آ جائے تو رُک جائیں تو اس میں کیا صداقت ہے۔

13 آنکھ پھڑ کنے کو بھی لوگ کہتے ہیں کہ اگر دائیں آنکھ پھڑ کے تو اچھی بات ہوتی ہے اور بائیں آنکھ پھڑ کے تو بُری بات ہوتی ہے۔

14 آپ نے فرمایا ہے کہ راحت ہو یا ابتلا ہو اس میں تعلق قائم رہنا چاہیے۔جب ہمارے کسی پیارے پر ابتلا ہو تو بڑی مشکل ہو جاتی ہے۔

15 میں نے اللہ سے تعلق کی بات کی ہے۔

16 عام زندگی میں کسی کو تکلیف کے وقت ہم کیا کہا کریں۔

17 یہ جس Unconditional تعلق کا آپ نے ذکر کیا ہے' کیا اس کے لیے کوئی کوشش ہو سکتی ہے یا یہ صرف اللہ کی دَین ہے؟

18 بعض اوقات تمام کوشش کے باوجود ایک قدم بھی تعلق کی طرف جا نہیں پاتا اور بعض اوقات اللہ تعالیٰ توفیق دے دیتا ہے اور اس

مقصد کی طرف پیش رفت ہو جاتی ہے۔ پھر احساس ہوتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور رضا پر منحصر ہے اور جدو جہد یا ہماری کوشش ایک نیت کی حد تک ہے اور آگے اس میں دم نہیں ______ ؟

19 اس دنیا کے مسائل کو سمجھنے کے لیے اس کی طرف سے انسانی کوششیں یہ نئی نئی ایجادات، سماجی مسائل کا حل ڈھونڈنا، بیماریوں کا علاج ڈھونڈنا۔ اگر انسان کا رویہ یہ ہو کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ بہترین ہے اور ہم نے کچھ نہیں کرنا تو پھر انسان کے ذمے کیا کام رہ گیا؟

20 گلہ چھوڑ دیتا ہوں۔ اب مجھے کیا کرنا ہے؟

21 میں یہ کہہ رہا ہوں کہ میں دنیا میں حاصل کرنے کی بجائے اس کو کچھ Contribute کر جاؤں۔

22 درود شریف کا کیسے اہتمام کریں؟

23 یہ جو تیمّم ہے کیا یہ نیت کا وضو ہے؟

۱

آپ سوال کریں لیکن یہ پتہ ہو کہ سوال کرنے والے کو کس چیز کا سوال کرنا چاہیے۔ تو سوال کیا ہونا چاہیے؟

سوال:

کوئی چیز آتی بھی ہو مگر اس کے بارے میں زیادہ جاننا چاہتے ہوں۔

جواب:

یہ تو ہم نے کبھی بھی نہیں کہا۔ ہم نے کیا کہا تھا؟ کہ کسی چیز میں آپ کو ذاتی طور پر کہیں دقت محسوس ہو رہی ہو' کوئی چیز آپ کو Sufficient نہ لگ رہی ہو' آپ کے خیال کے سفر میں کوئی رکاوٹ ہو رہی ہو تو اس کا سوال کر لو۔

سوال:

میں نے اپنے لیے نہیں کہا بلکہ ڈاکٹر غزالہ موسیٰ کے لیے کہا ہے۔

جواب:

آپ اپنے Behalf پہ بول لیں۔

سوال:

میرا تو کوئی سوال نہیں ہے۔

جواب:

آپ اپنے لیے کچھ اور رکھتے ہیں اور دوسروں کے لیے کچھ اور رکھتے ہیں۔ یہ تو نہیں ہونا چاہیے۔ ویسے آپ کے سوال کیا تھے؟ آپ کن چیزوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔

سوال:

اب تک میں نے جو سوال کیے ہیں وہ زندگی کے ظاہری سفر کے بارے میں نہیں بلکہ باطنی سفر کے بارے میں تھے۔

جواب:

میں نے یہ بتایا تھا کہ وہ علم جس کے بارے میں آپ کو Sufficient محسوس نہ ہو وہاں پر آپ سوال کر سکتے ہیں۔ جس علم میں آپ کو مکمل ہونا محسوس ہو رہا ہو تو کہیں Comparative estimate کے لیے آپ سوال نہ کرنا۔ میں پہلے دن کی بات پھر دہراتا ہوں کہ سوال کرنے کا حوصلہ ہونا چاہیے اور جواب ماننے کا ایسا حوصلہ ہونا چاہیے کہ آپ کی Previous معلومات کے علاوہ اگر کوئی جواب آ جائے تو آپ میں اپنی معلومات ترک کرنے کی ہمت ہونی چاہیے۔ آپ کو یہ بات یاد آئی ہے؟ آپ

بتائیں کہ میں نے دوبارہ اب کیا کہا ہے؟

سوال:

سوال کرنے کا حوصلہ ہونا چاہیے۔

جواب:

سوال کیا ہونا چاہیے؟

سوال:

اگر کہیں کمی محسوس ہو رہی ہو تو سوال کرنا چاہیے۔

جواب:

ٹھیک ہے۔ کہ کمی محسوس ہو رہی ہے اور جہاں سے آپ نے کمی دور کروانے کا فیصلہ کیا تو وہ جو بات بتائے اس کو تسلیم کریں اور اس کے ساتھ آپ کا دوسرا علم بحث میں نہ آئے۔ یہ اس لیے کہ بحث نہ ہو کیونکہ کتابیں v/s کتابیں چل رہی ہیں' لائبریریاں بھری پڑی ہیں۔ اور یہی تو ٹریجڈی ہے ہمارے ہاں کہ ایک کتاب لکھی جاتی ہے اور اس کے جواب میں ایک اور کتاب۔ ایک سلسلہ بنتا ہے اور پھر ایک اور سلسلہ۔ ان دو سلسلوں کے درمیان ایک تیسرا سلسلہ آ جاتا ہے۔ بس سلسلہ در سلسلہ۔ سب سے اچھے بزرگ داتا صاحبؒ تھے کہ انہوں نے سلسلہ نہیں چلایا۔ انہوں نے طریقت کا سلسلہ آگے نہیں چلایا ورنہ تمام بزرگوں نے طریقت کے سلسلے چلا دیئے۔

یہ ایک بڑی خاص بات ہے۔

اب میں بات شروع کرنے سے پہلے دوبارہ بتا دوں۔ ایسا سوال کرو جو واقعی آپ کا سوال ہو، جس سوال کے جواب سے آپ کی اشکال کو دور ہونے کا موقع ملے۔ یہ ہوتا ہے سوال۔ اب آپ سوال کریں۔

سوال:

شام سے ہی ایک ہی سوال آ رہا تھا۔ مجھے عصمت کا پتہ چلا کہ وہ آ رہی ہیں۔ سوال یہ آیا کہ یہ ایکسیڈنٹ ہوا کیوں؟

جواب:

یہ ایکسیڈنٹ نہ ہونے کا آپ کے پاس جواز کیا ہے؟ اس کا استحقاق کیا ہے؟

سوال:

بس ایسے ہی ذہن میں یہ سوال آ گیا تھا۔

جواب:

کیا یہ اپنے ساتھ آپ مقابلہ کر رہے ہیں کہ آپ کے ساتھ یہ کیوں نہیں ہوا۔

سوال:

نہیں۔ صرف ان کی بات ہے۔

جواب:

ایک تو آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کے ساتھ ہوا ہے اور ہمارے ساتھ کیوں نہیں ہوا۔ یا پھر آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ کسی بزرگ کے ساتھ زندگی میں کوئی ایکسیڈنٹ نہیں ہوا۔ کیا یہ کہہ رہے ہیں کہ کسی پیغمبر پہ ابتلا نہیں آئی۔

سوال:

یہ سب کچھ نہیں سوچا تھا' صرف ایک سوال اس شکل میں آیا تھا۔

جواب:

آپ کو چاہیے کہ سوال پورا کریں کہ کیا مفہوم ہے۔ ایکسیڈنٹ تو یہ ہوسکتا ہے کہ بریک فیل ہو جائے' کار کے حوالے سے کوئی واقعہ ہو جائے' جیپ کے حوالے سے واقعہ ہو جائے۔ دو چیزیں ٹکرا جانے کا نام ایکسیڈنٹ ہے۔ آپ کس چیز کا پوچھ رہے ہیں؟ سوال کی وضاحت کریں کہ کیا کہہ رہے ہیں۔

سوال:

مجھے عصمت کا خیال آتے ہی سوال آیا کہ ان کے ساتھ کیوں ایسا ہوا؟

جواب:

کیا یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے ساتھ نہ ہوتا اور میرے ساتھ ہو جاتا۔

سوال:

کسی کے ساتھ بھی نہ ہو۔

جواب:

کیا آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے ساتھ بھی نہ ہو اور کسی اور کے ساتھ بھی نہیں؟

سوال:

جی یہی کہا ہے۔

جواب:

کیا دنیا میں ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں؟

سوال:

ہوتے تو ہیں ______

جواب:

اب اس کا استحقاق بتائیں جس کے بارے میں آپ کہہ رہے ہیں کہ اس کے ساتھ یہ نہ ہو۔

سوال:

یہ چونکہ اپنے ہیں' ہم خیال ہیں' اس لیے ان کے ساتھ یہ نہیں ہونا چاہیے۔

جواب:

آپ کا خیال ہے کہ جو اپنے ہیں ان کے ساتھ یہ نہیں ہونا چاہیے۔ کیا آپ کے بزرگوں کے ساتھ یہ ہوا؟ ضرور ہوا۔ کیا پیغمبروں کو صلیب کا مقام ہوا؟ کیا نہیں ہوا؟ اتنی باتیں جاننے کے بعد آپ خود کو اس کے حوالے تو کرتے ہیں مگر اس حوالے کرنے میں اپنا طریقہ استعمال میں رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یارب العالمین! ہم بالکل تیرے حوالے ہیں بشرطیکہ ہمیں آرام سے رکھ۔ اس کے حوالے کرنے کا یہ طریقہ تو آج ہم نے پہلی دفعہ سُنا ہے یعنی کہ ہم تو آپ کا کہنا مانتے ہیں مگر ہمیں آرام سے رکھنا۔ جب آپ نے وجود کو اس کے حوالے کر دیا تو اس کے کام پر تبصرہ' اس کے عمل میں رخنہ ڈالنا تو کسی تسلیم میں شامل نہیں ہے۔ اس سے پہلے کہ آپ کے لیے استغفار بتائی جائے ایک بات پھر کہہ رہا ہوں کہ اگر وجود کو دِقت محسوس ہو یا وجود کو دِقت میں مبتلا کیا جائے تو اس کا مطلب قطعاً یہ نہیں ہے کہ آپ کسی کے دل سے دُور ہو گئے۔ وجود کا ابتلا میں سے جو گزارنا ہے وہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے مقربوں کو بھی گزارا۔ مقرب بھی اس میں سے گزرے ہیں۔ بلکہ مقرب کا سب سے بڑا مرتبہ ہی شہید ہے۔ پھر آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اس کو کیوں شہید کر دیا گیا۔ مدعا یہ ہے کہ یہ جو ابتلا ہے اس کا ایک آسان سا نسخہ میں نے پہلے دن ہی آپ کو بتایا تھا کہ بیماری' ابتلا' حادثہ یا جو بھی واقعات ہوں' اپنوں

کواور اپنا بنانے کے لیے ہوتے ہیں' اور بیگانوں کو اور بیگانہ بنانے کے لیے ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو آج کوئی پرابلم Allocate ہوگئی تو جو اپنا ہے وہ تکلیف میں اور اپنا ہو جاتا ہے اور جو بیگانہ ہے وہ اور بیگانہ ہو جاتا ہے۔ تکلیف جو ہے وہ Relation کو اور Expedite کر دیتی ہے۔ تکلیف بھی اور راحت بھی' دونوں یہی کرتے ہیں۔ احسان بھی یہی کرتا ہے کہ وہ غیر کو اور غیر بناتا ہے اور اپنے کو اور اپنا بنا دیتا ہے۔ بڑے خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو احسان کے ذریعے اس کے اور قریب آ جاتے ہیں' مصیبت کے ذریعے بھی اور قریب آ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقربوں کو ستم اور کرم دونوں طریقوں سے اپنے پاس بلایا۔ اس نے اپنوں کو دونوں طریقوں سے یعنی ستم اور کرم سے اپنا بنایا اور غیر کو اسی طریقے سے غیر بنایا یعنی ستم اور کرم سے۔ اس نے بادشاہی دے دی اور فرعون بنا دیا' تکلیف دے دی اور مزید کافر بنا دیا۔ دیکھنا یہ ہے کہ تعلق والا انسان جو ہے وہ اپنے تعلق کو ستم اور کرم کے حوالے سے کبھی نہیں ماپتا۔ تعلق جو ہے یہ صرف تعلق کی وجہ سے ماپا جاتا ہے۔ تعلق میں نہ غریب ہونے کی شرائط ہیں اور نہ شرائط ہیں امیر ہونے کی' نہ کام ہونے کی شرط ہے اور نہ کام رُک جانے کا اندیشہ ہے۔ تعلق صرف تعلق ہے کہ وہ اسے قبول کر لے' ورنہ شرط کوئی نہیں ہے۔ یہ پہلے دن کے سبق کی ابتدا ہے اور آپ کو میری بات سمجھ نہیں آئی۔ تعلق میں کوئی شرط نہیں ہے۔ کیا

بات سمجھ آئی ہے؟

سوال:

یہ کہ تعلق میں کوئی شرط نہیں ہے۔

جواب:

تعلق میں یہ بات ہے کہ تعلق جو ہے یہ قبول کرنے کا نام ہے حالات اور واقعات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ مثلاً یہ کہنا کہ کرم ہوگا تو تعلق بڑھ جائے گا اور ستم کریں گے تو تعلق کم ہو جائے گا تو یہ تو عام دنیا دار کا Bargain ہے۔ متعلقین کے ساتھ یہ کبھی نہیں ہوا۔ اگر یہ بات ہوتی تو کوئی غریب آدمی آج تک مومن نہ ہوتا' تکلیف والا کوئی انسان اللہ کے قریب نہ ہوتا اور اللہ کے قریب وہی ہوتے جو اس وقت اللہ کے غیر ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام تو بڑے دانا تھے' پھر انہیں کیا ضرورت تھی کہ وہ اس سے ٹکر لیتے یعنی فرعون سے کیونکہ بادشاہی تو اس کے پاس تھی۔ یہ سوال ان لوگوں نے اکثر کیا جن لوگوں نے مسلمانوں کے ساتھ عمر گزاری اور اسلام قبول نہ کیا۔ ان کے اندر اس سوال کا اندیشہ پیدا ہوا۔ انہوں نے یہ سوال کیا تھا کہ اگر اللہ کے ساتھ آپ کا تعلق ہے تو پھر یہ ابتلا کیوں آئی ہے۔ یعنی کہ کسی غزوہ میں شکست بھی ہوئی تو وہاں اللہ بھی ساتھ ہے' اللہ کے فرشتے بھی ساتھ ہیں' اللہ کے حبیب ﷺ بھی موجود ہیں تو جنگ میں شکست کیسے ہوسکتی ہے؟ یہی تو

بات ہے کہ شکست ہو یا فتح ہو' پیغمبر جو ہے وہ پیغمبر ہی ہے۔ اگر صلح حدیبیہ میں ''محمد رسول اللہ'' لکھا جائے یا ''محمد ابن عبداللہ'' لکھا جائے' جو مرضی لکھا جائے' مسلمان کا تعلق ہی تعلق ہے۔ آپ میری بات سمجھ رہے ہیں؟ تعلق کو آسانی کے حوالے سے Translate کرنا جو ہے یہ تعلق کا فاؤل ہے۔ آپ نے اگر تعلق کو Commit کر لیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے تعلق رکھتے ہیں تو پھر یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم پر یہ عذاب کیسے آ گیا' یہ تکلیف کیسے آ گئی۔ اگر تعلق رکھتے ہیں اور آشوبِ چشم میں مبتلا ہیں تو تعلق والے کے ساتھ آشوبِ چشم بھی اللہ کی مہربانی ہوتی ہے۔ آپ کو بات سمجھ آئی؟ ایک چیز تعلق والے کی دشمن ہے اور وہ ہے دینے والے کی دَین پر تنقید' عطا کرنے والے کی عطا پر یعنی اگر وہ سنگ برسائے تو سنگ پر تنقید کرنا اور پھول برسائے تو پھول پر تنقید کرنا۔ یہ تنقید کرنا ہی تعلق کا فاؤل ہے ______ اب آپ کو میری بات سمجھ آئی؟

سوال:

بہت سمجھ آئی ہے۔

جواب:

لیکن مجھے اندیشہ پیدا ہو رہا ہے۔ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ آپ سمجھ گئے ہیں لیکن اب پتہ چلا کہ سمجھ نہیں آئی۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ تعلق والا اُس پر سب

چھوڑ دے۔ بزرگ اس بارے میں یہ بتاتے تھے کہ جس طرح مَیت غسّال کے ہاتھ میں ہو' آپ اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دو۔ تو اپنے آپ کو اللہ کے حوالے اس طرح کر دو کہ وہ چاہے ہنسائے چاہے رُلائے' جس حال میں رکھے اور آپ کا کام یہ ہے کہ ہر حال میں اس کے ساتھ راضی برضا رہیں۔ جو راضی برضا ہے وہ تنقید نہیں کرتا۔ ورنہ تو مسلمانوں کا اس زمانے میں اور ہی حال ہے۔ راضی رہنا یہ ہے کہ ایسی بات کو قبول کر لینا جسے قبول کرنے کی صلاحیت نہ ہو۔ اگر قبول کرنے والی بات ہو تو وہ تو کافر بھی قبول کر لے گا۔ تو وہ فیصلے جو آپ کی سمجھ سے باہر ہیں اور اللہ کے ہیں' انہیں قبول کرنے کی زحمت اور تکلیف اُٹھانے کی ہمت پیدا کرنے کا نام ہے ایمان۔ اگر کوئی آدمی یہ کہتا ہے کہ آپ کا بچہ تو خوبصورت پیدا ہوا ہے لیکن ہمارا بچہ خوبصورت پیدا نہیں ہوا' کیا اس میں میرا کوئی قصور تھا؟ اس میں قصور نہیں ہوتا' اُس کے لیے وہی بچہ ہے اور آپ کے لیے یہ بچہ' یہ پتہ نہیں ہوتا کہ ان کا حُسنِ عمل کیا ہے اور ان میں سے کون بہتر ہے۔ بچے کو بیٹا ہونے کی نسبت سے آپ قبول کریں۔ ورنہ جس طرح آپ کا یہ سوال ہے تو اس کے مطابق کوئی ماں اپنے کمزور انگ کے بیٹے کو قبول نہ کرتی کہ میرا بیٹا کمزور کیسے ہو سکتا ہے۔ جس طرح بیٹے کے ساتھ تعلق ہے تو کمزور انگ کے بیٹے کے ساتھ تعلق بھی قائم رہتا ہے اور یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ یہ کیوں کمزور انگ کا ہے۔ اسی طرح

ماننے والوں میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ ہمارے وجود میں یہ کمزوری کیوں ہے۔ وہ وجود کو جیسے چاہے رکھے۔ ایک بڑے جیّد بزرگ تھے۔ ان کے پاس ان کے کچھ ماننے والے گئے کہ بیٹا بیمار ہے' دعا کریں۔ اُنھوں نے دعا کی اور وہ ٹھیک ہو گیا۔ ایک مرید کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ آپ بھی تو بیمار ہیں' اپنے لیے بھی دعا کریں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے دعا کی تھی۔ مجھے جواب ملا کہ پہلے یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ یہ وجود تمہارا ہے کہ ہمارا ہے۔ جب وجود کو Handover کر دیا جاتا ہے تو پھر اس میں اپنی مرضی کا دخل نہیں دے سکتے۔ پھر اس کو اس کے حال پہ چھوڑ دیا جاتا ہے ورنہ تو آپ سب دانا انسان بیٹھے ہیں' رونے کو کوئی بھی اچھا نہیں سمجھتا۔ مگر ہر اچھی بات رونے والوں کو نصیب ہوئی ہے' اس بات کے پیچھے آنسو ہیں۔ شعرِ تر کی صورت' مصرعۂ تر کی صورت کے پیچھے آنسوؤں کے واقعات ہوتے ہیں۔ اقبال نے کہا ہے کہ

عطاؔر ہو رومیؔ ہو رازیؔ ہو کہ غزالیؔ ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحرگاہی

ایک اور جگہ کہا کہ

مجھے آہ و فغانِ نیم شب کا پھر پیام آیا
تھم اے رہرو کہ شاید پھر کوئی مشکل مقام آیا

اگر آپ کو یہ دعا دے دی جائے کہ خدا آپ کو غم سے بچائے تو یہ

بددعا ہوگی۔ آپ میری بات سمجھ رہے ہیں؟ جب بعض بزرگ ناراض ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے طاغوت والے لوگوں کو یہ بددعا دیتے ہیں کہ اللہ کرے تیرا کاروبار چل جائے' تیری جان بخشی ہو جائے' تو ہمیشہ خوش رہے ____ تو یہ بددعا کی ایک صورت ہے۔ یہ تعلق کی دنیا کی بات ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص اپنی منزلوں پر سرفراز رہے اور اسے وہ واقعہ نصیب نہ ہو جو کہ Gold Leaf Electroscope کا ہوتا ہے۔ یہ فائن احساس' Sensibility کی بات ہے۔ تو لطیف احساس والا جو ہے یہ عام طور پر ہر غم میں غمگین رہتا ہے' ہر واقعہ میں یہ مضطرب رہتا ہے۔ اضطراب سے ہی وہ واقعہ چلتا ہے۔ اور جو بے حس ہے اس نے کھایا' پیا' گنا جمع مال و عددہ اور پھر رفتارِ زمانہ کے ساتھ رخصت ہو گیا' بعد میں وارثوں کے درمیان Will پر جھگڑا ہو گیا اور وکیل کھڑا ہو گیا۔ تو یہ بے حس کی بات ہے ____

نہ ماننے والوں نے ایک مرتبہ سوال کیا کہ آپ کے پیغمبر پر ابتلا کیوں ہوئی۔ جب تم مسلمان ہو تو آسودہ کیوں نہیں ہوتے' تم سرفراز کیوں نہیں ہوتے؟ آج بھی باہر کی دنیا آپ سے سوال کر رہی ہے کہ اگر تم سچے مسلمان ہو تو تمہارا یہ حشر کیوں ہے؟ سچا ہونا جو ہے وہ حشر سے بچنے کے لیے نہیں ہے بلکہ سچا ہونا ''تعلق'' کے لیے ہے۔ آپ اپنے تعلق کو محفوظ کریں۔ اس میں حشر کی بات نہیں ہے' یہ نہیں ہے کہ تم امیر ہو جاؤ گے یا غریب ہو جاؤ

گے ـــــــ "تعلق" کی ایک الگ دنیا ہے۔ اگر وہ رُلائے تو سمجھو کہ اس سے تعلق بہت اچھا ہے۔ اگر وہ ہنسائے تو سمجھو کہ سرسری طور پر گزار رہا ہے۔ اس لیے مانگنے والوں نے مانگا کہ مجھے کبھی خشک آنکھ نہ عطا کرنا۔ اُس کے پاس سب سے بڑا انعام کیا ہے؟ تر آنکھ۔ جس کی آنکھ تر ہو جائے' سمجھو کہ وہ پار ہو گیا۔ میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ اللہ کا ایک نام آنسو ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ قریب کا جلوہ دکھانا چاہتا ہے' اگر مشاہدہ نہ ہو اور صرف اس کا دل رقیق کر دے' آنکھ میں آنسو آ جائے تو آنکھ میں آنسو والا ہمیشہ کے لیے اللہ سے دور ہو سکتا ہی نہیں۔ یہ فیصلہ ہے۔ دور رہنے والے کی آنکھ ٹھنڈی ہو جائے گی' یخ ہو جائے گی' پتھر ہو جائے گی' پتھرا جائے گی۔ دل کا موم ہونا اللہ کا قرب ہے' آنکھ کا جاری ہونا اللہ کا قرب ہے۔ اللہ نے دیکھو کیسی بات کی' ایک جگہ کہا کہ پھر جب میں نے تم پر احسان کیے اور پھر تم لوگ احسان کے ناقدر شناس ہو گئے ثم قست قلوبکم پھر تمہارے دل پتھر ہو گئے فھی کالحجارۃ جیسے کہ یہ پتھر ہوں۔ تو اس طرح سخت ہو گئے۔ اللہ کی یہ Symbolic بات دیکھو' یہ Simili دیکھو" حالانکہ میرے پتھروں سے بھی نہریں جاری ہیں"۔ آپ اندازہ لگاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ Poetic بات کیسے کی۔ پتھر سے نہر کا جاری ہونا گویا کہ سنگ میں اشک باری ہونا ہے۔ یہ تقرب کی دلیل ہے۔ تو اللہ نے فرمایا کہ تمہارے دل پتھر ہو گئے حالانکہ ہمارے پتھروں میں بھی دل

ہیں۔اس لیے آنکھ کا جاری ہونا نعمت ہے اور نعمت فراموش وہ ہوتا ہے جس کی آنکھ جاری نہ ہو۔ثم قست قلوبکم ۔اللہ کو آپ نے کیا دیکھنا ہے' اپنے دل کے موم ہونے کا نام اللہ ہے۔ تیرا دل اگر موم ہے تو سبحان اللہ! اگر تیرے پاس سجدے کی زیادہ خواہش ہے' سرنگوں ہونے کا جذبہ ہے تو سبحان اللہ! اگر سجدے میں تجھے آنسو اور آہیں مل جاتے ہیں تو سبحان اللہ! Achievement ہو گئی۔اب آپ اور کیا چاہتے ہیں۔اگر اللہ کے تقرب میں خواہشات دنیا یاد رہ گئیں تو پھر تقرب کیا ہوا۔اللہ کے تقرب والا' اگر احساسِ وجود میں مبتلا ہے تو وہ ابھی تقرب سے دور ہے۔تقرب ہوتا ہی یہی ہے کہ احساسِ وجود ختم ہو جائے' وجود کا احساس نہ رہے۔اگر وجود بظاہر تکلیف میں ہو اور اللہ کا خیال ہو تو تکلیف جو ہے وہ تکلیف نہیں رہے گی' ستم جو ہے وہ ستم نہ رہے گا۔اگر یہ ستم اس نے کیا ہے تو یہ کرم ہے۔اگر یہ پتھر اُدھر سے آیا ہے تو آنے دو۔اس لیے اے ماننے والو! اللہ تعالیٰ کو اس کی مہربانیوں اور اس کے فیصلوں کے مطابق مانو اور اپنے آپ کو اس کی ہر بات ماننے والا بناؤ اور اپنی بات منوانے والا بننے کی کوشش نہ کرو۔تو کوشش یہ کرو کہ منوانے والے نہ بنو بلکہ ماننے والے بنو۔ماننے والا کہتا ہے کہ وہ جیسے رکھے' جس حال میں رکھے' ہم راضی ہیں ______ اب بات واضح ہو گئی؟ کہ ایسا کیوں ہوا؟ کہ ایسا اللہ نے کیا۔اگر اُس نے کیا ہے تو سبحان

اللہ! اچھا کیا ہے۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ یہ شرائط نہ ہوں کہ یا اللہ ہم تیری نماز پڑھیں گے' تو ہمارے لیے یہ کر۔ یہ نہ کہنا کہ اے اللہ ہم تیرا کام کریں گے' تو ہماری حفاظت کرنا۔ اللہ جانے اور اس کا کام جانے۔ شکر کرو کہ اس نے عبادت کی توفیق دی' ٹیڑھا سیدھا نام لینے کی توفیق دے دی۔ اس کی یہی مہربانی کافی ہے کہ اس نے اپنا نام آپ کی زبان پر آنے دیا۔ آپ جس طرح بھی اس کا نام لے رہے ہیں وہ کافی ہے۔ یہ بڑا انعام ہے کہ نام اس کا اور زبان آپ کی۔ اس کے علاوہ کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہے کہ ہمارے ہونٹوں پر اس کا نام ہے۔ بس یہ کافی ہے۔ ہر تکلیف میں ہم اُسے یاد کرتے ہیں' یہ بہت کافی ہے۔ ہمارے تمام رجوعات اس کی طرف ہیں۔ یہ بہت کافی ہے۔ ہم نے آپ کو مانا اور آپ کے ماننے والوں کو مانا' جو باتیں سمجھ آئیں ان کو مانا اور بہت ساری باتیں سمجھ نہیں آئیں' ان کو بھی مانا۔ تو یہ ماننے کا شرف ہے۔ اگر بات سمجھ آجائے تو سب مانتے ہیں' اور اگر تکلیف آجائے تو ماننے والا کہتا ہے کہ اللہ ہم پر مہربان ہے۔ اس سے پوچھا کہ کیا تکلیف کے وقت بھی مہربان ہوتا ہے؟ کہتا ہے ہاں' وہ مہربان ہوتا ہے' ہم نے مان لیا ہے۔ تو یہ بڑی بات ہے کہ سمجھ نہ آئے' پھر بھی مان لینا۔ تو ماننا جو ہے یہ خوش نصیبی کی بات ہے چاہے بظاہر وہ بدنصیبی ہو۔ مثلاً آپ کسی کی یہ بدنصیبی دیکھتے ہیں کہ وہ غریبی میں گزار رہا ہے' غریب الوطنی میں گزار

رہا ہے اور اگر غریبی اور غریب الوطنی میں اللہ ہمراہ ہو جائے تو ہزار بار وطن نثار ہے ــــــــ

بس اتنی سی بات ہے۔ آئندہ کے لیے سوال کی احتیاط کرنا۔ اس سوال میں گستاخی کا ایک پہلو نکلتا تھا' ایک تو اللہ پر تنقید ہوگئی' پھر دوسری بات یہ ہے کہ آپ کے ساتھ تو یہ چیز نہیں ہوئی' اس لیے یہ شکر کے منافی ہے۔ جو چیز دوسرے کے ساتھ ہوئی ہے وہ اگر آپ کے ساتھ نہیں ہوئی تو دل میں اس کا شکر ادا کرتے کہ یا رب العالمین! تیری مہربانی ہے کیونکہ یہ واقعہ میرے ساتھ بھی ہو سکتا تھا۔ یا پھر اگر آپ اس شخص کے ساتھ آپ بہت دلچسپی رکھتے ہیں تو یہ کہیں کہ یا اللہ آئندہ اگر اس کے لیے کوئی پرابلم ہے تو وہ میرے نام لگا دے۔ میرا خیال ہے یہ کہنا مشکل ہوگا۔ اس کے ساتھ تکالیف کا جو شعبہ ہے کیا آج کے بعد وہ آپ کے نام لگا دیا جائے۔

سوال:

لگا دیں۔

جواب:

آپ کیوں لگانا چاہتے ہیں؟

سوال:

ہم Share کر لیں گے' بانٹ لیں گے۔

جواب:

اوراس کی جو خوش قسمتی آ رہی ہے وہ آپ کو نہیں ملے گی۔

سوال:

ٹھیک ہے۔

جواب:

اچھا' سوال یہ تھا کہ ماننے والوں کو تکلیف کیوں آتی ہے۔ اس کا ہم نے فیصلہ کرلیا ہے کہ تکلیف آئے یا راحت آئے' ماننے والے کا کام ہے کہ وہ مانتا جائے۔ کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا جو اس زندگی میں آنسوؤں سے نہ گزرا ہو۔ کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا جس نے اپنے بزرگوں کی موت نہ دیکھی ہو۔ کوئی ایسا نہیں ہوگا جس نے اپنے عزیز کو رخصت ہوتے نہ دیکھا ہو۔ کوئی ایسا نہیں ہوگا جس کے حالات اور ضرورت کے درمیان فاصلہ نہ رہا ہو۔ کوئی ایسا نہیں ہوگا جس کو سماج سے گلہ نہیں ہوگا۔ کوئی ایسا نہیں ہوگا جو عزت ملنے کے باوجود اس سے زیادہ اپنا حق سمجھتا ہوگا' جتنا مرتبہ ملا اس سے زیادہ اپنا حق سمجھتا ہوگا۔ کوئی ایسا نہیں ہوگا جس نے کہا ہوگا کہ میں اپنا کام مکمل کر چکا ہوں سوائے حضور پاک ﷺ کے' جنھوں نے فرمایا کہ گواہ رہنا' میں اپنا کام مکمل کر چکا ہوں۔ وہ واحد ہستی ہیں جنہوں نے فرمادیا کہ میں نے اپنا پیغام دے دیا' تم گواہ رہنا۔ ورنہ کوئی آدمی ایسا نہیں ہوگا جس نے اپنا کام مکمل کر

لیا ہو۔ اگر یہ سارے واقعات نہیں ہیں تو پھر زندگی میں ہے کیا۔ اُتار چڑھاؤ' غریبی امیری' غم دکھ سکھ' یہ تو سب کے ساتھ ہیں۔ ہونا کیا چاہیے؟ تعلق! اگر زندگی ختم ہو رہی ہو تو آپ کی زبان پر اس تعلق کا نام ہو جس تعلق کے لیے آپ نے زندگی وقف کی۔ بس اتنی سی بات ہے۔ آسائشیں اور تکلیف تو چلتے رہتے ہیں۔ یاد رکھنا' اللہ کے تعلق کو کبھی آسائشوں میں Translate نہ کرنا۔ یہ نصیحت ہے میری۔ یہ نہ کہنا کہ میں نے ایک لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھا ہے' اب کار چاہیے۔ وہ جو اس نے درود پڑھنے کی توفیق دے دی' یہی اس کی مہربانی ہے۔ اس لیے کبھی دنیاوی آسائش کے لیے بات کو استعمال نہ کرنا۔ وہ جو کر رہا ہے اسے کرنے دو۔ فاختہ کو شاہین نے کیوں مارا' اللہ جانے اور اس کا کام جانے۔ اللہ کے کاموں میں دخل نہ دینا ______

اب آپ سوال کریں۔ بسم اللہ ______ اپنے Behalf پر یا دوسروں کے Behalf پر ______ اشفاق صاحب بولیں!

سوال:

ہم ان کو کیا جواب دیں جو یہ کہتے ہیں کہ تمہارا یہ کیا تعلق ہے کہ تمہیں ڈنڈے پڑ رہے ہیں؟

جواب:

جب آپ یہ دیکھیں کہ اللہ کریم نے اس سوال کا جواب نہیں دیا تو

آپ کیوں جواب دہ ہوتے ہیں۔ مالک ہونے کے باوجود Creator ہونے کے باوجود اس نے اپنی Creation میں اپنا سکّہ پوری طرح رائج نہیں کیا۔ تو لوگ یہ کہہ سکتے ہیں۔ اس کا جواب آپ کے ذمے نہیں بنتا۔

سوال:

ہم پر پریشر تو ہے۔

جواب:

پریشر تو ہے۔ پریشر ہوتا رہے مگر اس کا جواب آپ کے ذمے نہیں ہے۔ کیونکہ یہی ایمان ہے کہ اتنے سوال کے باوجود آپ اپنی تسلیم میں چلتے جائیں۔ پھر جب آپ پر راز آشکار ہو جائے تو اس کو آپ جواب دے سکتے ہیں۔ ابھی تو جواب اتنا ہی ہے کہ میں اس کی اسی بات پر راضی ہوں، میں اپنے ساتھ ہونے والے حالات پر راضی ہوں۔ جس طرح ماں باپ کے غریب ہونے کی وجہ سے آپ ان کے باغی نہیں ہوتے اور ان کو مانتے چلے جاتے ہیں کہ یہ ہمارے ہی ماں باپ ہیں، کیونکہ یہ آپ کا تعلق ہے۔ اللہ کے ساتھ تعلق کو آپ نے غلط Define کیا ہے کہ اس کے ساتھ تعلق رکھنے سے آپ کا رزق بڑھ جائے گا۔ آپ کا یہ دعویٰ ہی غلط ہو گیا۔ دعویٰ یہ نہیں تھا۔ دعویٰ صرف یہ تھا کہ ہماری زندگی جیسی بھی ہے، ہماری عاقبت بہتر ہو۔ اب آپ نے دعویٰ یہ کر دیا کہ تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہارے حالات بہتر

ہو جائیں گے۔اس لیے سوال پیدا ہو گیا ہے۔یہ تو ہم نے کہا ہی نہیں کہ آپ کامیاب ہو جائیں گے یا ناکام ہو جائیں گے۔اللہ کریم کو ہم نے اس لیے مانا کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے ہمیں یہ بات بتائی۔اب اس کی کوئی وجہ تو آپ نے نہیں بتانی۔یہ حقیقت ہے۔

سوال:

پھر یہ تصور کہ اگر ہم بہتر مسلمان ہو جائیں تو ہماری کائنات بدل جائے گی۔

جواب:

یہی تو بتا رہا ہوں، کہ کائنات کا مالک جو ہے وہ نہیں بدلتا۔ وہ کافروں کو وسائل دے رہا ہے۔یہ خیال ہی غلط ہے کہ ایسا کچھ کر لیں کہ سارے لوگ ہم خیال اور ہم رنگ ہو جائیں۔

سوال:

میں تو آج تک یہی چاہتا رہا کہ مسلمانوں میں عمل کی روح پیدا ہو جائے۔

جواب:

مسلمانوں میں اگر ایک چیز پیدا ہو جائے تو سب کچھ ہو جائے گا، مسلمان سارے کے سارے مسلمان ہو جائیں۔کچھ تو آپ سمجھ گئے ہیں اور کچھ اس کو اور طریقے سے سمجھ لیں۔مثال کے طور پر مسلمانوں کے کچھ گروہ

پاس پاس بیٹھے ہوں اور جہاں گروہوں کے سربراہ اپنی اپنی ٹولیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں' وہاں سے اگر حضور پاک ﷺ کا گزر ہوا اور ان میں سے ایک ٹولی یہ کہے کہ ہمارے پاس تشریف لائیں اور دوسرے کے پاس نہ جائیں۔ وہ شخص thereby Meaning باقیوں کو اُمت سے خارج سمجھے گا۔ یہ مسلمانوں کی سب سے بڑی دشمنی ہے۔ یہ سب سے بڑا جھگڑا ہے کہ حضور پاک ﷺ کے گروہ میں اپنے انداز سے اس نے گروہیت پیدا کر دی۔ وہ گروہ آپ لوگوں نے نہیں بنایا تھا بلکہ اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ نے بنایا تھا' آپ نے اس میں شامل ہونا ہے اور گروہ سازی نہیں کرنی۔ تو آپ اس گروہ میں ہوں جسے اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ نے بنایا ہے۔ تو آپ کہیں کہ یہ وہ گروہ ہے جس میں ہم شامل ہیں۔ اور اس گروہ کے اندر محبت اور عقیدت سے آپ نے لوگوں کے ساتھ خوش تعلقی کے ساتھ سفر کرنا ہے۔ یہ آپ نے کیا نہیں اور یہی کرنا تھا۔ گروہ کس کا؟ اللہ تعالیٰ کا' اللہ کے حبیب ﷺ کا۔ اور آپ کون؟ اس گروہ کے ممبر' ایک دوسرے کی خدمت کر کے چلتے جائیں' کوئی ایک خدمت کر دے' کوئی دوسری خدمت کر دے۔ اگر مسلمانوں میں یہ جامعیت آ جائے تو مسلمان جو ہیں وہ قوت ہیں۔ یہ نہ ہو کہ آپ قوت کے لیے جامعیت پیدا کریں۔ یہ شرط نہ ہو۔ اگر مسلمانوں میں یہ اجتماع ہو جائے تو وہ کائنات کے لیے قوت بن سکتا ہے۔ لیکن قوت کے لیے یہ اجتماع

پیدا نہ کرنا۔

سوال:

ہمیں تو وہی چاہیے کہ ساری دنیا پہ ہم چھا جائیں اور فتح کر لیں۔

جواب:

قوت ضرور ہو جائے گی۔ قوت نتیجہ ہو گا لیکن قوت کا حصول Cause نہیں ہو سکتا۔

سوال:

اس قوت کو پھر ہم نے کیا کرنا ہے؟

جواب:

جس قوت کی آپ بات کر رہے ہیں تو انسان کو سب سے بڑی قوت یہ چاہیے کہ To stay here۔ وہ تو آپ کے پاس ہے ہی نہیں۔ رخصت ہونے والے کو کتنی قوت درکار ہے۔

سوال:

We need some power to stay on.

جواب:

To stay on in his belief۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اس طرح Stay on کریں۔ اللہ دوسروں کو بھی Stay on کرنے کی توفیق دے۔

آپ ایک گروہ میں Stay on کریں' ایک کیمپ میں ہوں اور وہ کیمپ حضور پاک ﷺ کا ہو یعنی اللہ اور اللہ کے حبیب پاک ﷺ کا کیمپ۔ سب سے اچھا گروہ وہ ہے جو اپنی گروہیت کو پوری Grand اجتماعیت کے ساتھ اس گروہ میں شامل کر دے۔ یہ اچھی بات ہے۔

سوال:

جب ہمارے ذہن میں قوت کا تصور آتا ہے تو اس کے ساتھ فتح اور تسخیر کا خیال آتا ہے۔ مسلمانوں میں اگر یہ قوت پیدا ہو جائے تو یہ ساری دنیا کو فتح کر سکتے ہیں۔

جواب:

اگر کوئی سا گروہ قوت کے ساتھ فتح کر لیتا ہے ایک علاقہ یا Territory۔ چلو اس کا نام رکھ لو پاکستان' مسلمانوں کا ایک خطہ۔ اور چاہتے آپ یہ ہیں کہ کشمیر مل جائے۔ درویش سے اگر کہا جائے کہ بابا دعا کرو کہ یہ مل جائے۔ وہ کہے گا کہ دعا کرو کہ کشمیر نہ ملے۔ وہ کہے گا آپ کیسے درویش ہیں' ہمیں تو ضرورت ہے۔ وہ کہے گا کہ تم لوگ کشمیر کے بغیر بھی کافی گناہ کر رہے ہو ______ مقصد یہ ہے کہ اگر اصلاح نہ ہو وجود کی' تطہیر نہ ہو تو آپ کا پھیلاؤ ایسا ہی ہو گا جیسا اب آپ کے ملک میں ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کا ایک ملک ہو جانا Sufficient نہیں ہے کیونکہ مسلمانوں کے ملک میں ایک

مسلمان دوسرے مسلمان کو تباہ کر سکتا ہے۔ بلکہ مسلمانوں کے وجود میں اللہ کی مُلکِ دلبری ہونی چاہیے۔ آپ وہ چیز قائم کریں کہ مسلمانوں کے وجود کا اور روح کا وہ ملک ہو جس میں وہ واقعہ ہو جائے جس کا آپ کہہ رہے ہیں۔

سوال:

یہ تو ہم میں نہیں ہے۔

جواب:

آپ یہ کریں۔ آپ کا کام یہ ہے کہ یہ کریں۔ بات یہاں سے شروع کریں' اس مُلکِ دلبری سے۔ یہاں سے آپ چلیں۔ باقی یہ کہ اجتماع کر لینا' سب کو کلمہ پڑھا دینا اور اکٹھا کر دینا تو ویسے ہی ہو گا جیسا اب آپ کو نظر آ رہا ہے۔ مسلمان تو ہیں یہاں پر' آپ غیر مسلم تو نہیں ہیں۔ آپ کے ملک میں چوری بھی ہوتی ہے اور دوسرے وہ واقعات بھی ہوتے ہیں جو نہیں ہونے چاہییں اور یہ سب کرنے والے بھی مسلمان ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کے باوجود وہ واقعہ جو انسانیت میں نامناسب ہے وہ دور نہیں ہوا۔

سوال:

یہ جو چوری ہو رہی ہے وہ اسلام کے نہ ہونے کی وجہ سے ہو رہی ہے۔

جواب:

آپ کی بات ٹھیک ہے۔ پھر آپ کو اجتماعی طور پر ایک گروہ

Define کرنا پڑے گا کہ یہ گروہ ہے مسلمانوں کا' اور باقیوں میں اسلام کی کمی کی وجہ سے یہ واقعات ہو رہے ہیں۔ آپ وہ کون سا گروہ Define کریں گے؟

سوال:

میں گروہ کی نہیں بلکہ سسٹم کی بات کر رہا ہوں۔

جواب:

سسٹم انسانوں کے ساتھ ہے۔ Ideal System تو ساری کائنات ہے۔ وہ تو ہر جگہ ہے۔ آپ نے انسانوں کا ایک گروہ بنانا ہے۔

سوال:

اگر ایک سسٹم ہوگا تو اس میں وہ کام ہوگا۔

جواب:

آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ ایک سسٹم ہو آئیڈیل سسٹم ہو' وہ نافذ کیا جائے تو اس کے بعد بہت سے نقائص دور ہو جائیں گے۔ آپ یہ بتائیں کہ سسٹم کون بنائے گا' کن لوگوں پر وہ نافذ ہوگا اور پھر کیا رزلٹ نکلے گا؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اس بات کا داعی ہو وہ سسٹم بنائے اور سسٹم بنانے کے لیے ایک مقام ہو جہاں سے اس کا نفاذ ہو۔ اسی بات پہ تو آج تک جھگڑا ہوتا رہا ہے' کہ پہلے وہ پاور دو' پھر ہم فارمولا دیں گے۔ کسی نے راستے میں فارمولا نہیں دیا۔ کسی نے بھائی کا خیال نہیں رکھا کہ وہ اس کا بھائی ہے' پڑوسی

کا خیال نہیں رکھا کہ وہ اس کا پڑوسی ہے' اپنی جان کا خیال رکھا اور اسے عذاب سے بچا۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ میں نسخہ کیمیا رکھتا ہوں' سڑکیں ایسی ہوں کہ یہاں پر حادثہ نہ ہو۔ وہ اُسے کہتا ہے کہ سب سے پہلے تو اپنے وجود کو دیکھ جس کو تو مان رہا ہے' تیری پیشانی میں سجدے کی خواہش ہونی چاہیے' یہاں سے رخصت ہونے کی تمنا ہونی چاہیے' اُس کو دیکھنے کی تمنا ہونی چاہیے' تمہیں پتہ ہونا چاہیے کہ جو یہاں اندھا ہے وہ وہاں بھی اندھا ہوگا' جیسے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کی پہچان ہونی چاہیے۔ یہ باتیں ضرور ہونی چاہئیں۔ اب اس کے ساتھ باقی باتیں بھی کر لو' Reformation کر لو' لوگوں کو بتا دو' کائنات کی اصلاح کر لو۔ سب کچھ کر لو لیکن اس سے پہلے اپنی نجات کا کوئی فارمولا مکمل طور پر دریافت کر لو۔ یہ نہ ہو کہ آپ کے پاس فارمولے تو کائنات کے ہوں لیکن اپنی نجات مخدوش ہو۔ ہم مانتے ہیں کہ یہاں کے بعد ایک اور لائف ہے' اس کے لیے آپ کو اندیشہ نہیں ہونا چاہیے۔ پھر یہاں پر کوئی فارمولا دے جائیں' یہ بڑی اچھی بات ہے' ضرور فارمولا دیں۔ لیکن فارمولے سے پہلے اپنے اثاثے دیں' اپنے واقعات ہوں' غریبوں کی خدمت کریں ______ ضرور کریں۔

اب اور کوئی سوال بولیں ______

سوال

مسلمانوں کو شرک سے منع کیا گیا ہے۔ کون سی باتیں ہیں جو شرک کے دائرے میں آتی ہیں؟

جواب

شرک نمبر وَن یہ ہے کہ عبادت کے عمل میں اللہ کے علاوہ کسی اور شے یا کسی اور ذات کو وجہ عبادت سمجھنا شرک ہے۔ Clear ہو گیا؟ یعنی عبادت میں معبود کے علاوہ کسی اور شے یا کسی اور ذات کو وجہ عبادت سمجھنا جو ہے یہ شرک ہے۔ سماج کے لیے عابد کہلانا یا عبادت کرنا بھی شرک ہو سکتا ہے۔ نیک مشہور ہونے کے لیے عبادت کرنا شرک ہو سکتا ہے۔ فارمولے کی نماز پڑھنا شرک ہو سکتا ہے۔ کچھ فقیر تو یہ بھی کہتے ہیں کہ شریعت کی نماز پڑھنا بھی شرک ہو سکتا ہے اس لیے نماز پڑھنی ہے تو خدا کی پڑھ۔ یہ کہنے والے کہہ سکتے ہیں۔ تو یہ بھی شرک ہو سکتا ہے۔ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت جو ہے یہ شرک نہیں کرے گی کیونکہ یہ بت نہیں بنائے گی۔ آپ کے ہاں بُت بنانے کا شعور خداداد نہیں ہے کہ بُت بنا کے اس کی پوجا کریں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایک شرک سے تم بچ نہیں سکو گے، تمہارے لیے ذرا مشکل ہوگا، تم پیسے کو معبود کی جگہ رکھ بیٹھو گے۔ اس بات سے بچنا۔ جس زمانے میں Camel drivers کو ساربانوں کو Skyscrapers مل جائیں

گے تو وہ زمانہ ایسا ہوگا جس میں پیسہ لوگوں کی پرستش میں شرک کا امکان پیدا کر سکتا ہے۔ یہ کیسے کرتا ہے؟ یہ نہیں کہ آپ پیسہ رکھ کے اس کی Worship کرنے لگ جاؤ گے بلکہ پیسے کی زیادتی کو آپ اللہ کا فضل سمجھیں گے اور پیسے کی کمی کو آپ اللہ کی ناراضگی سمجھیں گے۔ تو میں بتا رہا ہوں کہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی بات میں ماننا یا نہ ماننا شرک ہو سکتا ہے۔ شرک جو ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو نہیں سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ شرک نہ کر تو ہم اللہ تعالیٰ سے پوچھتے ہیں کہ آپ جیسا اگر کوئی ہو تو شرک ہو۔ جب تیرے جیسا کوئی ہے ہی نہیں تو شرک کیسے ہو سکتا ہے۔ من دون اللہ تو ہو نہیں سکتا۔ جو کچھ ہے ساری تیری مخلوق ہے، تو خالق ہے، کوئی تیرے جیسا ہو تو شرک ہو۔ تیرے جیسا کیسا ہو؟ جو نظر نہ آئے اور جو سامنے بھی نہ آئے، جو صرف میرے خیال تک تعلق رکھتا ہو، حُسنِ خیال کا نام ہو ______ اور یہ دو نہیں ہو سکتے، دو حُسنِ خیال نہیں ہو سکتے، حُسنِ خیال ایک ہوتا ہے۔ خیال کے جلوے دو نہیں ہو سکتے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ جس مقام پہ ہے، اس مقام پر شرک کا امکان ہی نہیں۔ جب بھی کوئی معبود بنائے گا، نقلی بُت بنائے گا تو وہ تو نظر آنے والا ہوگا۔ اور اصلی اللہ نظر نہ آنے والا ہے۔ وہ چیزیں جو نظر آنے والی ہوں ان کی تو ہم عبادت نہیں کر سکتے۔ لہٰذا شرک جو ہے یہ ناممکن ہے۔ لیکن اللہ بار بار کہتا ہے کہ شرک نہ کرنا، تو پھر راز کیا ہوا؟ شرک کا اصل

خلاصہ یہ ہے کہ کوئی ایسی بات جو حضور پاک ﷺ کی فرمائی ہوئی ہو اس بات کے مقابلے میں دنیا کے کسی اور فارمولے کو بہتر ماننے کی تیاری ہی شرک ہے۔ شرک اللہ کے حکم کے علاوہ نہیں ہے کیونکہ معبود تو تم بنا نہیں سکتے جو ایسا ہو جیسا اللہ ہے۔ جو کچھ اس ذات نے فرمایا یعنی حضور پاک ﷺ کی ذات نے فرمایا اس علم کے برابر یا فوقیت میں کسی علم کے امکان کا ہونا ہی شرک ہے۔ اور اس شرک سے بچنا بڑا مشکل ہے۔ اللہ کا شریک کیسے ہو سکتا ہے۔ اللہ کے دین کا شرک ہو سکتا ہے۔ تو میں نے کیا بتایا؟ اگر آپ کو پتہ چل جائے کہ یہ حضور پاک ﷺ کی بات ہے اور آپ یہ کہیں کہ اس کے علاوہ بھی زندگی کا فارمولا ہے تو یہ شرک ہے۔ کوئی اور نسخہ آپؐ کے علم کے برابر Judge کرنے کی تمنا شرک ہے۔ بس آپ وہاں پر اپنی دانائیاں Suspend کر دو۔ جب آپؐ کا نام آ گیا' پتہ چل گیا کہ حضور پاک ﷺ نے یہ فرما دیا ہے تو اس کے علاوہ کوئی بھی راستہ شرک ہے۔ تو یہ مسلمانوں کا شرک ہے۔ ورنہ تو آپ وہ شرک کر نہیں سکتے کہ بُت بنائیں اور اس کا سجدہ کریں۔ وہ آپ نہیں کر سکتے۔ محمود غزنوی بڑا بُت شکن بادشاہ تھا۔ اس سے کسی نے پوچھا کہ تو نے بت کیوں توڑ دیئے۔ اس نے کہا کہ بت کو توڑنا بہت ضروری ہے۔ اس نے پوچھا کہ یہ جو ایاز ہے تیرے دل کا بُت؟ کہتا ہے وہ تو اپنی جان ہے۔ اگر مَن میں کوئی انسان بس جائے تو وہ بُت شرک

نہیں ہوتا۔ اگر مَن سے باہر رہے تو شرک ہے۔ اس لیے اگر بتاؤ گے تو شرک ہے اور کرو گے تو ایمان ہے۔ یہ ایک راز ہے۔

سوال:

پھر فائدہ ہی کیا اگر بتایا نہ تو

جواب:

بتانا منع ہے۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا تو ۔

تیرے نقشِ پا کی تلاش تھی
جو جھکا رہا مَیں نماز میں

یہ بتانا شرک ہے۔ اگر نہ بتاتا تو یہی ایمان کی انتہا ہے۔ نقشِ پا ہی تو انتہا ہے۔ اگر نماز میں اُن کا خیال آ گیا' اللہ کے علاوہ خیال آ گیا تو کہتے ہیں کہ نماز میں شرک آ گیا۔ اور نماز میں اللہ کے علاوہ کتنی ہی چیزیں ہیں۔ اس میں ماں باپ کا ذکر ہے' رحمت کا ذکر ہے' آلِ ابراہیم کا ذکر ہے' دوسروں کا ذکر ہے۔ اگر ان کا خیال آ گیا تو شرک کیسے۔ جب بتاؤ گے تو شرک ہے اور سمجھو گے تو شرک نہیں ہے۔ جس طرح ناپاکی کا اظہار ناپاکی ہے اور اگر ناپاکی مخفی ہے تو یہ ناپاکی نہیں ہے۔ ہر وجود ناپاک ہے اگر ناپاکی کا اظہار ہو جائے اور اگر مخفی رہے تو سارے ہی پاک ہیں۔ مخفی جو ہے وہ پاکیزہ

ہے اوراگر مخفی نہ رہے تو یہ ناپاکی ہے۔ اس لیے شرک جو ہے یہ اظہار کا نام ہے ورنہ شرک کوئی نہیں ہے۔ شرک کوئی نہیں ہوتا۔ شرک کیسے ہوسکتا ہے؟ تب ہوسکتا ہے اگر کوئی اس کے برابر کا ہوتو۔ ڈھونڈ کے دیکھ لو کہ ایسا بندہ یا ایسی ذات مل جائے جو شرک کے قابل ہو مگر کیسے مل سکتا ہے' کوئی اس قابل ہی نہیں ہے۔ یہ کہہ دینا کہ تیرے برابر کا کوئی تھا ہی نہیں کہ ہم شرک کرتے' یہی ایمان ہے۔

سوال:

یہ جو کہتے ہیں کہ اگر سفر پہ جا رہے ہوں اور آگے سے کالی بلی آ جائے تو رُک جائیں تو اس میں کیا صداقت ہے؟

جواب:

اس کی اور وجوہات ہیں۔ یہ بڑا لمبا مضمون ہے۔ اگر آپ ان کو ماننے والے ہیں تو آپ مانتے جائیں اور اگر ماننے والے نہیں ہیں تو ماننے کی کوشش نہ کرنا۔ یہ شگون کی دنیا ہے۔ یہ جو چھوٹے چھوٹے جانور ہیں' یہ چھوٹے چھوٹے پیغامات ہیں۔ کالی بلی کا گزر جانا یا پیلی بلی کا گزر جانا جو ہے یہ بات نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ ان کے مفاہیم ہیں۔ بلی کے مفاہیم ہیں' کُتے کا مفہوم ہے' اُلو کی آواز کا مفہوم ہے' مینڈک کا مفہوم ہے' چکور کے بولنے کا ایک مفہوم ہے کہ یہ بارش کی آمد کی دلیل ہے' تتلی کا اُڑنا ایک مفہوم

ہے۔خیال کے یہ سارے پرزے ہیں اوران کے اندر خیال پیدا ہوتا ہے۔
آپ کا خیال اگر اتنا وسیع ہو اوران چیزوں کے ذریعے سے آپ اپنے خیال
کے چہرے دیکھو تو پھر یہ بہت اعلیٰ باتیں ہیں۔اور اگر صرف شگون نکالنا ہے
تو پھر بہتر ہے کہ کسی چیز کو نہ مانو۔ورنہ بلّی اطلاع دے سکتی ہے۔آپ نے
زلزلے کا وقت نہیں دیکھا ہوگا' اللہ نہ دکھائے' پر کیسے نہیں ______ زلزلہ تو
آنا ہے۔میرا مطلب ہے کہ شام کا وقت ہو'زلزلے کا ٹائم ہو تو زلزلے سے
چار سیکنڈ یا پانچ سیکنڈ پہلے گھوڑا بے تاب ہو جائے گا' بھاگے گا۔کہنے کا مقصد
یہ ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے جو چیز آ رہی ہے اوراس کو محسوس ہوتا ہے کہ ایسا واقعہ
ہونے کو ہے۔یہ جو ہوتے ہیں ہوا میں چلنے والے جنّات وغیرہ' یہ بلیاں اور
جانور بہت ساری تکلیفیں اپنے وجود پر اُٹھا لیتے ہیں۔اگر آپ کو نظر آئے کہ
بکری بلا سبب مَر گئی ہے تو یہ بلا سبب نہیں۔ایسی بہت ساری باتیں از خود
آپ کے لیے آسانیاں پیدا کر دیتی ہیں۔آپ بے شک نہ مانیں لیکن جو
مانتے ہیں ان کو برا بھی نہ کہو۔وہ فال نکالتے رہتے ہیں۔کیا فرق پڑتا ہے۔
ان کو فال نکالنے دو۔وہ سادہ لوگ ہیں' شریف لوگ ہیں۔مثلاً صبح صبح آنکھ
پھڑکنے لگ گئی یا دل دھڑکنے لگ گیا۔تو دھڑکنے دو' کیا فرق پڑتا ہے۔تھوڑی
سی رونق لگی ہوئی ہے' لگنے دو اگر کوئی یہ کہے کہ آپ کو دیکھ کر اور لوگ یاد آ گئے
ہیں تو کہنے دو۔اس میں حرج تو کوئی نہیں ہے۔تو یہ کہنے دو۔علیٰ ہذا القیاس۔

سوال:

آنکھ کے پھڑکنے کو بھی لوگ کہتے ہیں کہ اگر دائیں آنکھ پھڑکے تو اچھی بات ہوتی ہے اور بائیں آنکھ پھڑکے تو بُری بات ہوتی ہے۔

جواب:

اگر آپ نے اب تک ان باتوں کو نہیں مانا تو آئندہ نہ ماننا۔ جو مانتا ہے اس کو ماننے دو۔ یہ آج کی بات نہیں ہے۔ یہ انسانی خمیر میں ابتدائے آفرینش سے چلا آ رہا ہے۔ جب سے دنیا بنی ہے تب سے چلا آ رہا ہے۔ آپ کے بچپن سے چلا آ رہا ہے۔ آپ کو ان چیزوں میں وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر اس کی دائیں آنکھ پھڑکتی ہے تو پھڑکنے دو' دل دھڑکتا ہے تو دھڑکنے دو۔ یہ کہتے رہتے ہیں کہ پاؤں میں کھجلی ہوگی تو سفر کرے گا' ہاتھ میں کھجلی ہوگی تو پیسہ آئے گا یا وہ دے گا۔ اس کو جیسے بھی ہو رہا ہے آپ ہونے دو۔ آپ کو کوئی بات نہیں ہونی چاہیے۔ آپ اللہ کا نام لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے۔

ہاں جی بولیں ______ حنیف صاحب نہیں بولے۔ کوئی اور بولے ______

سوال:

آپ نے فرمایا ہے کہ راحت ہو یا ابتلا ہو' اس میں تعلق قائم رہنا

چاہیے۔ جب ہمارے کسی پیارے پر ابتلا ہو تو بڑی مشکل ہو جاتی ہے۔

جواب:

یہی اس سوال کا جواب ہے جو آپ نے کہا ہے۔ یہی سوال ہے اور یہی جواب ہے اگر کسی پیارے کے ساتھ کوئی دِقت ہو جائے تو آپ کا وجود پریشان ہو جاتا ہے۔ آپ یہی کہہ رہے ہیں ناں؟ یہی میں کہنا چاہتا ہوں۔ آپ کا وہ پیارا شخص اگر راحت میں ہو یا تکلیف میں ہو' آپ اس سے تعلق نہیں توڑتے۔

سوال:

میں نے اللہ سے تعلق کی بات کی ہے۔

جواب:

آپ نے اپنے پیارے کے ساتھ تعلق نہیں توڑا جب کہ اس نے کئی دفعہ آپ کا کھانا بند کر دیا ہوگا۔ اب اللہ تعالیٰ سے جو تعلق ہے وہ اس پیارے سے تو زیادہ ہونا چاہیے۔ اگر وہ تکلیف دے تو آپ پھر بھی اس کی اطاعت کریں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اطاعت میں فرق نہ آئے۔ اس آدمی کے لیے یہ بڑی بات ہے جس نے تازہ تازہ زخم کھایا اور اس نے فوراً عبادت کی۔ یہ بڑی بات ہے۔ مقصد یہ ہے کہ یہ ان لوگوں کی باتیں ہیں جن لوگوں کے حوصلے بڑے ہیں' وہ کس مقام سے گزر کر کسی مقام تک چلے جاتے ہیں۔

اس کی وجہ آپ کو بتاتا ہوں کہ بات کیا ہوتی ہے؟ زندگی میں بعض اوقات آپ اتنے مصروف ہوتے ہیں کہ عبادت نہیں کر پاتے اور اس عبادت کی کمی کے زمانے کو اللہ تعالیٰ یوں پورا کر دیتا ہے۔ تو جب تکلیف آئی اور اُسے برداشت کر گئے تو اس کے بہت نمبر ہیں۔ اگر آپ نے تکلیف برداشت کر لی ہے' آزمائش برداشت کر لی ہے تو عبادت کی کمی کو پورا کر گئے۔ عبادت کی کمی کو اگر کوئی شخص پورا کر سکتا ہے تو وہ آنسوؤں والا شخص ہے۔ آنسو غم میں آتے ہیں اور غم ایک ایسی چیز ہے جو آپ کی عبادت کا متبادل کہلا سکتا ہے۔ اگر یہ عبادت کا بدل نہیں ہے تو بھی یہ کمی پوری کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی پر مہربان ہو تو اُسے تکلیف دیتا ہے تعلق دینے کے بعد۔ یہ اس کی مہربانی ہے۔ اگر وہ مہربان نہ ہو تو یہ تکلیف آتی ہے تعلق کے بغیر۔ دعا یہی کیا کرو کہ آپ پر اگر کبھی تکلیف آئے تو تعلق ہی کے اندر آئے۔ اس تکلیف سے نجات کا راستہ کیا ہے؟ اس تعلق کو تکلیف کے وقت اور مضبوط کر لو۔ سمجھو کہ پھر عبادت کا انعام ملے گا' عبادت کے درجے ملیں گے اور بڑے ہی درجے ملیں گے۔ جب تکلیف بہت ہوتی ہے تو دل بہت ٹوٹتا ہے اس وقت۔ اگر کوئی کہے کہ ہم اللہ کے گھر آئے ہیں اور جوتے گم ہو گئے ہیں تو اُسے کہو کہ یہی تو وقت ہے جوتا گمانے کا' یہی تو زمانے ہیں۔ آپ کا کام اتنی چھوٹی سی بات میں پورا ہو رہا ہے۔ اب یہی وقت ہے کہ اس تکلیف میں سے آپ

خاموشی کے ساتھ گزر جائیں۔

آہ نہ کر لبوں کو سی

عشق ہے یہ دل لگی نہیں

یہاں سے خاموشی سے گزر جاؤ۔ تو اگر غم کی خبر مل جائے تو خاموشی سے نکل جاؤ۔ ایسی جو اطلاع مل جائے اس پہ خاموش ہو جاؤ۔ اس طرح ضبطِ غم سے آپ کی عبادت کی کمی جو ہے وہ ساری کی ساری پوری ہو جاتی ہے۔ اس لیے جب غم ملے گا تو ضبطِ غم کا شعور ملے گا۔ تو وہ تکلیف دے کر ضبطِ غم کا شعور عطا فرما دیتا ہے۔ اس طرح وہ انسانوں پر بڑا احسان کرتا ہے۔ تکلیف تو ہر ایک کو آتی ہے لیکن آپ کا پیارا اپنی تکلیف کے حوالے سے آپ کے دل کو موم کر دیتا ہے اور یہ موم والا نرم دل' یہ گداز دل اللہ کے ہاں بڑا مقام رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قریب آنے کے لیے یہ بہت ہی قابلِ قدر نسخہ ہے کہ دل گداز ہو جائے۔ پھر ایک وقت آتا ہے جب آپ یہ کہتے ہیں کہ میں دعا دیتا ہوں اس کو جس نے دل گداز کیا' دعا دیتا ہوں اس کو جس پر ہم ناراض تھے کیونکہ وہ جاتے جاتے دل گداز کر گیا۔ غم دے کر جانے والا آپ کی کائنات کو بہت بڑی بخشش دے گیا۔ ایک وقت آتا ہے جب آپ محسوس کرتے ہیں کہ وہ ماسوا جو انسان تھا' اس انسان نے ماسوا ہونے کی وجہ پر' مجاز کے زمانوں میں آپ کو غم دیا' غم سے دوچار کیا اور اس ماسوا نے اتنا بڑا

غم دیا کہ آپ ماورا تک پہنچ گئے۔ تو شکر کرو اور اس کی مہربانی کی داد دو کہ غم دینے والے نے آپ کو پر لگا کے اس کے پاس پہنچا دیا جس کے پاس عبادت کے علاوہ کوئی نہیں پہنچتا۔ تو غم ایک ایسی چیز ہے جو عبادت کے علاوہ آپ کو وہاں تک پہنچا سکتا ہے۔ بخشش ایک ایسی چیز ہے جو آپ کو وہاں تک پہنچا سکتی ہے' کسی نے اگر مال لٹا دیا تو وہاں پہنچ گیا۔ اپنی پسندیدہ چیز کو اللہ کی راہ کے حوالے کر دینا آپ کو وہاں پہنچا سکتی ہے۔ اپنی پسند کی چیز کو ایثار کرنا' ناپسند کو قبول کرنا اور غم کو ضبط کے ساتھ گزارنا' یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے مترادفات ہیں۔ ایک اور مترادف یہ ہے کہ کبھی کوئی اللہ والا یا کوئی ایسا بندہ جاتے جاتے بلا سبب ہی فیض دے جائے۔ ایسا کبھی اتفاق سے ہو سکتا ہے۔ وہ ماں بھی ہو سکتی ہے' باپ بھی ہو سکتا ہے' استاد بھی ہو سکتا ہے' اللہ کا کوئی اور بندہ بھی ہو سکتا ہے۔ ایک درویش کا واقعہ ہے کہ وہ ایک جگہ سے گزرے تو ان کا ایک خوش شکل سے تعارف ہو گیا۔ انہوں نے اللہ سے کہا کہ یہ کافر تو نے بڑا خوش شکل بنایا ہے' اس کو دوزخ میں ڈالنا اچھا نہیں ہے انہوں نے وہاں پر مصلیٰ بچھا دیا۔ پوچھا یہ کیا کر رہے ہو؟ کہنے لگے اس کے لیے دعا کر رہا ہوں۔ کہتا ہے یہ تو کافر ہے۔ کہنے لگے یہ کافر ہے یا ہندو ہے' مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے' اس کو دوزخ میں نہیں جانا چاہیے۔ تو اس خوش شکل نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس کے

بعد اس کا اپنا عرفان جاری ہو گیا اور جس کی طرف نگاہ کی اس کا کلمہ جاری ہو گیا ______ ایک سول کورٹ کا مشہور واقعہ ہے' شاید یہ کھروڑپکا کا واقعہ ہے۔ باباجی پر مقدمہ چلایا گیا۔ مجسٹریٹ نے پوچھا کہ آپ نے یہ بڑا ظلم کیا ہے' آپ نے ہندو کو مسلمان کر دیا۔ باباجی نے کہا کہ میں نے تو کچھ نہیں کیا' یہ تو خود ہی کلمہ پڑھنے لگ گیا۔ باباجی نے کہا یہ سب جھوٹ بولتے ہیں' اب یہ جو ریڈر بیٹھا ہے کیا اس کو میں نے مسلمان کیا ہے۔ تو وہ ریڈر بھی کلمہ پڑھنے لگ گیا۔ پھر مجسٹریٹ کو کہا کہ کیا میں نے آپ کو مسلمان کیا ہے؟ تو وہ بھی کلمہ پڑھنے لگ گیا ______ پھر باباجی کے گرو نے کہا کہ خموش ہو جا۔ تو اتنی سی بات ہے۔ آپ لوگ یہ کرتے ہیں کہ خوش شکل چہرے کو خوش شکلی کے بعد یا تو اس چہرے پر کالک ملتے ہیں یا اُسے عذاب میں ڈالتے ہیں۔ اکثر انسان یہ کرتے ہیں۔ خوش شکلی کے لیے دعا کیا کرو۔ اگر شکل پسند آ جائے تو اس کے لیے دعا کرنی چاہیے۔ اس کو نیک راستے پر ڈالنا چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ خوش شکلی کی وجہ سے اُسے عذاب میں مبتلا کیا جائے۔ یہ نہ ہو کہ Because you are so beautiful. لہٰذا تمہیں دوزخ میں ضرور جانا چاہیے۔ اس کے لیے دعا کرو۔ بزرگوں نے یہی کام کیا ہے۔ نجات کا ایک نسخہ یہ بھی ہے۔ آپ کا کوئی عمل کسی صاحبِ نسبت انسان کو پسند آ جائے' کوئی بات پسند آ جائے تو دعا گو ایسے ہی پیدا ہو جاتے ہیں۔ صرف عبادت

سے نجات مشکل ہے' اور بھی بہت سی باتیں ہیں۔ کبھی آپ ناپسند کو برداشت کرلیں' پسندیدہ کا ایثار کرلیں' غم میں ضبطِ غم کرلیں' بزرگوں کا کہنا مان لیں' ماں' باپ' پیر' استاد' شیخ اور بزرگوں کو راضی کرنے کا جتن کرلیں تو کام بن جاتا ہے۔ یا کبھی کبھی اتفاق سے ایک لہر آتی ہے' موج دریا کی لہر آتی ہے اور وہ آپ کو پار کر جاتی ہے۔ وہ ویسے ہی By the way ہو جاتا ہے' کوئی مجذوب آپ کو بخشش کا راستہ دے جاتا ہے۔ تو یہ ہیں عبادت کے علاوہ طریقے۔ گرچہ عبادت اپنی جگہ پر مستند ہے۔

سوال:

عام زندگی میں کسی کو تکلیف کے وقت ہم کیا کہا کریں۔

جواب:

اس کی تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ وہاں پر باطن کے اظہار کا کوئی موقع نہیں ہے۔ کسی کو تکلیف ہو یا اپنی ہو' تو اسے دور کرو۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اگر وجود بیمار ہو تو ہسپتال نہ جاؤ۔ کسی اور کے لیے بھی Facility پیدا کرو۔ آپ کا دین جو ہے یہ آپ کے اپنے سکون کا نام ہے' اپنے قرب کا نام ہے اور یہ اظہار کا نام نہیں ہے کہ آپ لوگوں کو دکھاتے رہیں۔ سارے واقعات یہاں سے الجھے ہیں۔ سکون حاصل کرنے کے لیے بھی یہی شرط ہے۔ سکون کا معنیٰ ہے راضی ہونا۔ سکون حالات کی تبدیلی

کا نام نہیں ہے بلکہ اپنی حالت کے بدلنے کا نام ہے۔ حالات تو نہیں بدلتے۔ جس کے ماں باپ بوڑھے ہیں تو پہلے وہ رخصت ہوں گے یا اولاد رخصت ہوگی۔ اس میں دِقت کی بات ہی نہیں۔ یہ کوئی کہہ نہیں سکتا کہ کس نے کس کو دفن کرنا ہے۔ یا تو باپ بیٹے کو دفن کرے گا یا پھر بیٹا باپ کو دفن کرے گا۔ آج اگر نہیں تو دس سال بعد کرے گا۔ چاہے پندرہ سال بعد سہی۔ علیٰ ہذا القیاس۔ تو غم تو رہے گا۔ اس لیے آپ دوسروں کے ساتھ Comparative Study جو ہے یہ بند کریں۔ جس طرح آپ اپنی پیشانی کو اپنی سجدہ گاہ میں لے جاتے ہیں' اپنے مسائل خود Deal کریں۔ اگر کوشش کر سکتے ہیں تو کر لیں' حاصل کر سکتے ہیں تو کر لیں' جیسے بھی کر لیں۔ کوشش کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو فائنل چیز آپ کے پاس آ گئی ہے اس کو آپ تسلیم کریں' قبول کریں۔ آپ اپنی اصلاح کریں' کوشش کر لیں اور جب کچھ اور نہیں ہوتا تو پھر اسے قبول کریں۔ کوشش بے شک کر لیں۔ یہ نہ ہو کہ بار بار آپ کو عقیدہ صحیح کرنے کے لیے کلمہ پڑھنا پڑ جائے' بار بار توبہ نہ کرنی پڑے۔ بس ایک ہی بار مان لو۔ یہ کہو کہ ہم نے اللہ کو مان لیا' ہمیشہ ہمیشہ کے لیے' اللہ کے حبیب ﷺ کو مان لیا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے' زندگی میں کمی بیشی اور خوشی غم سمیت سب مان لیں۔ بس بات ٹھیک ہوگئی ______

اور کوئی سوال پوچھو ______ بولو ______

سوال:

یہ جس Unconditional تعلق کا آپ نے ذکر کیا ہے' کیا اس کے لیے کوئی کوشش ہوسکتی ہے یا یہ صرف اللہ کی دَین ہے؟

جواب:

اس کے لیے کوشش بھی ہوتی ہے۔ اللہ کی دَین بھی اپنی جگہ پر صحیح ہے۔ دنیا میں آپ کے تعلقات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ تعلقات ہیں جن میں Give and take ہے' مثلاً یہ کہ ایسا ہوگا تو ویسا ہوگا' آپ ایسں واقعہ کو یوں کریں گے' ہماری انویسٹمنٹ ہوگی' آپ کاروبار کریں گے اور بعد میں ہم پرافٹ کو تقسیم کرلیں گے۔ یہ Give and Take یا Bargain ہوتی ہے۔ لیکن جب آپ کوئی تعلق فی سبیل اللہ بناتے ہیں تو اس میں Bargaining کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ آپ نے کلمہ پڑھا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بنالیا ہے۔ آپ نے کلمہ یہ پڑھا ہے کہ تو اس کائنات کا مالک ہے اور ہم تیری مخلوق ہیں۔ تو آپ نے یہ کلمہ پڑھا ہے یا اللہ تو نے دنیا کی اصلاح کے لیے پیغمبر بھیجے' حضور پاک ﷺ آخری پیغمبر ہیں' ہمارے دور میں اور آنے والے دور کے لیے آپ پیغمبر ہیں اور ہم آپ کی امت ہیں' قرآن مجید آپ کی کتاب ہے اور ہمارے لیے یہ مقدس اور مقدم ہے' اور اس زندگی کو ہم گزار رہے ہیں' اس میں کئی طرح سے پیچیدگیاں آئیں گی تو پھر ہم

آپ سے بھی مدد لیں گے اور آپ کے بندوں سے بھی مدد لیں گے ______ اس میں دِقت کی کیا بات ہے۔عقیدت کے بغیر خالی تعلق کبھی Define نہیں ہوتا۔جب آپ کو عقیدت ہو جائے تو پھر آپ شرائط سے آزاد ہو جاتے ہیں۔پھر آپ کہتے ہیں کہ جیسے زندگی بسر ہو رہی ہے یہ ٹھیک ہو رہی ہے' جو حالات ہیں وہ ٹھیک ہیں' اگر زندگی میں رہنا ہے تو بھی ٹھیک ہے اور یہاں سے رخصت ہونا ہے تو بھی ٹھیک ہے۔یہ اُس کی عطا ضرور ہو جاتی ہے۔ اصل میں تعلق وہ خود عطا کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے اپنی راہ آسان کر دیتا ہے۔چاہے وہ راہ مشکل والی بھی ہو' دیکھنے والے کے لیے یہ لگتا ہے کہ یہ بڑی مشکل راہ ہے مگر اس شخص کے لیے بڑی آرام دہ راہ ہوتی ہے۔وہ جس راستے پر ساتھ دے دے وہ صحیح ہے۔شہید کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ اگر اس سے پوچھا جائے کہ تمہاری کوئی خواہش؟ تو وہ کہے گا کہ مجھے دوبارہ شہید ہونے کا موقع دیا جائے۔اللہ کی راہ میں جان دینے کی اتنی لذت ہے! اللہ تعالیٰ اس کو کسی طرح Compensate تو کرتا ہوگا کہ بار بار اس میں جان دینے میں لطف آتا ہے ______ اور بولیں۔حنیف صاحب بولیں ______

سوال:

بعض اوقات تمام کوشش کے باوجود ایک قدم بھی تعلق کی طرف جا

نہیں پاتا اور بعض اوقات اللہ تعالیٰ توفیق دے دیتا ہے اور اس مقصد کی طرف پیش رفت ہو جاتی ہے۔ پھر احساس ہوتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور رضا پر منحصر ہے اور جدوجہد یا ہماری کوشش ایک نیت کی حد تک ہے اور آگے اس میں کوئی دم نہیں ______

جواب:

آپ کا سوال بالکل ٹھیک ہے اور اس کا جواب بھی ٹھیک ہے۔ خیال کی یہ دقتیں جو پیدا ہوتی ہیں یہ اس قوم کو ان ایام میں اور ان حالات میں ہو رہی ہیں ورنہ تو تعلق بھی فارمولے کے ساتھ تھا۔ اب وہ فارمولا نہیں چل رہا۔ تعلق اللہ تعالیٰ خود بخود عطا کرتا ہے' کوشش سے بھی کبھی یہ مل جاتا ہے' کبھی کبھی راہیں آسان ہو جاتی ہیں' کبھی کبھی محنت کے باوجود راہ مشکل ہو جاتی ہے۔ اصل میں ایک چیز پہ آپ غور کریں کہ یہ دور اور یہ ایام عام دور اور عام ایام نہیں ہیں کہ جس طرح کہ تاریخ میں چلتا آ رہا ہے کہ عام دور اور عام ایام ہوتے ہیں' یہ وہ واقعہ نہیں ہے۔ یہ واقعہ ذرا مختلف ہے۔ عین ممکن ہے کہ جس انسان سے بڑا کام لیا جانے والا ہو اُسے عمل سے روک دیا جائے ۔مثلاً یہ کہ یہ آدمی کسی کام کے لیے مناسب ہے اور اس کام کا ماحول ابھی پیدا نہیں ہوا۔ تو اس آدمی کو ہو سکتا ہے کہ ابھی Inefficient بنا کے یہاں رکھ دیا جائے۔ عین ممکن ہے ۔یہ نوٹ کرنے والی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے

Consume ہونے سے بچا دے اور اُسے الگ کر کے Reserve کر دے۔ یہ عین ممکن ہے۔ عین ممکن ہے کہ آگہی میں جو دشواری ہو رہی ہے وہ یقین میں بہتری کا باعث بنے۔ عین ممکن ہے کہ اس دَور میں آگاہ ہونے کے لیے زیادہ یقین درکار ہو۔ عین ممکن ہے کہ جن لوگوں کو آگہی عطا ہو رہی ہے یا عطا ہو گی ان لوگوں سے بہت بڑا کام لیا جانے والا ہو۔ عین ممکن ہے کہ ان لوگوں کی آگہی اور ان کا یقین Unshakable ہو۔ عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت آئے کہ لوگوں کو ان کے اعمال کا جائزہ لینے کی صلاحیت عطا ہو جائے۔ ایسا ممکن ہے، ہو سکتا ہے کہ سارے کا سارا بلیک آؤٹ نہ ہو کہ پتہ نہیں ہم کہاں جا رہے ہیں، شاید کچھ لوگوں کو یہ واقعہ سمجھ آ جائے کہ ہم کدھر جا رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایسا ہو جائے۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ انسان کو زندگی میں ہی پتہ چل جائے کہ مالک راضی ہے کہ مالک راضی نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو ایک ملتِ واحدہ بنانے کا حکم ہو جائے۔ ہو سکتا ہے کہ غریب آدمی اپنے آپ کو بدقسمت سمجھنا چھوڑ دے اور ہو سکتا ہے کہ امیر آدمی دولت کو چھوڑ دے۔ یہ ہو سکتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ ایسا ہو جائے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سی باتیں جوان حالات اور ان دنوں میں ہو سکتی ہیں ان کا اچھی طرح انتظار کیا جائے۔ اس لیے آپ کے مشاہدات یا مراقبہ نہ کُھلنے کی ایک وجہ یہ

ہو سکتی ہے۔ یہ جو آپ آگاہ نہیں ہو رہے' مراقبہ نہیں ہو رہا تو آگاہ ہونے کے لیے تو مراقبہ ہوتا ہے' ذکر ہوتا ہے۔ مراقبہ کا مطلب ہے اپنے آپ میں غوطہ زن ہو جانا۔ جب ذکر کیا جائے اور مراقبہ کیا جائے تو آپ آگاہ ہو جاتے ہیں۔ آگاہ ہونے کا فائدہ کوئی نہیں کیونکہ اس آگہی اور حال کے درمیان کافی ٹائم ہو سکتا ہے۔ بات سمجھ نہیں آئی؟ میں آپ کو مختصر بات سمجھا رہا ہوں کہ مثلاً آپ آگاہ ہو گئے' آگاہ ہونے والے کے سر پر ایک تاج آ گیا کہ تمہیں یہ واقعہ ملے گا' یہ ذمہ داری سونپی جائے گی ______ لیکن یہ واقعہ کب ہو گا؟ مراقبے کا جو مشاہدہ ہے اس کے وقت کا یقین نہیں ہوتا اور یہاں پر Transition میں دیر لگ جاتی ہے۔ اس لیے آپ اپنا ایک ٹرینڈ مقرر کریں اور اپنے اللہ کی طرف رجوع کریں۔ اللہ کو اس کے اعمال کرنے دیں جیسے وہ کر رہا ہے۔ آپ صرف رضا کا یا راضی ہونے کا وظیفہ شروع کر دیں تو بہت جلدی اللہ تعالیٰ کشادگی عطا فرمائے گا۔ یہ راضی کرانے کی نہیں بلکہ راضی ہونے کی بات ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اصل میں آپ لوگ ناراض ہیں۔ اللہ کا سنا تھا کہ اللہ ناراض ہوتا ہے لیکن ابھی تو آپ لوگ ناراض ہیں۔ آپ بندہ ہو کے بھی راضی نہیں ہوئے اور وہ خدا ہو کے راضی ہو گا تو کب ہو گا۔ ابھی آپ لوگوں کے اندر ناراضامندیاں ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟ اس لیے آپ بار بار دل سے ایک بات طے کر لو کہ یا

اللہ! ہم جیسے ہیں ہم راضی ہیں۔ راضی وہ آدمی ہوتا ہے جو اپنے حالات میں Amendment نہ کرے۔ راضی کون ہوتا ہے؟ جو نہ کچھ نکالنا چاہے اور نہ اس میں کچھ ڈالنا چاہے۔ اسے کہتے ہیں راضی۔ مثلاً گھر' حالات' واقعات اور سامان ____ نہ اس میں کوئی چیز شامل کرنے کی تمنا ہو اور نہ اس میں سے کچھ نکالنے کی تمنا ہو۔ راضی کون آدمی ہے؟ جو زندگی میں نہ اضافہ کرے اور نہ اس میں کوئی کمی کرے ____ اللہ کو راضی کرنے کا طریقہ ہے راضی ہونا۔ آپ اپنے آپ کو نہ چھیڑیں اور اپنے پاس سے اپنا احترام کرتے ہوئے گزر جائیں۔ آپ بہت اچھے ہیں۔ اپنے آپ کو اتنا سا قبول کر لیں تو بس۔ کسی کو برا کہنا چھوڑ دیں اور اپنے آپ کو برا کہنا چھوڑ دیں' اپنے آپ کو Victim کہنا چھوڑ دیں' مظلوم کہنا چھوڑ دیں' یہ ظلم نہ کریں' اپنے آپ کو مظلوم کہنا بند کر دیں۔ اپنے آپ کے پاس سے تھوڑا سا غیر جانبدار اور اجنبی بن کے گزر جائیں اور اس کو سلام کرتے ہوئے راضی کر لیں۔ اپنی زندگی پر خود راضی ہو جائیں۔ ایک اور راز بتاتا ہوں۔ آپ کا اللہ مساوی ہے آپ کی زندگی۔ کیا آپ اللہ پر راضی ہیں؟ اپنی زندگی پر راضی ہونا اللہ پر راضی ہونا ہے۔ چھوٹی سی زندگی ہے آپ کی' اس پر راضی ہو جائیں۔ آپ تو بچوں پر راضی نہیں ہیں' بچوں کے باپ پر راضی نہیں ہیں' آپ ہیں کون لوگ؟ آپ تو کسی شے پر راضی نہیں ہیں۔ خدا کیا ہے؟ تمہاری زندگی۔ Little span

of human life. آپ اس پر راضی ہیں؟ آپ نے اس پر راضی ہونا تھا۔
خدا کوئی Alien Force نہیں۔ خدا شاملِ حال ہے بلکہ خالقِ حال ہے۔
اس پر راضی ہونا تھا۔ آج سے ہو جاؤ! نہ زندگی میں اصلاح کرنے کی خواہش رکھو' اسے Better نہ کرو' اسے Superb نہ بناؤ' اسے کوئی چمک نہ دو' اِسے As it is رہنے دو۔ بس راضی ہو جاؤ۔

سوال:

ہم کیسے اس پہ راضی ہو جائیں؟

جواب:

میں بتاتا ہوں کہ آپ اس پر کیسے راضی ہو جائیں۔ زندگی جو ہے یہ آپ کے لیے مبہم لفظ ہے۔ اگر زندگی کا معنیٰ آپ کی بیوی ہو تو کیا آپ اس پر راضی ہیں؟

سوال:

اگر یہ اپنی غلطیاں دور کر لے تو میں راضی ہو جاؤں گا۔

جواب:

تو مبارک ہو۔ فیصلہ ہو گیا۔ تو آپ ان پر راضی ہیں جن کے ساتھ رہ رہے ہیں اور ان واقعات کے ساتھ راضی ہیں جو آپ کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ اب آپ بچوں کے ساتھ راضی ہو جائیں' بچوں کی حرکات کے ساتھ

راضی ہو جائیں۔ آپ اس وقت تک راضی نہیں ہو سکتے جب تک آپ ان سب کو دل سے معاف نہ کر دیں۔ معاف کرنے کے بعد ہی انسان قبول کر سکتا ہے۔ اور وہ آدمی معاف نہیں کر سکتا جس کو اپنے لیے معافی مانگنے کی توفیق نہ ہو۔ تو معاف کرو تا کہ تمہیں معاف کر دیا جائے۔ جو میں نے آپ کی زوجہ محترمہ سے آپ کے بارے میں فقرہ سُنا تھا بعینہٖ وہی آپ نے کہہ دیا۔ آپ میری بات سمجھ رہے ہیں؟ یہی فقرہ انہوں نے کہا تھا حالانکہ اس نے نہیں کہا۔ یہ فقرہ وہ کہہ سکتی ہے جیسے کہ آپ کہہ رہے ہیں۔ یہ آئینہ ہے جو آئینے کے روبرو ہے۔ اگر آپ اس پر راضی ہو جائیں تو آپ کی زندگی آپ پر راضی ہو جائے گی۔ تو یہ آئینہ آئینے کے روبرو ہے۔ کوئی اس میں غیر نہیں ہے۔ زندگی زندگی کے روبرو ہے۔ زندہ زندگی کے روبرو ہے۔ آئینہ آئینے کے سامنے ہے، آپ جیسے حرکت کر رہے ہیں، آئینے میں وہ ویسے حرکت کر رہی ہے۔ زندگی اور آپ کے تعلق کا نام ہے اللہ۔ اس کو مان لو آپ۔ اس طرح لطف پیدا کر لو۔ اب یہ الگ بات ہے کہ رانجھا معبود کے حساب سے اس رنگ میں آیا ہے۔ یہ کہانی اور ہے کہ سوہنا کس رنگ میں آیا۔ جس رنگ میں وہ آیا وہ ہم ماننے کے لیے تیار ہیں۔ اصل میں تو وہی ہے، کل والا۔ اصل میں کیا ہے؟ وہی واردات۔ لیکن اب اس رنگ میں آیا ہے۔ اب اس رنگ میں بھی قبول ہے۔ سبحان اللہ! اس رنگ کے علاوہ کسی رنگ میں

آ جائے تو ہمیں منظور ہے۔ وہ جو کھیل کرے ہمیں منظور ہے۔ اللہ کو جاننا اس طرح بڑا آسان ہے۔ اس راستے میں بڑا سنگ مل جاتا ہے' بڑی سنگت مل جاتی ہے' بڑے لوگ مل جاتے ہیں' بڑا اگروہ مل جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ کو جاننا کتنا آسان ہو گیا۔ زندگی کو مان لو' اپنی زندگی کو ____ اپنے اعمال کو مان لو۔ اپنے بیوی بچوں کو تسلیم کر لو۔ آپ کیسے انسان ہیں کہ اپنے آپ کو بھی نہیں مانتے۔ پھر آپ کس کو مانتے ہیں؟ آپ نے گردو پیش کی کوئی اصلاح نہیں کرنی کہ ایسے کر دیں یا ویسے کر دیں۔ بس وہ جیسے ہیں انہیں آپ As it is تسلیم کر لیں۔ بس سمجھو کہ آپ اللہ کو مان گئے۔ پھر جب مان جائیں گے تو کیا ہو گا؟ میں بتاتا ہوں کہ کیا ہو گا۔ پھر آپ کو آگہی کے اندر داخل کر دیا جائے گا اور آپ آگاہِ راز ہو جائیں گے۔ لیکن اگر آپ نے اپنا "کیوں" زندہ رکھا کہ ایسے کیسے ہے' تو پھر آگہی نہیں ہو گی۔ آگہی صرف تسلیم کا انعام ہے۔ کرامت' یقین کا حصّہ ہے۔ کرامت کسی عمل کا کبھی نتیجہ نہیں ہو سکتی۔ آپ یقین پیدا کریں۔ خدا کے بندو اپنے ہونے کا یقین پیدا کر لو' اپنے یوں ہونے کا یقین کر لو۔ اور جو آپ کی Well being ہے یا So being ہے' جیسے آپ ہیں' اُسے مان لیں۔ اس میں آپ کوئی Amendment نہ چاہیں۔ آپ فیصلہ کر لیں کہ ہم اس میں کوئی اضافہ نہیں چاہتے' اس میں کوئی کمی نہیں چاہتے' اگر اللہ دوبارہ مجھے زندگی دے تو میں پھر

یہی زندگی بتاؤں گا۔ میں نے آپ کو ایک مثال دی تھی کہ اللہ کا بندہ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ یہ کائنات ایک گھنٹے کے لیے Handover کر دے' دو دن کے لیے Handover کر دے تو دو دن کے بعد وہ اس کائنات کو جوں کا توں چھوڑ دے۔ یہ ہے اللہ کا بندہ۔ اس کی کیا نشانی ہے؟ اس میں اپنی طرف سے وہ کوئی اضافہ نہ کرے' یہ کائنات جیسے چل رہی ہے اُسے ویسا ہی چلنے دے۔ بس یہ رضا کا راز مل گیا۔ اس طرح بچت ہو جائے گی۔ بچت کی راہ بہت زبردست راہ ہے۔ یہ خاص آگہی کی راہ ہے۔ آگہی کس بات کی؟ اپنے ہونے پر رضامندی کی۔ سب سے بڑا علم یہی ہے۔ علمیت کوئی علم نہیں۔ علم کیا ہے؟ حقیقت کو جاننا اور علمیت کی بات نہ کرنا۔ بس صرف حقیقت کو جاننا ہے۔ زندگی میں اگر کوئی حادثات ہوئے یا ایسے واقعات ہوئے تو لگتا ہے کہ زندگی میں بڑا ظلم ہوا۔ اب کیا کیا جائے؟ آپ یہ کہیں کہ ہم راضی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب یہ دیکھتا ہے کہ میرے کئے ہوئے پر' میری دی ہوئی زندگی پر' اس بندے کی رضامندی ہے تو وہ اپنی رضا عطا فرماتا ہے اور آپ کی زندگی آپ کے لیے پورا سکون بن جاتی ہے۔ اپنی زندگی کو سکون بنا لو۔ اپنے فیصلوں کو دوبارہ فیصلے میں نہ رکھو۔ یہ میری نصیحت یاد رکھ لینا۔ کیا کہا؟ کیے ہوئے فیصلوں کو دوبارہ فیصلوں میں نہ رکھو۔ روئے ہوئے واقعات پر دوبارہ رونا نہ شروع کر دو۔ گزرے ہوئے کو دوبارہ گزارنا نہ

شروع کرو۔ ہو چکنے والی بات کو ہو جانے دو، ختم کرو۔ اب نیا سفر شروع کر دو۔ یہ رضا مندی کا سفر ہے۔ ہو سکتا ہے آپ کو اللہ تعالیٰ چڑیا کی آواز کے ساتھ ہی آگہی عطا فرما دے۔ آپ کو دانائی چاہیے اور آگہی چاہیے تو یہ کہیں کہ یا اللہ ہمیں بتا۔ اللہ نے زندگی دی ہے، بینائی دی ہے، آنکھیں دی ہیں۔ اب اور کیا چاہیے۔ نظر کا تمام سفر، نگاہ کا تمام سفر جو ہے اس تمام سفر کے پس منظر اور پیش منظر میں ایک منظر ایسا آ جائے جہاں نگاہ کہے کہ اس کے بعد مجھے آنکھ کھولنے کی ضرورت ہی نہیں ہے تو آپ نے وہ دل کشا منظر پا لیا۔ بس پھر سمجھو کہ راز کا سارا سفر ختم ہو گیا۔ وہاں پر نظاروں کا سفر مکمل ہو گیا۔ کہاں پر؟ جہاں پر ایسا منظر دیکھ لیا کہ اس کے بعد دیکھنے کی تمنا نہیں ہے، ایک ایسا واقعہ دیکھ لیا کہ اب اور واقعہ دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے، ایک ایسی دعا منظور ہو گئی ہے کہ اس کے بعد دعا کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور ایک ایسی چیز ہو گئی ہے کہ جس کے بعد کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ تو ایک مقام دیکھنا ہوتا ہے۔ اس مقام پر جا کر بڑے سے بڑے بند دماغ کھل جاتے ہیں۔ وہ کون سا مقام ہے؟ جہاں اَن ہونی ہو جائے۔ اس کو کیا کہتے ہیں اشفاق صاحب؟ اَن ہونی کا ہونا جو ہے یہ تیرے ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ وہاں تک پہنچو۔ زندگی کو بار بار پریشان نہ کرو بلکہ ایک ہی بار تسلیم کر لو ______ اور کوئی بات کرو ______ کیا زندگی پر راضی ہو گئے؟ جو زندگی پر

راضی ہو گیا اس کے لیے ہم دعا کرتے ہیں۔ دعا یہ کرنی ہے کہ جو بندہ زندگی پر راضی ہے اللہ تعالیٰ اس پر اپنے بندے راضی رکھے۔ کیا دعا کی ہم نے؟ یہ میں سارے لوگوں کی موجودگی میں دعا کر رہا ہوں۔ یا اللہ ہم سب لوگ اعلان کرتے ہیں کہ ہم تیری دی ہوئی' عنایت کی ہوئی زندگی پر راضی ہیں' اور جو آدمی تیری دی ہوئی زندگی پر راضی ہے' تیرے دیے ہوئے حوادث اور مہربانیوں پر راضی ہے اس پر اپنے بندوں کی مہربانی قائم رکھ۔ یا رب العالمین! ہمیں اپنے بندوں کی مہربانی سے محروم نہ کرنا۔ اس کے اپنے بندے کون ہیں؟ عبادالرحمٰن۔ جو اس کے بندے ہونے کے نام سے منسوب ہیں۔ ان کی مہربانی سے ہمیں محروم نہ کرنا۔ اپنی نوازشات سے محروم نہ کرنا۔ ہمیں' ہمارے اعمال کی کمزوری سے نہ جانچنا۔ ہمیں ہمیشہ کے لیے تعلق دے دے۔ اگر ہم کمزور ہو جائیں تو معاف کر دینا کیونکہ تُو تو اللہ ہے۔ ہمیں استقامت مشکل ہے' تجھے تو مشکل نہیں ہے' تیرا تو نام ہی استقامت ہے۔ اللہ تو استقامت والا ہے اور انسان کسے کہتے ہیں؟ استقامت کی کمی والا۔ اس لیے تو انسانوں میں رحمٰن ہے کیونکہ تو تبدیلیوں میں غیر مبدل ہے۔ جب یہ مقام پیدا ہو جائے کہ تمہارا تبدیل ہونا ممکن نہ رہ جائے تو سمجھو کہ قطرے اور ذرے میں وہ آ گیا۔ جب تمہارے اندر ایسی استقامت پیدا ہو جائے تو تم نفی سے اثبات میں داخل ہو جاؤ گے۔ کب؟ جب اثبات پیدا

ہو جائے، نفی اثبات کا پانی مل جائے۔ تو بدلنے سے غیر بدلنا آ گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ نصیب کرے۔ یہ ہو سکتا ہے۔ خدا آپ کو تبدیلیوں کے اندر سے ایک اٹل چیز دے دے اور غیر تبدیل ہونا بنا دے۔ آپ جس حالت میں اب بیٹھے ہیں اس حالت میں آپ اللہ کے روبرو پہنچ جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر مہربانی کرے۔ ماں باپ بھی راضی ہوں اور اولادیں بھی۔ اس وقت کسی اور بات کی آرزو نہیں ہے بلکہ تیرے فضل کی آرزو ہے، تیری رحمت کی آرزو ہے، ایک خاص چیز کی آرزو ہے کہ جو تجھے سب سے زیادہ پسند ہے اس کا جلوہ ہمیں ضرور دکھا۔ یہ Otherwise ہمارے حقوق میں شامل ہے اور یہ حقوق بمعنی تقاضہ ہے۔ یا رب العالمین ہمیں اپنے محبوب ﷺ کی زیارت اپنے حوالے سے کرانا۔ تا کہ ہم یہ جلوہ بھی دیکھیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ طور اور کلیم کے جلوے دکھا لیکن یہ تو دکھا۔ یا رب العالمین ہماری اتنی سی دعا ہے۔

آپ کو بات سمجھ آئی؟ اللہ مہربانی کرے۔ چھوٹی سی زندگی ہے۔ دنیا تو ہم پر راضی نہیں ہوئی، ہم ہی راضی ہو جائیں۔ لوگ تو تنقید کرتے ہی رہتے ہیں، ہم ہی راضی ہو جائیں۔ اور پھر جب اللہ کے پاس جائیں گے تو اللہ راضی ہو گا۔ اس بات کا فیصلہ یہاں سے ہو جانا چاہیے کہ آپ راضی ہیں۔ لوگوں کے مشورے سے الگ ہو جائیں۔ بس اللہ کو راضی رکھنا۔ اللہ

آپ کو راضی رکھے۔ آپ لوگوں پر راضی ہیں تو سمجھو کہ لوگ آپ پر راضی ہیں۔ گِلہ کرنا چھوڑ دو، رنجش کرنا چھوڑ دو۔ یہ نہیں کہہ رہا کہ بے حِس ہو جاؤ بلکہ اللہ کے لیے یہ کرو۔ آپ یہ اندازہ لگائیں کہ وہ خالق ہو کے نہ ماننے والے کو کیسے برداشت کرتا ہے۔ یہ اللہ ہی کر سکتا ہے۔ بس یہ اللہ ہی کر سکتا ہے اور اللہ والے بھی کر سکتے ہیں۔ اسے اگر کہیں کہ نہ ماننے والے کو کھانا دیتے جا رہے ہو، اس کی روٹی تو بند کرو تو وہ کہے گا کہ اس کا کھانا بند نہیں کرنا، میرا نام اللہ ہے۔ وہ نہ مانے تب بھی ہم کھانا دیں گے۔ اگر آپ اللہ والے ہیں اور کوئی نہ مانے تب بھی اس کا دانہ پانی بند نہ کرو، اس کو دیے جاؤ۔ بس یہ ہے آپ کی دانائی۔ اگر آپ کے ساتھ کوئی رشتے دار ناراض ہو جائے تو اس کے Sources اور Resources بند نہ کرنا۔ بس جو چیز اس کو Feed کرنے والی ہے اس میں کمی نہ آئے ______

اور کوئی سوال پوچھ لو ______ پوچھو ______ بعض دفعہ ایک بات سے کتنے ہی فاصلے طے ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات کتنے ہی قریب رہنے والی اشیاء کتنی دور ہو جاتی ہیں۔ بعض دفعہ کتنا ہی قریب کا نام اجنبی ہو جاتا ہے۔ پہلے اس نام سے آپ کی پہچان ہوتی تھی، اب وہ نام اجنبی ہو جاتا ہے، صفت اجنبی ہو جاتی ہے۔ بس یہی انسان ہے۔ یہ ہجوم سے نکلتا نکلتا عین تنہائی میں جا پہنچتا ہے۔ ہجوم، قافلہ بنتا بنتا آخر ایک دن تنہائی میں پہنچ

جاتا ہے' شاہراہوں سے ہوتا ہوتا ایک بند گلی تک پہنچ جاتا ہے۔ کیسے پہنچا؟ یہ پتہ نہیں چلتا۔ اس سفر کا ضرور کوئی نہ کوئی ادراک رکھنا چاہیے ____ اب بولو ____ سوال پوچھو ____

سوال:

میرے پاس تو اب سوال کی گنجائش نہیں رہی۔

جواب:

کچھ سہی۔ کچھ پوچھ لو ____

سوال:

آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کر رہا ہے وہ درست ہے اور اس کی دنیا میں کوئی تبدیلی نہیں لانی چاہیے اور اگر انسان کو اختیار ملے تو وہ ویسے چھوڑ کے چلا جائے جیسے تھا۔ پھر انسان یہ سب کچھ کیوں کرتا ہے؟

جواب:

کیا کرتا ہے؟

سوال:

اس دنیا کے مسائل کو سمجھنے کے لیے' اس کی طرف سے انسانی کوششیں' یہ نئی نئی ایجادات' سماجی مسائل کا حل ڈھونڈنا' بیماریوں کا علاج ڈھونڈنا ____ اگر انسان کا رویہ یہ ہو کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ بہترین ہے اور ہم

نے کچھ نہیں کرنا تو پھر انسان کے ذمے کیا کام رہ گیا؟

جواب:

نہیں، یہ بات نہیں ہے۔ پہلے تو دنیا میں جو ترقی ہوئی ہے وہ آپ دیکھ لیں کہ تمام میڈیکل سائنس میں جتنی بڑی ترقی ہوئی اتنی بڑی بیماریاں موجود ہیں۔ کئی بیماریوں کا علاج مل جاتا ہے اور پھر ایک بیماری علاج کے دائرے سے باہر ہو جاتی ہے۔ یہ کھیل چلتا آ رہا ہے جو انسان کا ہے اور نیچر کا ہے۔ انسان کہتا ہے کہ اب کوئی بیماری لاعلاج نہیں رہ گئی اور پھر ایک اور بیماری سر اُٹھا لیتی ہے۔ دوائیوں اور ہسپتالوں کی بہتات کے اندر انسان اب بھی دُکھی ہے اور پہلے بھی پریشان تھا۔ انسان نے اور کیا کِیا؟ انسان نے رہنے کی آسانیاں پیدا کیں، آسائشیں پیدا کیں اور ان آسائشوں کے اندر بھی انسان پریشان ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ گھر میں تمام آرام ہے سوائے آرامِ جان کے۔ انسان یہاں بھی فیل ہو گیا۔ انسان نے تعلقات پر بڑا زور دیا یعنی Social Relations۔ تعلقات میں جتنا اضافہ ہوا اتنی وفا عنقا ہو گئی، وفا نہیں ملی۔ تعلقات ہی تعلقات ملے ہیں، وفا نہیں ملی۔ اب آپ سے بہت لوگ ملتے ہیں مگر وہ لوگ نہیں ملتے جن کو آپ وفا کہتے تھے۔ انسان نے اور کیا ترقی کی؟ آج آپ جس کا گِلہ کرتے ہیں بے شک اس کا گِلہ کر لیں لیکن یہ آدمی بہت عرصہ تک آپ کا دوست بنا رہا۔ Meaning thereby

کہ دشمن کو آپ نے نہ پہچانا اور اُسے دوست بنا کے رکھا۔ یعنی کہ آپ کی پہچان کا یہ عالم ہے کہ اب گِلہ ہے اپنوں پر۔ اپنا کہنے کا احترام آپ کے اندر نہیں ہے اور نہ گِلہ چھوڑنے کا حوصلہ ہے۔ بات سمجھ نہیں آئی؟ جس پر اب آج گِلہ ہو رہا ہے اس کو اتنا عرصہ اپنا کہتے رہے ہیں۔ اتنا عرصہ کہنے کے احترام میں گِلہ چھوڑ دو! معاف کر دو ______

سوال:

گِلہ چھوڑ دیتا ہوں۔ اب مجھے کیا کرنا ہے؟

جواب:

اب وہی بتا رہا ہوں۔ ان تمام راستوں کے اندر ایک بند راستہ ہے۔ اب آپ دنیا کی طرف آ جائیں کہ آپ کو کیا کرنا ہے۔ آپ نے علم Inherit کیا ہے دنیا سے اور کتابیں پڑھی ہیں کہ یہ معاشیات ہے' یہ سوشیالوجی ہے' یہ اکالوجی ہے۔ آپ جس چیز کو کچھ کرنے کا جواز بنا رہے ہیں وہی چیز آپ نہیں کر رہے۔ دنیا کے علوم کے اندر ہمارے ہاں کی یونیورسٹی کیلنڈر کی لسٹ پڑھیں تو آپ کو ماسٹرز کے لیے ڈیڑھ سو مضامین تو مل جائیں اور دنیا کی اچھی یونیورسٹیوں میں' اچھے ممالک کی یونیورسٹیوں میں یہ ڈیڑھ ہزار کے قریب ہوں گے۔ آپ نے ان تمام علوم میں سے ایک کو چن لیا۔ باقیوں کا قصور بتاؤ مجھے۔ کیوں چھوڑا ان کو؟ آپ اتنی بڑی

Advance دنیا میں رہ رہے ہیں اور آپ کی Backwardness یہ ہے کہ اتنے مضامین میں سے ایک کو چُن لیا۔ مطلب یہ ہے کہ باقی ساری باتوں سے آپ اتنے ہی بےخبر رہتے ہیں باخبر ہونے کے نام پر۔ باقی سارا آپ کا بھرم ہی بھرم ہے۔ آپ اگر پاسپورٹ بنا لیں تو جن ممالک سے آپ گزریں گے تو کیا ان کے علاوہ کوئی ملک نہیں ہے۔ وہ ممالک آپ کے علم میں ہیں لیکن آپ کے تجربے میں نہیں ہیں۔ آپ کا اپنا ملک آپ کے تجربے میں نہیں ہے۔ آپ صرف جی۔ٹی روڈ کے مسافر ہیں زیادہ سے زیادہ۔ یا ریلوے اور ہوائی جہاز کا سفر کرتے ہیں۔ پھر آپ نے ملک کے بارے میں جانا کیا؟ ایک آدمی کہتا ہے کہ ہم صبح سے شام تک محنت کرتے ہیں' لاہور میں رہتے ہیں اور یہ یہ کرتے ہیں۔ اور اس لاہور میں رہنے کے باوجود لاہور سے کتنے آگاہ ہیں۔ آج ایک عجیب بات ہوئی ہے' ایک آدمی کہتا ہے کہ دیکھو جی میں نے ابھی تک شاہی مسجد میں نماز نہیں پڑھی۔ تو یہ آپ کے لیے حیرانگی کی بات ہوگی کہ ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے شاہی مسجد میں نماز نہیں پڑھی۔ ایسا ممکن ہوسکتا ہے کہ اس وقت یہاں ایسا شخص بیٹھا ہو جس نے شاہی مسجد میں نماز نہ پڑھی ہو۔ ایسا ممکن ہوسکتا ہے کہ آپ نے لاہور میں ہوتے ہوئے لاہور کو نہ دیکھا ہو۔ ایسا ممکن ہوسکتا ہے کہ جن لوگوں میں آپ نے عمر گزاری ہو آپ ان لوگوں سے بےخبر ہوں۔ آپ

بات سمجھ رہے ہیں؟ پھر آپ کہتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ لوگ ڈاکٹر بنتے ہیں لیکن آپ نہیں بنے۔ گویا کہ آپ اپنی مجبوری میں بند ہیں۔ اب ہم اس مجبوری سے نکلنے کا طریقہ بتا رہے ہیں کہ اپنی مجبوری کو اللہ کا عمل کہہ کے اس سے نجات پا لیں۔ آپ نے یہ کرنا ہے۔

سوال:

یہ تو بڑے کمال کی بات کی ہے۔

جواب:

تو اس سے نجات پا لو' ورنہ مغموم رہو گے' افسردہ رہو گے۔ اب اس بات کو اس کا عمل کہہ لو اور خود ایک طرف ہٹ جاؤ۔ پھر بچ جاؤ گے۔ آپ پہلے تو وہ چیز کرتے نہیں اور اب کرنے کا دعویٰ کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں تو بالکل بے عمل ہو جاؤں گا' مجھے وہ کرنا ہے جو دنیا میں سب لوگ کر رہے ہیں۔ میں یہ بتا رہا ہوں کہ سب لوگ جو کر رہے ہیں وہ آپ نہیں کر رہے۔ آپ چپکے سے ایک چیز کو پکڑتے ہیں' دُم کو پکڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہاتھی کو پکڑ لیا۔ یہ نہیں ہے۔ آپ نے اگر عمل کرنا ہے تو پھر سوچیں کہ آپ کی ضرورت کیا ہے؟ مصروف رہنا۔ اگر ساٹھ سال کی زندگی ہے تو بیس سال جو ہیں وہ آپ کے نہیں ہیں بلکہ نیند کے ہیں۔ آپ اپنے آپ کو کتنے آرام سے نیند کے Handover کرتے ہیں' حوالے کرتے ہیں۔ خود گئے'

لوگوں کے سارے غم اور افسردگیاں گئیں اور بزرگوں کا غم گیا۔ اب اس زندگی میں سے کم تعلیم یافتہ زمانے' بے شعور زمانے اور آخر میں بڑھاپا اور بیماری کے زمانے نکال دو۔ آپ کے پاس جو کارساز اور باشعور زمانہ ہے وہ بہت کم رہ جاتا ہے۔ اگر آپ نے زندگی بیچی ہوئی ہے' نوکری کرتے ہیں تو پھر آپ کے پاس وقت اور کم رہ جاتا ہے۔ اب آپ کے پاس کارساز زمانہ کتنا رہ گیا؟ تھوڑا سا ______ اب اس کارساز زمانے میں آپ نے کرنا کیا ہے۔ ساٹھ سال کا مسافر اور کارساز لمحے چند سال کے۔ وہ بھی تذبذب میں گزر گئے۔ یہ تو کوئی بات نہ بنی۔ آپ لوگوں کو سب سے زیادہ پریشان کیا کامیابی کے تصور نے۔ خدانخواستہ "کامیابی" سے بچو۔ "کامیاب" آدمی ہی تباہ ہوا ہے۔ حکم ماننا سیکھو۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ پیغمبر اپنے زمانے میں کامیاب ہو گئے؟ کسی پیغمبر کا بیٹا دریا میں چلا گیا۔ کوئی پیغمبر کہاں اور کوئی کہاں۔ لیکن تسلیم کا یہ عالم ہے کہ آج بھی علیھم السلام اور صلوٰۃ اللہ علیہ اجمعین ہیں۔ یہ کامیابی یہ نہیں ہے بلکہ اطاعت ہے۔ مومن کو تو اطاعت کا سبق دیا گیا مگر آپ کامیابی کے مسافر بن گئے۔ آپ کو اطاعت کی بات بتائی گئی اور آپ کامیابی کے اندر رہ گئے۔ کامیابی تو کبھی بھی آپ کے کام نہیں آئے گی۔

سوال:

میں یہ کہہ رہا ہوں کہ میں دنیا میں حاصل کرنے کی بجائے اس کو کچھ Contribute کر جاؤں۔

جواب:

یہی تو آپ کو بتا رہا ہوں کہ کچھ اچھا چھوڑ کے جاؤ۔ دنیا Doubt میں پڑی ہوئی ہے۔

سوال:

آپ نے فرمایا ہے کہ اسے As such چھوڑ کے جاؤ۔

جواب:

بتاتا ہوں۔ آپ نے عمل کا پوچھا ہے' حرکت کا پوچھا ہے۔ دنیا Doubt میں پڑی ہوئی ہے' اُسے یقین میں لے آؤ۔ دنیا اپنا بن کے دھوکہ دیتی ہے' اسے کہو کہ دھوکہ باز بن کے دھوکہ دے۔ کم از کم دوست بن کے دھوکہ نہ دے۔ اس کو اتنی بات سمجھا دو۔ دنیا میں کفر ہو جائے تو پرواہ نہ کرو' یہ بے ایمان ہو جائے تو پرواہ نہ کرو لیکن منافقت نکالنے کی کوشش کرو۔ اپنے عزیزوں کو سمجھا دو' مسلمانوں کو سمجھا دو کہ تم اسلام چھوڑ دو تو ہم مائنڈ نہیں کریں گے لیکن منافقت نہ کرو۔ اس کی بچت کوئی نہیں ہے۔ کافر بچ سکتا ہے' مومن بچ جائے گا لیکن منافق کی بچت نہیں ہے۔ ان کو یہ بات بتاؤ' جو میں بتا رہا ہوں کہ اس چھوٹی سی زندگی میں کس چیز کو آپ نے بہتر کر کے جانا ہے۔

دنیا میں کیا بہتری ہوئی ہے آج تک۔ یہ ورلڈ جو ہے Better ہونے کے نام پر Worse ہوتی جا رہی ہے' بیماریاں بڑھتی جا رہی ہیں' Span of Life گھٹتا جا رہا ہے۔ انسان کی پریشانیاں بڑھتی جا رہی ہیں' حادثات زیادہ ہوتے جا رہے ہیں' لائف Insecure ہوتی جا رہی ہے' Future مخدوش ہوتا جا رہا ہے' صحت خراب ہوتی جا رہی ہے' خوراک میں ملاوٹ ہوگئی ہے' دوستی جو ہے وہ کسی پر بھی Dependable نہیں ہے اور ہر آدمی ہر وقت اندیشے میں ہے۔ اس کی بہتری کا کیا طریقہ ہے؟ آپ اس سے نجات پائیں۔ انسان کے مقام کو سمجھیں۔ بھائی کے مقام کو سمجھیں۔ دوستی کے آداب کو سمجھیں۔ دھوکے دینے کی عادت بند کرو خدا کے لیے! زندگی پر راضی ہونے کی کوشش کرو ______ یہی سبق تو دینا ہے۔ آپ دریا کی روانی کی طرح زندگی گزارو۔ دریا بے عمل نہیں ہے لیکن اس کا عمل دکھاوا نہیں ہے بلکہ عمل جاری اور پیہم ہے۔ دریا کبھی نہیں ٹوٹا اور مسلسل چلتا جا رہا ہے اور عین سمندر کے اندر پہنچ جاتا ہے اور السلام علیکم کہہ کے نعرۂ تکبیر لگاتا ہے۔ آپ بھی چلتے جائیں' ابتدا سے لے کر مالک کی طرف۔ آپ کا سمندر کون ہے؟ مالک ______ آپ یہاں پر زندگی گزارتے ہوئے' رواں دواں' پیہم' کناروں سے ہوتے ہوئے' زندگی کی تلخیوں سے ہوتے ہوئے' مالک کے پاس آ گئے کہ جناب معافی دے دیں۔ یہ سفر ہے ہمارا۔ باقی جو Better کی بات ہے تو اپنے موجود Well

being سے کسی ill being والے کو ذاتی طور پر Contribute کر جاؤ۔ اس کو خدا کے لیے فارمولا نہ دینا بلکہ اس کی مدد کرنا۔ غریب کو خدا کے لیے فارمولا نہ دو۔ تمہارے فارمولوں نے برباد کر دیا ہے۔ غریب کو روٹی دو۔ فارمولا بند کر دو۔ غریب Actual غریب ہے' بھوکا واقعی بھوکا ہے۔ اس کو دے دو' اس کو راستہ نہ بتاؤ۔ اس کو آسانی دے دو۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ یہ دنیا بہتر ہو جائے گی۔ How will you leave the world better. کیسے؟ By contributing actually. خیال کی Contribution تو بہت ہے دنیا میں' لائبریریاں بھری پڑی ہیں۔ Contribution کیسے کریں؟ اپنے ہاتھ سے۔ تو اپنے ہاتھ سے دے دو۔ یہ Contribution بھی بڑی ہے کہ کسی کو معاف کر دینا۔ یہ بھی ملین آف روپیز کے برابر ہے۔ کیا کرنا؟ معاف کر دینا۔ سب سے بڑی Contribution یہ ہے کہ جس کو آپ بیوقوف سمجھتے ہیں اس سے معافی مانگ لیں' اس سے کہیں کہ خدا کے لیے تم مجھے معاف کر دو۔ دراصل یہ اس کی انسانیت کی تسلیم ہے۔ حالانکہ ظلم بھی اس نے کیا ہے لیکن معافی ہم مانگ رہے ہیں۔ یہ Acknowledgement ہے کسی انسان کی۔ تو اُسے یہ مقام عطا کر دو۔ گرچہ وہ نااہل اور نالائق آدمی ہے' چھوٹا آدمی ہے' آپ بڑے آدمی ہیں۔ تو بڑا آدمی جا کے چھوٹے آدمی سے معافی مانگ لے تو وہ خود بخود ہی بڑا ہو گا۔ پھر دنیا ایڈوانس ہو جائے گی اور ترقی ہو

جائے گی۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ کہ معاف کر دیا اور معافی مانگ لی۔ تو آپ اپنے حالات سے اس کے حالات میں Contribute کر دیں۔ تو آپ کا مسئلہ تو حل ہو گیا۔ اب آپ خدا کے سامنے Answerable ہیں۔ اب اپنے وسائل کے حوالے سے Contribute کریں، خیال کے حوالے سے نہیں۔ خیال تو رائج ہے پیغمبروں کا، خیال تو رائج ہے اللہ کا۔ اس لیے اس غریب کا شکر ادا کرو جس نے آپ کو سخاوت عطا کر دی۔ بس یہی کچھ کرنا ہے۔ ہمارے ہاں ٹریجڈی یہ ہے کہ آپ کتابوں سے سیکولر پروگریس پڑھتے ہیں اور اسلام ہمیں مجبوری سے کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے پروگریس میں آپ پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا فارمولا ہو کہ کچھ عرصہ کے لیے اسلام اور آپ علیحدہ ہو جائیں تو دنیا میں بڑی ہی پروگریس کر جائیں لیکن اس حالت میں جب موت آئے گی تو کافروں جیسے ہوں گے اور یہ آپ برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر اللہ کہے کہ تمہیں چار دن اسلام کے بغیر کام کرنے کی اجازت ہے تو آپ تو بڑی پروگریس کر ڈالیں۔ لیکن آپ اسلام کو چھوڑ نہیں سکتے اور اس لیے آپ پروگریس نہیں کر سکتے۔ یہ پروگریس کافر ہے۔ ہمیں ہر حال میں خدا یاد آ جاتا ہے، خدا خوفی آ جاتی ہے اور دوسرے واقعات آ جاتے ہیں۔ اس لیے آپ پروگریس نہیں کر سکتے۔ آپ سمجھ لیں کہ آپ پروگریس نہیں کر سکتے۔ آدمی کیا غافل ہو کے سوئے گا وہ

جس کو یہ پتہ ہے کہ پڑوسی بھی ہماری ذمہ داری ہے۔تو وہ کیا سوئے گا۔ پاگل ہی ہوگا اگر سوئے گا۔جس کو اپنے گھر میں آنے والے مہمانوں کا انتظار ہو وہ کیا سوئے گا۔ بھائی اگر بہنوں کا خیال رکھنے والا ہو تو کیا سوئے گا۔اگر آگہی والا یہ کہے کہ شہر میں ہر برائی کے واقعے کا میں ذمہ دار ہوں تو وہ کیا سوئے گا۔ ہر غم پر رونے والا کیا سوئے گا۔ یا تو دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو غافل کر دے لیکن یہ تو نہیں ہوگا۔لہٰذا اللہ آپ کو باشعور کر دے۔ باشعور کا مطلب کیا ہے؟ کہ Awakening ہو۔ یہ ہے Well being اور یہی آپ کا حاصل ہے۔تو اللہ آپ کو آگاہ کر دے۔اس طرح آپ یہ دنیا بہتر چھوڑ جاؤ گے۔اس دنیا سے آپ اپنا غم کم کر جاؤ' پریشانی کم کر جاؤ۔شاید آپ کو یاد آ جائے کہ میں نے ایک نسخہ دیا تھا آپ کو۔ کہ وہ زندگی یا وہ مقام جس میں آپ کے گھر کے حالات میں بندہ تو تبدیل ہو جائے لیکن حالات ویسے کے ویسے ہی قائم رہیں' ویسے کے ویسے ہی وہ مشین چلتی رہے تو سمجھو کہ وہ شخص ناکام ہے۔بات سمجھے؟ اور بزرگ جب رخصت ہوتے ہیں تو کتنے کامیاب ہوتے ہیں۔ان کی ہوتی تو قبر ہے لیکن اتنی روشن ہوتی ہے کہ مزار جو ہے وہ میلہ بن جاتا ہے۔تو وہ قبر کو بھی روشن بنانے والے ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کچھ لوگ زندگی میں ہی مر چکے ہیں اور کچھ لوگ مرنے پر زندہ ہو جاتے ہیں۔اب آپ یہ دیکھیں کہ آپ کی زندگی کہیں زندگی میں ہی مری نہ پڑی

ہو۔ کہتے ہیں کہ ایک شاہین اُڑ رہا تھا اس نے زمین پر کوئی چیز دیکھی‘ لپکا اور اُسے اُٹھایا‘ پنجے میں پکڑا‘ اُسے لگا کہ یہ کوئی مری ہوئی چیز ہے۔ اب یہاں پر کہنے والے کہتے ہیں کہ جتنا عرصہ وہ مرا ہوا جانور شاہین کے پنجے میں رہا وہ اُڑتا رہا ہر چند کہ وہ بے جان تھا۔ اور جب رشتہ ٹوٹ گیا تو بے جان پھر بے جان ہو گیا اور جان دار اُڑ گیا اُدھر‘ جہاں سے آیا تھا۔ وہ جو لامکان سے آیا تھا وہ لامکاں کو واپس چلا گیا اُسے روح کہتے ہیں۔ اور باقی کے بے جان کو مٹی کی مٹی کہتے ہیں کہ یہاں سے اُٹھائی اور یہاں پھینک دی۔ پھر مرا کون؟ اگر تو آپ مٹی ہیں تو زندہ نہیں ہیں اور اگر روح ہیں تو اس کو موت نہیں ہے۔ آپ اپنی روح میں داخل ہو جائیں تو موت سے بچ جائیں گے۔ اگر اپنے وجود میں رہیں گے تو موت سے بچ نہیں سکتے۔ بس یہ اس کا راز ہے کہ وجود میں رہو گے تو بچ نہیں سکتے اور روح میں آ جاؤ گے تو پھر موت سے بچ گئے۔ موت سے بچنے کا یہی راز ہے۔ تو اپنی Soul کو دریافت کرو۔ پھر آپ اُڑنے والے کے ساتھ اُڑو گے ______

اب کوئی اور سوال کر لو ______ پوچھو ______

اچھا آپ کو چھوٹی چھوٹی‘ آسان باتیں بتاتے ہیں۔ اگر کسی دعا کی ضرورت ہو تو کسی انسان کی کوئی نہ کوئی مشکل حل کیا کرو۔ لوگوں کو دیکھا کرو کہ کوئی الجھن میں یا مشکل میں تو نہیں۔ مسکین کی مدد کیا کرو۔ مسکین اس

شخص کو کہتے ہیں جو محنت پوری کرے لیکن اس کا گزارا پورا نہ ہو۔ تو کون مسکین ہے؟ جو محنت کرنے کے بعد بھی گزارا نہ کر سکے۔ آدھی سے زیادہ دنیا مسکین ہو چکی ہے۔ اس لیے آپ ان لوگوں کی مدد کیا کرو۔ تب اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بڑی مہربانی فرمائے گا۔ لوگوں کی خدمت کیا کرو، ان کے ساتھ تعاون کیا کرو اور ان کے ساتھ اس چیز سے تعاون کیا کرو جو آپ کے پاس سب سے اچھی چیز ہے۔ یہ ضروری ہے کہ لوگوں کو پیسہ دو، ان کی خدمت کرو، اپنے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ کثرت سے درود پڑھا کرو۔ اس سے اللہ بہت راضی ہوتا ہے۔ اور کثرت سے نماز پڑھو تو اللہ کے حبیب پاک ﷺ بہت راضی ہوتے ہیں۔ درود سے اللہ راضی ہوتا ہے کیونکہ یہ اللہ کا حکم ہے اور اس حکم کی Compliance ہوتی ہے۔ اور نماز کے لیے اللہ کے حبیب پاک ﷺ Insist کرتے ہیں کہ یہ اللہ کی رضا کے لیے ہے۔

سوال:

درود شریف کا کیسے اہتمام کریں؟

جواب:

درود شریف کا جتنا اہتمام کرو اتنا بہتر ہے۔ ایسے مقامات بھی ہوتے ہیں جہاں پر آپ اچھی یادوں کو نہیں بلاتے، اچھی یاد کے لیے اچھا مقام ہونا ضروری ہے۔ درود اصل میں یاد کا نام ہے۔ تم ایسی حالت میں

پائے جاؤ کہ جس ذات پر تم درود بھیج رہے ہو اگر آپؐ کی طرف سے تمہیں کوئی تقرب مل جائے تو وہ جگہ آپؐ کے قابل ہو۔ آپ لوگ یاد کر رہے ہیں اور اگر یاد کا جواب دینے کے لیے وہ ذاتؐ اپنی توجہ فرما دے تو آپ کا ماحول بہتر ہو۔ تو درود باطنی بھی ہے اور ظاہری بھی ہے' وضو ظاہری بھی ہے اور باطنی بھی ہے۔ روح کا وضو ہمیشہ سے قائم ہے۔ اس کی پاکیزگی ہمیشہ سے قائم ہے۔ روح کبھی ناپاک نہیں ہوتی ہے۔ آپ درود روحانی طور پر کیسے پڑھتے ہیں؟ پہلے ظاہری طور پر پڑھنے کی عادت ہو اور جب الفاظ زبان سے نکل کر شعور سے ہوتے ہوئے لاشعور میں داخل ہوتے ہوئے روح میں جاتے ہیں تو پھر وہ شخص کہتا ہے کہ ذکر جاری ہے اور ہم بات کر رہے ہیں۔ بات زبان کر رہی ہے' واقعات ہو رہے ہیں اور ذکر جاری ہے۔ وہ جو ذکر جاری ہے وہ کہاں پر جاری ہے؟ اگر وہاں آپ پہنچ جائیں تو پھر آپ کے لیے یہ قید نہیں ہے۔ وہ مقام ایسا ہے جہاں وضو نہیں' دن نہیں ہے' رات نہیں ہے۔ وہ روح کا مقام ہے۔ روح میں پاکیزگی ہے۔ آپ درود کا اہتمام کر لو تو برکت ہے' اچھی بات ہے' جتنا اہتمام کرو اچھا ہے۔ پاکیزگی کا اہتمام کرو۔ نفاست کا اہتمام کرو۔

سوال:

یہ جو تیمم ہے کیا یہ نیت کا وضو ہے؟

جواب:

یہ آسان سی بات ہے۔شریعت میں بتایا گیا ہے کہ تیمّم کیا ہے؟ کہ جب تم اس قابل نہ ہو کہ پانی حاصل کر سکو' مرض ہو' دقت ہو تو تیمّم کر لیا کرو۔ تو اس میں نیت بھی ہے اور عمل بھی ہے۔ پورا عمل ہے کہ اس طرح کیا کرو_____اور کوئی سوال؟_____

اچھا پھر میں ہی بتاتا ہوں۔خواہشات کو اللہ کے حوالے کر دو۔اپنے اللہ پر اس حد تک یقین اور بھروسہ کر لو کہ گلہ نہ آئے۔ ہر حال میں راضی۔ جو بات آپ کو آج مشاہدے میں ملی' جس نے کچھ عرصہ پہلے یہ بات کہی ہو گی' اس وقت تو اتنا یقین نہیں آتا تھا۔اس وقت اس بات کا امکان نہیں تھا۔ اس کی اطلاع تو تھی لیکن امکان نہیں تھا۔اور سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ بات کیسے ہو سکتی ہے۔اور کچھ عرصے کے بعد یہ بات ہو گئی۔اب آپ کو سمجھ آئی ہے کہ ایسے بات ہو سکتی ہے۔ ورنہ تو وہ مقام تھا کہ آپ کے ماننے کے عمل میں کچھ دراڑ پیدا ہو جاتی۔آپ کہتے تھے کہ ہم تو ختم ہو گئے کیونکہ یہ تو واقعہ ہی ایسا ہو گیا ہے۔اللہ نے مہربانی کر دی۔تو اسی طرح یاد کرنا چاہیے اور ماننا چاہیے۔آپ اللہ تعالیٰ کو ایسے مانو کہ اس کا ہر عمل ہی مان لو۔اگر یہ مان لو گے تو پھر آپ کو ذکر کی توفیق مل جائے گی۔ذکر کی توفیق اس کو ملتی ہے جس کی

محبت اللہ کے ذکر کے ساتھ ہو۔ اُسے اندیشہ نہ ہو اور اس میں کوئی بحث نہ ہو۔ جب آپ دیکھو کہ آپ کا کوئی دشمن نہ رہے تو پھر آپ کو ذکر کی توفیق مل جائے گی۔ کیونکہ صاحبِ ذکر کسی کو بددعا نہیں دیتا ورنہ بددعا قبول ہو جاتی ہے۔ میری بات سمجھ آئی؟ ذکر میں ایک ایسا مقام آ جاتا ہے جہاں قبولیت کا موقع آ جاتا ہے۔ اور اگر آپ کے دل میں کسی کے خلاف خیال آ جائے تو اثر ہو جائے گا۔ تو یہ منع ہے۔ اس لیے آپ اللہ کو یاد کیا کرو اور دعا کیا کرو۔ دعاؤں کی منظوری کے لیے آپ سب یہاں بیٹھے ہیں۔ سب کی دِقت اللہ تعالیٰ آسان فرمائے۔ جو موجود ہیں یہاں پر ان تمام کی مشکلات آسان ہوں۔ یارب العالمین یہ مشکلات اور الجھنیں آسان ہوں تاکہ ہم تیری طرف توجہ کے ساتھ عمل کر سکیں۔ جو موجود ہے وہ محفوظ رہے۔ ایک تو یہ مشکل ہے۔ اور پھر جو اس میں کمی ہے وہ پوری ہو جائے۔ جو غیر ہے وہ نکل جائے۔ بس اتنی ساری ہماری خواہش ہے کہ جو ناپسند ہے وہ نکل جائے، جو پسند ہے وہ آ جائے اور جو موجود ہے وہ محفوظ رہے ______ باقی سب خیر خیریت کی بات ہے۔ دعا کرو کہ یا رب العالمین ہمیں زیادہ سوال جواب سے بچا کے آپ ہی سب آسان فرما، بچوں کی طرف سے ہمیں کوئی تکلیف نہ ہو، ہمارے بزرگ راضی رہیں، ضرورت جو ہے وہ حاصل کے برابر رہے۔ یہ نہ ہو کہ ضرورت بڑھ جائے اور حاصل کم ہو۔ یارب العالمین اتنے وسائل

مہیا کر دے کہ ہمارے حالات خودبخود چلتے جائیں، رونق لگی رہے اور خیر خیریت کا میلہ قائم رہے۔ امین۔ برحمتک یا ارحم الرّٰحمین۔

2

1 دل کی اصلاح کے بارے میں کچھ فرمائیں۔

سوال:

دل کی اصلاح کے بارے میں کچھ فرمائیں۔

جواب:

دل بیمار ہوتا ہے ان خواہشات سے جن کا تعلق نمائش کے ساتھ ہو، لوگوں کے ساتھ مقابلے کا ہو اور یہاں پر Stay کرنے کا ہو۔ دل پسند کرتا ہے وہ چیز جو اُسے یہاں ٹھہرنے میں مدد دے۔ اس طرح دل بیمار ہو جاتا ہے۔ اور وہ دل جو پسند کرتا ہے اس چیز کو جو اس کو آخرت میں لے جائے گی وہ اسے طاقت دیتی ہے یعنی کہ دل نے پسند کیا کہ یہاں ٹھہر جاؤ، یہ کرو وہ کرو تو وہ فراعین والی بات ہے۔ فرعون جب مرنے لگتا تھا تو ان کی ایک روٹین تھی کہ مر تو رہے ہیں، اتنا پیسہ چھوڑ رہے ہیں، کیا بنے گا، تو انہوں نے کہا کہ یہ پیسہ ہمارے ساتھ دفن ہوگا۔ تو وہ پیسہ وہیں دفن ہے ان کے ساتھ۔ وہ سمجھتے تھے کہ شاید یہ ہماری عاقبت میں کام آئے گا مگر فرعون الگ پڑا ہوا ہے اور پیسہ الگ پڑا ہوا ہے۔ خدا سے یہ دعا کرنی چاہیے، مگر یہ مشکل ہے اور ہر آدمی نہیں کرسکتا، کہ یا اللہ اتنا رزق دے جتنا میں استعمال کرلوں اور استعمال

سے بچ جانے والا رزق دے ہی ناں۔ توبہ توبہ! آپ کبھی نہیں کہہ سکتے یہ بات۔ لالچ اسی کا نام ہے۔ کہ انسان سوچتا ہے کہ شاید اس کی مستقبل میں ضرورت ہو اور مستقبل کے انتظار میں وہ سارا مستقبل ماضی ہو چکا ہوتا ہے۔ اور جب وہ رخصت ہو جاتا ہے تو مستقبل ہوتا ہی کوئی نہیں ہے۔ پیسہ وہ رکھتا ہے مشکل وقت کے لیے' پہلے پیسہ رکھتا ہے اور پھر مشکل وقت کا انتظار کرتا ہے۔ تو پھر وہ مشکل وقت آ ہی جائے گا۔ جس نے مشکل وقت کا انتظار کیا اس پر مشکل وقت آئے گا۔ جس نے اچھے وقت کا انتظار کیا اس پہ اچھا وقت آ جائے گا۔ اچھے وقت کا انتظار خدا کی رحمت کا انتظار ہے۔ اگر آپ ایک نسخہ استعمال کر لو کہ اپنے عمل پر انحصار نہ کرو تو بدعملی کا خوف نہیں ہوگا۔ بدعملی کا خوف اُسے ہوگا جسے اپنے عمل پر انحصار ہے۔ اگر آپ اللہ کے فضل پر انحصار کر لو تو نہ اچھا عمل' نہ نیک عمل اور نہ بدعمل۔ مطلب اس کا یہ ہوا کہ آپ دعا کیا کرو کہ یا اللہ! عمل کے غرور سے بہتر ہے بدعملی پر ندامت۔ وہ ندامت بہت بہتر ہے۔ سارے بزرگ یہی کہتے آ رہے ہیں کہ گناہوں پر ندامت بہت بہتر ہے عبادت پر غرور سے۔ عبادت کا غرور شیطان کو لے ڈوبا۔ اس لیے دعا یہ کرو کہ یا اللہ ہمیں اپنے سامنے عاجز ہی رکھ۔ یا اللہ ہمیں دنیا میں عاجز نہ بنا اور دنیا کے سامنے ہمارا عزت' وقار قائم رکھ۔ جو خدا کے سامنے عاجز ہو گئے وہی لوگ فلاح پا گئے۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ جن لوگوں نے یہ

کہہ دیا کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے وہ فلاح پا گئے۔ اللہ رب ہے کا مطلب
ہے کہ وہی پالنے والا ہے' وہ رزق دینے والا ہے اور لینے والا بھی وہی ہے۔
ثم استقاموا پھر اس بات پر انہوں نے استقامت کر لی۔ اللہ کا فرمان ہے کہ
ان لوگوں پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جنہیں جنت کی
بشارت دی جاتی ہے اور وہاں پر یہ کھائیں گے جو یہ پسند کریں گے اور یہ
مہمانی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ اور بہشت میں جو وعدہ کیا گیا وہ انہیں
مل جائے گا۔ تو یہ لوگ ہیں فلاح پانے والے۔ کون؟ جنہوں نے کہہ دیا کہ
اللہ ہمارا رب ہے اور اس پر استقامت کر دی۔ ایک کہانی سناتے ہیں
بزرگ۔ داتا صاحبؒ کو پتہ چلا کہ فلاں علاقے میں ایک درویش ہیں۔
انہوں نے سوچا کہ ان سے مل لیا جائے۔ تو وہاں گئے۔ اس بزرگ کے پاس
شام کے وقت پہنچے۔ وہ بزرگ ملے اور پوچھا کہ نام کیا ہے' کام کیا ہے'
ذریعہ معاش کیا ہے؟ انہوں نے اُسے سلام کیا اور کہا کہ میں جا رہا ہوں اور
آئندہ اپنی ملاقات کا کوئی موقع نہیں ہے۔ اس نے پوچھا کیوں؟ انہوں
نے فرمایا کہ تو اگر ذریعہ معاش ہمارے عمل میں سمجھتا ہے تو تُو غلطی پر ہے'
ذریعہ معاش تو اُس کا فضل ہوتا ہے۔ کہیں تم لوگ ذریعہ معاش اپنے پیشے کو نہ
سمجھ لینا۔ جب یہ پتہ چل گیا کہ اللہ رزق دینے والا ہے تو معاش کا ذریعہ
ایسے ہی درمیان کی باتیں ہیں' Formal ہیں۔ دینے والا وہ ہے۔ ورنہ تو بے

شمار لوگ محنت کرتے کرتے مرجاتے ہیں اور ان کے پاس رزق نہیں آتا۔ اور بعض لوگوں کو وہ آسان رزق عطا فرماتا ہے۔ بعض لوگوں کو وہ آسان عاقبت عطا فرماتا ہے مثلاً یہ کہ اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے۔ تو یہ آسان عاقبت بن گئی۔ تو نہ عمل ہے اور نہ عمل کی ضرورت ہے۔ دعا یہ کرو کہ یا اللہ آسان عاقبت عطا فرما۔ آسان عاقبت وہ ہے جو اعمال سے آگے ہو خود بخود ہی ہو۔ اس کے آسان طریقے بتائے گئے ہیں۔ کسی اچھی عاقبت والے آدمی کو راضی کر لو کسی چلتے دریا میں کوئی چیز ڈال دو یا نکال لو وہ دریا جو ہمیشہ رَ گنے والے چلنے والے ہیں۔ دریا تک رسائی ہو گئی تو سمندر تک خود ہی ہو جائے گی۔ سب سے پہلے کیا کرو؟ دریا تک رسائی کرو۔ سمندر آپ نے اگر نہیں دیکھا ہوا نہیں پہنچ سکتے تو دریا میں ڈال دو۔ یہاں ایک درویش ہوتے تھے وہ کاغذ پہ کچھ لکھتے اور دریا میں ڈال دیتے کہتے کہ اللہ نے کہا ہے کہ میرا عرش پانی میں رہا ہے یہ پانی چلتا چلتا سمندر میں جائے گا اور اللہ کے عرش پر چلا جائے گا۔ اللہ خود ہی مان لے گا۔ تو یہ بھی ایک راستہ ہے۔ دریا بھی ایک راستہ ہے۔ کسی چیز پر اگر آپ کا اعتماد ہو جائے کہ یہ راستہ اللہ کی طرف جاتا ہے تو وہاں دعا کرا لو۔ اللہ کا راستہ اللہ کے بندوں تک پہنچتا ہے۔ تو کسی سے دعا کرا لو۔ دعا میں شامل ہو جاؤ۔ مقصد یہ ہے کہ پھر آپ کو سنگ مل جائے گا دل جو ہے یہ شفا پا جائے گا۔ دل کی شفا کا آسان طریقہ یہ ہے کہ

دل کی بیماری دور کرلو۔ اس دل سے بت نکال دوتو یہی کعبہ بن جائے گا۔ بُت جو ہیں یہ خواہش کے بُت ہیں۔ خواہش کے بُت نکل جائیں تو یہ دل خودبخود ہی کعبہ بن جائے گا۔ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو Healthy دل دے۔ Healthy دل اس آدمی کا ہوتا ہے جو دنیا کی خواہشات سے آزاد ہو۔ بعض اوقات لوگ آزاد ہونا نہیں چاہتے۔ کہتے ہیں کہ اکثر کوئی ضرورت ہوتی ہے۔ تو اس سے بچو۔ وہ آدمی جو گنتی میں پڑ گیا وہ مشکل میں پڑ گیا۔ گنتی سے نکلو' تقاضے سے نکلو' پیسے کی محبت سے نکلو' مال کی محبت اور اولاد کی محبت سے نکلو۔ محبت مال دینے والے سے کرو۔ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اولاد کی محبت بہت اچھی چیز ہے اور اگر صرف اولاد سے خالی محبت کرو گے تو اولاد کی بداعمالی پر پریشان ہو جاؤ گے یعنی جو لوگ اولاد سے صرف اولاد کی خاطر محبت کرتے ہیں اور خدا کی طرف سے نہیں کرتے تو وہ اولاد کی بداعمالی پر پریشان ہو جاتے ہیں اور پھر گلہ کرتے ہیں کہ اولاد نے تو بڑا پریشان کر دیا۔ پہلے تو آپ اولاد کی وجہ سے سب کو پریشان کرتے تھے' اتنی بڑی محبت کرتے تھے۔ نہ اولاد قابلِ محبت ہے اور نہ قابلِ نفرت ہے' اولاد بس اولاد ہی ہے' نہ اس پر غرور کرو' نہ اس پر ندامت کرو۔ ان کی اپنی زندگی ہے' تمہاری اپنی زندگی ہے۔ ان کی اپنی عاقبت ہے' تمہاری اپنی عاقبت ہے۔ اولاد کو اپنا دین دے دو اور دنیا کی پرواہ نہ کرو۔ وہ خود ہی کماتے رہیں گے' چلتے جائیں

گے۔ ان کو اچھا راستہ بتا دو اور ان کے لیے دعا کیا کرو۔ اولاد کا گِلہ اگر ماں
باپ کریں تو اولاد کے لیے عذاب ہے۔ اور ماں باپ کا گِلہ کرنا ہی اولاد
کے لیے عذاب ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ اپنے ماں باپ کو گِلے کا موقع نہ
دینا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ولا تقل لھما اف ماں باپ کے آگے
اُف نہ کرنا۔ وقل لھما قولا کریما اور ان کے آگے Gentle الفاظ سے بات
کرنا، اگر وہ بڑھاپے میں آ جائیں تو ان کے لیے رحمت کے بازو پھیلا دینا
جس طرح انہوں نے بچپن میں تم پر رحم کیا تھا۔ خدا سے یہ دعا کیا کرو کہ ان
ضعیف اور ناتواں بزرگوں سے آپ کو دعا ملتی رہے۔ تو والدین سے دعا لینا
بہت ضروری ہے۔ یہ بھی دل کے لیے بہت ضروری ہے۔ والدین دعا کریں
اور اولاد بھی دعا کرے۔ جب آپ نماز پڑھتے ہیں تو والدین کے لیے بھی
دعا کرتے ہیں اور اولاد کے لیے بھی دعا کرتے ہیں۔ جب آپ کی اولاد
نماز پڑھے گی تو آپ کے لیے بھی دعا کرے گی اور اپنی اولاد کے لیے بھی دعا
کرے گی۔ اس طرح یہ Chain چلتی جائے گی۔ تو آپ اپنے ماں باپ
کے لیے دعا کریں، آپ کے بچے آپ کے لیے دعا کریں گے، نماز وہ بھی
پڑھیں گے۔ اس سے بہتر دنیا میں کوئی چیز نہیں ہے۔ اسی میں آپ کے لیے
دعا ہو گی۔ نماز کے ذریعے آپ کے ماں باپ کی دعا بطور اولاد آپ کے
لیے ہوتی گئی اور اولاد بھی آپ کے لیے دعا کرتی ہے جب آپ ماں باپ

ہوتے ہیں۔تو یہ نماز کے ذریعے دعا ہوتی جارہی ہے۔تو یہ دونوں آپ کے دعا گو ہیں۔تو اچھے انسان وہ ہیں جنہوں نے لوگوں کو اپنے لیے دعا گو بنالیا۔ جنہوں نے لوگوں کے دل زخمی کیے وہ پریشان ہوگئے۔تو لوگوں کو پریشان نہ کرو۔اگر اپنے دل کی خبر نہیں ہے تو کسی اور کے دل کی خبر لو' کسی کا دل راضی رکھو۔ جہاں پہ کوئی رشتہ ہو مثلاً بہن بھائی تو اس کے بارے میں بزرگ بتاتے ہیں کہ یہ آدھے ماں باپ ہوتے ہیں۔تو ماں باپ کے جانے کے بعد یہی ماں باپ ہوتے ہیں۔بہن بھائیوں سے محبت کرنے والا جو ہے وہ ماں باپ کا تابعدار ہے۔ماں باپ کی یاد اور ماں باپ سے محبت' اپنے بہن بھائیوں سے محبت ہے۔بہن بھائیوں سے محبت کرو اور ان کی خدمت کرو' بزرگوں کی خدمت کرو اور اولاد سے محبت کرو۔اس طرح راستہ چلتا جائے گا۔جتنا ہوسکے وہ کرتے جاؤ اور جو نہ ہوسکے اس کی معافی مانگ لو۔اللہ قبول کرلے گا۔ وہ جو دیہات سے خط لکھا کرتے تھے کہ ''اس تھوڑے لکھے ہوئے کو بہت سمجھنا' کافی سمجھنا''۔آپ کہو کہ یا اللہ میں نے تھوڑا لکھا ہے' اس کو بہت سمجھ' ہم کیا کریں' تُو ہی مہربانی کر۔ایک ان پڑھ آدمی خانہ کعبہ میں گیا اور جا کے کہتا ہے کہ یا اللہ ہم بندے ہیں اور تو اللہ ہے' ہمارا رواج ہے کہ دشمن اگر گھر میں آجائے تو معاف کر دیا جاتا ہے' ہم تیرے گھر میں آگئے ہیں اب تو ہمارے ساتھ کیا حساب کتاب کرے گا' بس معافی دے! تو

اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیا کرو۔ باقی جو بھی جہاں بھی صاحبِ مزار ملے یہ سمجھو کہ یہ سارے کے سارے جو ہیں حضور پاک ﷺ کی مہربانیاں ہیں۔ جہاں پہ کوئی مزار ملے یہ سارا عشقِ حبیب ﷺ ہی ہے۔ جس جگہ مزار ملے وہاں جا کے دعا کرو' اس دربار سے سیدھا راستہ' ہر صاحبِ مزار کا راستہ مدینے کو ہی ہے۔ جہاں کوئی ملے وہ اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں سے حضور پاک ﷺ کا اعجاز ہے' یہ سب حضور پاک ﷺ کے جلوے ہیں۔ چاہے اجمیر شریف ہو' دلّی ہو' آگرہ ہو یا جہاں کہیں ہو' جہاں کہیں شمع روشن ہے یہ حضور پاک ﷺ کے نام کی شمع ہے۔ اس لیے بزرگوں کو چھوٹا بڑا نہ کہا کرو۔ بس سارے بزرگ ہیں اور سب حضور پاک ﷺ کے جلوے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کیا ہیں؟ سب حضور پاک ﷺ کے جلوے ہیں۔ کسی میں کمی بیشی یا تفریق نہیں کرنی ہے۔ چلنے دو اور بس آپ چلتے جاؤ' مسافر خانے سے گزر جاؤ۔ اس طرح پار ہو جاؤ گے۔

اگر کسی نے نیکی کے نام پر ایک درخت لگایا' ایک پودا یا ایک بیج لگایا تو اس کو پتہ نہیں ہوتا ہے کہ وہ کیا کر گیا۔ اس نے نیکی کے نام پر نیک درخت لگا دیا۔ اس کو پتہ نہیں ہوتا کہ ایک درخت میں کتنے بیج ہیں اور پھر ہر بیج میں کتنے درخت ہیں۔ تو یہ کروڑہا ٹائم Multiplied ہیں۔ آپ کا ایک درخت جو لگا ہے نیکی کے نام کا اس میں ہزار ہا بیج ہوں گے اور ہر بیج میں کروڑہا درخت

ہوں گے' درختوں کے اندر پھر بیج ہوں گے اور بیج کے اندر پھر درخت ہوگا۔ چلتے چلتے یہ Infinite Series بن جائے گی۔ آپ کا نیکی کا ایک عمل جو اتفاقیہ سرزد ہونے والا ہے' آپ کے لیے پوری کی پوری کائنات بنا جائے گا۔ کیا بنا جائے گا؟ Infinity کی ایک کائنات۔ پھر آپ کو سمجھ نہیں آئے گی کہ یہ میں نے کیا کِیا۔ اس لیے اگر نیک راستوں پر کوئی بیج Drop ہو جائے نیکی کا' تو وہ بھی ایک Infinite نتیجہ ہے' لامحدود نتیجہ ہے۔ اللہ کے ایسے کام ہیں۔ بس کبھی سمجھ آ جائے تو۔ اس لیے دعا کرو کہ یا اللہ مجھ سے کوئی ایسا کام سرزد ہو جائے' میرے ہاتھ سے کوئی نیک درخت لگ جائے۔ یہ پھر چلتا جائے گا' Multiplied اور Multiplied ہوتا جائے گا اور پھر یہ Geometric Progression سے چلے گا۔ پتہ نہیں کہاں سے کہاں بات چلی جائے گی' Infinity در Infinity ہو جائے گی۔ آپ سمجھ رہے ہیں؟ کہ زندگی چلتے چلتے زندگی کے اندر کوئی نیک درخت لگا جانا' نیک کام کر جانا' نیک کَرم کر جانا۔ تو زندگی میں نیک کام کر جانا۔ وہ پھر بڑھتا جائے گا' بڑھتا جائے گا۔ اللہ کی محبت کا پھل یا درخت اگر دل میں لگ جائے تو اس کو کہتے ہیں کہ ؎

الف اللہ چنبے دی بوٹی

مرشد من وچ لائی ہو

یعنی کہ اللہ ایک خوشبودار پودا ہے جو مرشد نے دل میں لگایا ہے۔

ایک دفعہ پودا لگ گیا تو پھر اس کے بعد اس گلاب کی قلمیں ہیں ساری۔ اصل میں تو کہانی ایک ہے۔ تو ایک سے سارا فیض ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو ایک ہی ہے ذات جس پہ اللہ تعالیٰ خود درود بھیجتا ہے' باقی سب فیض ہے درود والے کا۔ دعا کیا کرو' درود شریف پڑھا کرو' ایک دوسرے کو معاف کر دیا کرو' ہر ایک کو معاف کر دیا کرو۔ جس نے معاف کر دیا وہ معاف کر دیا گیا۔ یہ بات یاد رکھ لو۔ بدلہ لینے والے کی معافی مشکل ہو جائے گی۔ اگر آپ قیامت والے دن کسی کا گِلہ کر رہے ہوں گے تو ایک فریادی آپ کے خلاف کھڑا ہو جائے گا کہ تم میرا حق ادا کرو۔ اگر تم اپنے قاتل کے خلاف بات کر رہے ہو گے تو چیونٹی بول پڑے گی اور تم اُس کے قاتل نکل آئے' کیا پتہ کون کون فریاد کرے گا کیونکہ تیرے پاؤں کے نیچے آ کے کون کون مر جاتا ہے۔ حق تو ادا نہیں کیا جا سکتا۔ ایک آدمی پتھر پہ بیٹھ کے عبادت کر رہا تھا تو وہ پتھر گھِس گیا۔ اس نے تھوڑا سا غرور کیا کہ یا اللہ میں نے بڑا عرصہ تیری عبادت کی ہے' اس سے زمین پر نشان پڑ گیا ہے۔ اُس نے کہا پہلے پتھر پہ بیٹھنے کا حق ادا کر۔ تو یہاں بیٹھنے کا جو حق ہے وہ تو نہیں ادا کر سکتا' اتنا عرصہ زندہ رہنے کا تو حق ادا نہیں کر سکتا اور عبادت کی جو توفیق ملی ہے اس کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اس لیے دعا کرو۔ یا رب العالمین رحم فرما! آپ لوگ سلامت رہو۔ آپ لوگ آباد رہو۔ سب کے لیے دعا کیا کرو۔ میں آپ کے لیے دعا

کرتا ہوں۔ بس یہ یاد رکھنا کہ اگر اچانک آپ کے ہاتھ سے کوئی درخت لگ گیا تو بڑی دور تک بات جائے گی۔ موقع تلاش کرتے جاؤ تو کہیں نہ کہیں سے مل جائے گا۔ اگر نیکی کے دو قدم ہی چل پڑے تو بڑی بات ہے۔ مزار پہ پہلا چراغ جلانا مشکل ہوتا ہے' ایک بار جب جلا دیا تو لوگ جلاتے رہتے ہیں۔ پھر مزاروں کے چراغ بجھتے نہیں ہیں۔

دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مہربانی کرے' سب ٹھیک ہو جائے۔ انشاءاللہ اگلی دفعہ ملاقات کریں گے۔ دعا کرو کہ صحت ٹھیک ہو جائے۔ Thank you for all coming. تو دعا کرو۔

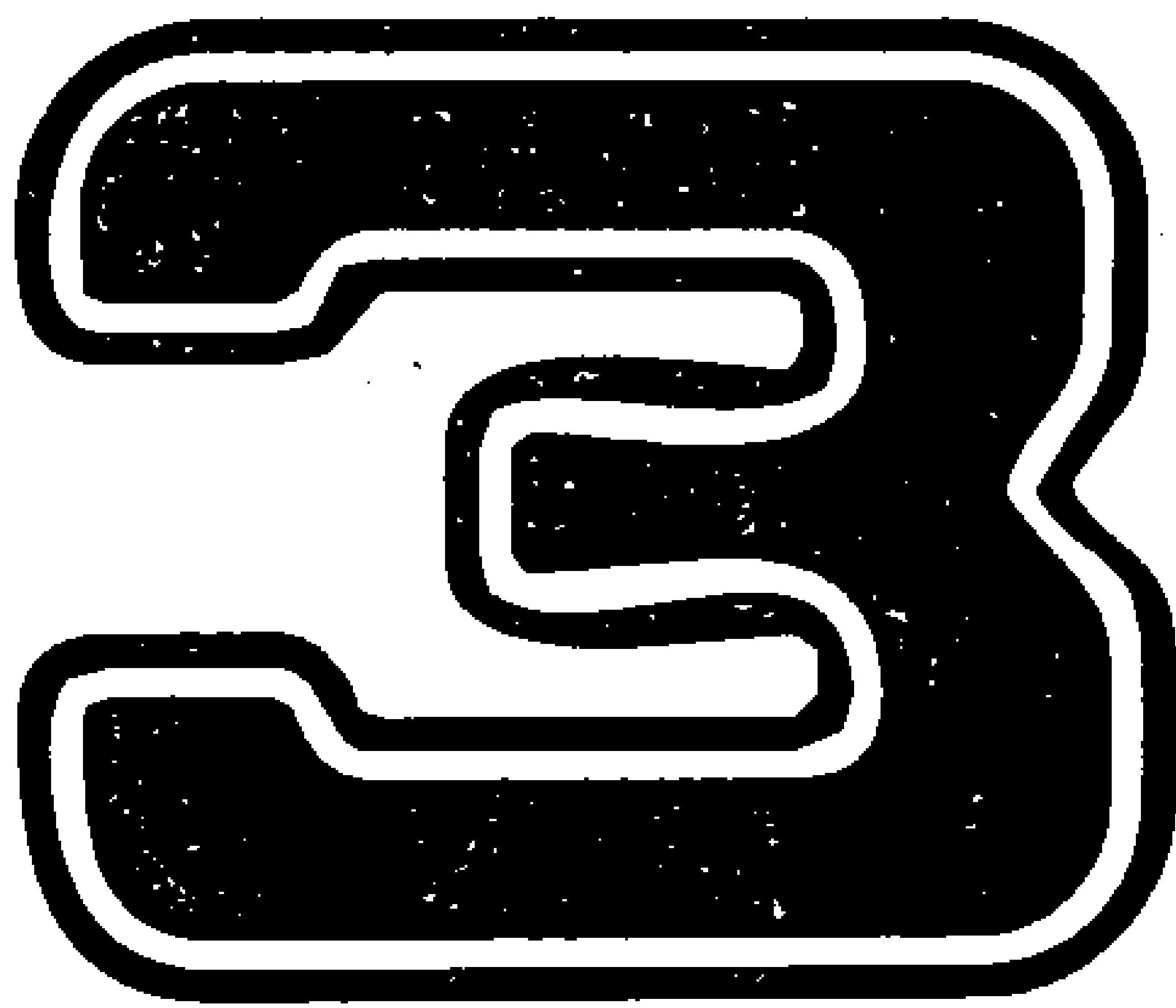
سوال:

سر! آپ کی ہمشیرہ کے بارے میں سُنا تھا کہ وہ فوت ہو گئی ہیں۔

جواب:

ہاں۔ بڑا سنگ تھا۔ بڑا ساتھ تھا۔ آپ دعا کرو اور فاتحہ کرو۔ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے ______

صلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ و نور عرشہٖ افضل الانبیاء والمرسلین حبیبنا و شفعینا سیدنا و سندنا و مولٰنامحمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔ اٰمین برحمتک یا ارحم الرٰحمین۔



1 میرا مسلک مجھے بہت ہی پیارا ہے' آپ اس پہ کوئی روشنی
ڈالیں تا کہ مجھے کچھ سمجھ آ جائے۔

سوال:

میرا مسلک مجھے بہت ہی پیارا ہے' آپ اس پہ کوئی روشنی ڈالیں تاکہ مجھے کچھ سمجھ آ جائے۔

جواب:

آپ کا مسلک ہے کیا حافظ صاحب؟

سوال:

قادری۔

جواب:

اگر آپ کو پیارا ہے تو یہ ضرور ہے۔ یہ اچھی بات ہے۔

سوال:

پیارا تو ہے لیکن آپ اس کے بارے میں کوئی بات بتائیں۔

جواب:

پیارا تو آپ کو ہے' ہم کیسے بات سنائیں۔ جو چیز پیاری ہے اُسے

پیار کرو۔

سوال:

میرے پاس اتنا علم نہیں ہے اس لیے یہ کہہ رہا ہوں۔

جواب:

آپ چند باتیں یاد رکھو تو آپ لوگوں کے لیے بہت آسانی ہو گی اور کنفیوژن پیدا نہیں ہو گی۔ بات آسان ہے کہ آپؐ نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔ پھر اسلام کے انوار اور اسلام کی تجلیات' اسلام کی آزمائشیں' اسلام کے ساتھ عاقبت' خیر خیریت ہو جائے گی' کمی بیشی ہو گئی تو دعا ہو جائے گی۔ عاقبت' عبرت' نیکی' بدی سب اسلام کے مطابق ہوں گے یعنی جو کچھ اسلام نے بتایا۔ اتنی بات ہو تو پھر اس میں دِقت ہی نہیں ہے۔ زندگی میں آپ کا آدھا عمل مجبوری کا ہوتا ہے کیونکہ کوئی اور چارہ نہیں ہوتا۔ یہاں پر نیکی بدی کا سوچنا ذرا مشکل ہے۔ مثلاً آپ بچہ پیدا ہوئے اور پھر بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں اور پھر بوڑھے ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ سفر جو ہے یہ آپ کی اجازت کے بغیر ہے' آپ کی اطلاع کے بغیر ہے۔ اسی کے اندر صحت ہے' بیماری ہے' آنکھوں کی چمک ختم ہو جاتی ہے' روشنی کمزور ہو جاتی ہے' زندگی کا لطف ختم ہو جاتا ہے' اردگرد کی وابستگی ختم ہو جاتی ہے۔ یہ سارا کام خود بخود ہی ہو رہا ہے' یہ سارا آٹومیٹک ہے۔ حتیٰ کہ پھر انسان جو ہے

وہ دلچسپی لینا چھوڑ دیتا ہے' باہر کی دنیا سے اس کا تعلق ختم ہو جاتا ہے اور کچھ
عرصے کے بعد اندر سے تعلق بھی ختم ہو جاتا ہے۔ یہ سارا کام آپ نے تو کیا
ہی نہیں ہے۔ کیا کام؟ پھر سے دُہرالو' یعنی زندگی میں آپ کا آدھا سفر بہ
امرِ مجبوری ہے۔ پیدا ہونا مجبوری ہے اور اس میں آپ کی مرضی شامل نہیں
ہے۔ بچہ اگر بڑا ہو گیا تو یہ مجبوری ہے' اس کے اندر قواء بڑھتے گئے تو یہ مجبوری
ہے' جوانی آ گئی تو یہ مجبوری ہے' جوانی کے واقعات گزر گئے تو یہ مجبوری ہے'
بڑھاپا آ گیا تو یہ مجبوری ہے' زندگی کی روشنی اور چمک ختم ہوتی گئی' وابستگیاں
کمزور ہو گئیں' باہر کے تعلقات ویسے ہی چھوڑ دیئے' بہن کہیں چلی گئی' بھائی
کہیں چلے گئے' آہستہ آہستہ ایک گھر میں اکٹھے بیٹھنے اور رہنے والا کنبہ کچھ
عرصے کے بعد ایک دوسرے کو خط لکھتا ہے کیونکہ یہ یہاں رہتے ہیں اور وہ
وہاں رہتے ہیں۔ اور پھر کچھ عرصہ کے بعد خط لکھنا بند ہو جاتے ہیں۔ پھر ان
کی اولادوں کو' ایک دوسرے کی اولادوں کو خبر نہیں ہوتی کہ کون کہاں ہے۔
کچھ عرصہ بعد وہ پیدائش کے بارے میں بھی بھول جاتے ہیں۔ کہتا ہے کہ
کون ہو؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے دادا کے پوتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ ہمیں
تو دادا حضور کی خبر ہی نہیں ہے۔ تو زندگی میں یہ آپ کی مجبوریاں ہیں۔ چلتے
چلتے تم اپنے آپ سے اجنبی ہو جاتے ہو اور پھر آخر میں تمہاری گواہی دینے
والا کوئی نہیں ہوتا کہ تم کون ہو۔ تم کہتے ہو کہ میں اس خاندان کا آدمی ہوں' تو

وہ کہتے ہیں کہ کوئی گواہی؟ یہ کہتا ہے کہ وہ جو گواہی دینے والے بزرگ تھے وہ تو چلے گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ اپنے سے زیادہ معتبر آدمی لاؤ جو یہ کہے کہ تم قابلِ اعتبار ہو۔ بڑے آدمی تو رخصت ہو گئے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم تمہارے کسی استاد کی گواہی مانیں گے، اگر وہ کہہ دے کہ تم ٹھیک ہو تو پھر ہم مانیں گے۔ تو یہ کہتا ہے کہ اُستاد تو ہے نہیں، وہ تو گزر گئے۔ پھر وہ کہتا ہے کہ اگر تمہارے والد صاحب کہہ دیں تو پھر ہم مانیں گے۔ یہ کہتا ہے کہ والد صاحب بھی چلے گئے۔ تو کوئی اور تمہارا بزرگ؟ کہتا ہے کہ بزرگ تو میں خود ہی ہو گیا ہوں کیونکہ عمر ختم ہوئی پڑی ہے۔ تو آپ کا یہ سارا سفر مجبوری کا ہے اور اسی کے اندر ظاہر اور باطن کے قواء ختم ہو جائیں گے، بیرونی اور اندرونی رشتے کمزور ہو جائیں گے اور آپ خاموشی سے اپنے آپ سے جدا ہو جائیں گے۔ اب آپ کو اپنے اس سارے سفر کا آپ کو پتہ ہی نہیں ہے۔ تو یہ خود بخود ہونے والی بات ہے۔ خود بخود ہونے والی بات یہ ہے کہ آپ شام تک بلکہ شام کے بعد عشاء تک جاگتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد آپ سے کہیں کہ ذرا ٹھہرو تو آپ کہیں گے کہ مجھے نیند آ گئی ہے۔ اب یہ جو نیند آ جانا ہے یہ بھی آپ کی مجبوری ہے۔ اگر سارا میلہ قائم بھی رہے تو رات کو نیند کی مجبوری تمہیں یہ میلہ دیکھنے نہیں دے گی۔ اقبالؔ کا شعر ہے کہ ؎

رُلاتی ہے مجھے راتوں کو خامشی ستاروں کی

انوکھا عشق ہے میرا انوکھے میرے نالے ہیں

یہ شعر جب کہا گیا تھا تو اگر ان کا کوئی بزرگ زندہ ہوتا تو وہ کہتا کہ یہ کیا کرتے ہو‘ راتوں کو جاگ کر روتے رہتے ہو‘ یہ تمہیں کیا ہو گیا‘ تمہیں نیند کیوں نہیں آتی۔ آنے والا زمانہ کہتا ہے کہ وہ شب بیدار تھے‘ بخت بیدار تھے‘ اقبال قوم کا نصیبہ تھے‘ اس لیے جاگ رہے تھے۔ اگر خاندان کا کوئی بندہ ہوتا تو وہ کہتا کہ دماغ میں کوئی نقص ہے کہ جاگ کر ستاروں سے باتیں کرتا رہتا ہے۔ لیکن یہ جو ''نقص'' ہے یہ باقیوں سے مختلف ہے۔ عام آدمی یہ کہے گا کہ رات کو ستاروں سے باتیں کرنے کا وقت نہیں ہوتا بلکہ یہ تو نیند کا وقت ہوتا ہے۔ تو عام آدمی شام کو سو جاتا ہے۔ شہروں میں رہنے والے جو عام آدمی ہیں انہوں نے ڈوبتے سورج کا منظر نہیں دیکھا ہو گا۔ نیم چھتوں میں رہنے والے‘ دوچھتہ بازار میں رہنے والے‘ چوہٹہ مفتی باقر کے رہنے والے اور نچلی منزلوں میں رہنے والے کو کیا پتہ کہ سورج کدھر سے نکلا اور کدھر غروب ہو گیا۔ تو یہ مجبوری ہے۔ تو وہ نیچر کا موسم اور فطرت کا منظر نہیں دیکھ پاتے۔ تو اتنی ساری آپ کی مجبوریاں ہیں۔ یہ مجبوریاں دیکھو تو آپ کے لیے فخر کی کوئی بات نہیں رہتی۔ بعض اوقات مجبوری یہ ہوتی ہے کہ آپ کی شادی ایسے ماحول میں ہو جاتی ہے جس کا آپ کو علم نہیں ہوتا۔ آپ شادی کے بارے میں لوگوں کا ماضی کا علم دیکھتے ہیں کہ یہ کون اور کیسے لوگ ہیں۔

شادی کے بارے میں آپ تحقیق کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ یہ کون لوگ ہیں؟ اگر کوئی کہے کہ یہ افغانی ہیں تو پھر آپ کہیں گے کہ ان کا ماضی کیا ہے۔ وہ بتائیں گے کہ ان کا ماضی یہ ہے۔ پھر آپ کہیں گے کہ ان کا حال کیا ہے۔ آپ کہیں گے کہ بس اب ٹھیک ہے۔ تو حال دیکھا اور ماضی دیکھا مگر اس کے ساتھ عمر کون سی گزارنی ہے؟ مستقبل کی۔ اور مستقبل کا پتہ نہیں ہوتا کہ کیا ہوگا۔ تو یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ کیا ہوگا۔ تو یہ بھی تمہاری مجبوری ہے کہ تمہاری زندگی کے ساتھی پتہ نہیں تمہارے ساتھ کیا Behave کرتے ہیں یا Misbehave کرتے ہیں' پتہ نہیں کیا سلوک کریں گے' یا تمہیں کیا Produce کریں گے اور تمہارے ساتھ کیسے حالات ہوں گے۔ بات سمجھ آئی؟ تو یہ بھی آپ کی مجبوری نکل آئی۔ پھر آپ کہیں گے کہ مجھے یہ پتہ نہیں تھا کہ کیا حالات ہوں گے۔ بعض اوقات اولاد جو ہے وہ "سینگوں والی" نکل آتی ہے' وہ والد کی عزت نہیں کرتے۔ ہوتا بیٹا ہے لیکن والد کی وقعت نہیں ہوتی' اس کا جی چاہتا ہے کہ وہ علیحدہ ہی رہے۔ تو یہ بھی مجبوری نکل آئی' کہ والدین کی عزت افزائی نہ ہوئی۔ بعض اوقات انسان بڑی کوشش کرتا ہے' بڑی محنت کرتا ہے لیکن پیسہ ہاتھ نہیں آتا' قابو نہیں آتا۔ اس نے بڑی محنت کی' صبح شام محنت کی' دن رات محنت کی' اِدھر پیسہ آیا مگر گھر آتے آتے باہر نکل گیا۔ کیا ایسے نہیں ہوتا؟ کبھی آپ نے یہ حالات دیکھے؟ کبھی آپ نے دیکھا یا

سُنا؟ ایسا ہوتا ہے کہ کبھی پیسے کا جی چاہے تو خود آ جائے اور جی چاہے تو نہ آئے۔ یہ مجبوری ہے۔ ایسا ہوتا ہے کہ نالائق آدمی کی دوکان چل رہی ہوتی ہے اور علم دوست آدمی کی دوکان پر مکھیاں بھی نہیں آتیں۔ ایسا ہوتا ہے کہ نہیں؟ تو مجبوری کے ایسے واقعات بھی ہوتے ہیں۔ گاہک کا آنا یعنی گاہک کا رزق لانا جو ہے اس کا آپ کو پتہ نہیں ہے کہ وہ رزق کہاں سے لاتا ہے۔ ایک مارکیٹ میں دس بندے بیٹھے ہوئے ہوں تو ایک آدمی فٹافٹ کپڑا بیچ رہا ہوتا ہے اور باقی نو آدمی منہ دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ وہ ان سے بھی کپڑا خرید کے بیچتا ہے اور نفع خود کماتا جا رہا ہے۔ تو بعض اوقات ایسا ہوتا ہے۔ بعض اوقات صرف چہرہ بِکتا ہے' بعض اوقات Behaviour' سلوک بِکتا ہے' بعض اوقات ہاتھوں کی لکیریں بھی بِک جاتی ہیں۔ بعض اوقات کوئی مٹی لاتا ہے اور بیچ دیتا ہے اور بعض اوقات کسی کا سونا نہیں بِکتا۔ یہ بھی قدرت کی طرف سے مجبوری ہے کہ کون آدمی کامیاب ہے اور کون نہیں ہے۔ اس میں بھی آپ کا دخل نہیں ہے۔ بعض اوقات محنت جو ہے اس کو معاوضہ نہیں ملتا اور بعض اوقات بغیر محنت کے انعامات مل جاتے ہیں۔ بعض اوقات احمق آدمی بادشاہ بن جاتے ہیں اور بعض اوقات دانا آدمی غلام بنے پھرتے ہیں۔ آدمی بڑا دانا ہوتا ہے مگر اس کو فاقہ آ جاتا ہے۔ ہر دانا کی زندگی میں فاقہ آیا ہے۔ مثلاً جو غالب تھا' وہ شعر کا بادشاہ تھا' بہت بڑا شاعر تھا' اس کو

فاقے آ جاتے تھے۔ اقبالؔ کی پریکٹس نہیں چلی تھی۔ سعدیؔ شیرازیؒ کے واقعات دیکھ لو' کسی اور کے واقعات دیکھ لو' علم بڑا تھا آنے والے زمانے میں چرچے بڑے تھے۔ لیکن ان کا حال بڑا بدحال گزر گیا۔ تو یہ مجبوریاں ہیں۔ اس میں بھی تمہارا دخل نہیں ہے۔ پھر کبھی کبھی زندگی میں اچانک حادثہ آ جاتا ہے' آپ صحیح ڈرائیو کر رہے ہوتے ہیں' سیدھے راستے پر جا رہے ہوتے ہیں اور کوئی بے وقوف غلط راستے سے آ گیا تو اس کی بے وقوفی کی سزا آپ کو مل گئی۔ تو ایک احمق آدمی نے آپ کی زندگی میں پریشانی کر دی۔ بیٹھے بیٹھے آپ کو ڈسٹرب کرنے والی ٹیلیفون کال آ گئی۔ تو آپ کی زندگی میں یہ مجبوری آ جاتی ہے۔ اس لیے ان مجبوریوں میں آپ کا عمل جزا سزا کا زیادہ پابند نہیں ہے' ہے تو سہی لیکن زیادہ نہیں ہے۔ اگر کوئی غریب خاندان کا ہے اور اُسے حج کی سعادت نہیں ملی ہے تو اس سے باز پرس نہیں ہوگی کیونکہ وہ غریب ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ حج کی خواہش بہت ہوتی ہے' دو دفعہ پیسے بھی بنے ہیں مگر اس نے مکان بنا لیا اور بیٹی کی شادی کر دی۔ پھر پیسے آئے تو دوسری بیٹی کی شادی کر دی' اس کے بعد پیسے آئے تو دوکان بنا لی۔ تو انسان کو کوئی نہ کوئی مجبوری لگی رہتی ہے۔ تو اس انسان سے اس کی باز پرس نہیں ہوگی۔ اب آپ یہ دیکھیں کہ زندگی' زندگی کے واقعات' بچوں کی تعلیم' صحت' مکان' سامان' معاشرہ اور دوسرے کام' یہ سارے کے سارے آپ کی مجبوریاں

ہیں۔ پھر آپ کے پاس دین بھی ہے۔ سب سے بڑی مجبوری یہ آ گئی۔ یا تو آپ کا دین آپ کی دنیا پر حاوی ہو تو جھگڑا ختم ہو گیا۔ ایسے لوگ کہتے ہیں کہ دنیا ضائع کر دی لیکن ہم نے دین کو محفوظ رکھا۔ اب اس میں دنیا کا کوئی شائبہ نہیں ہو گا کہ دنیا لٹا کر دین حاصل کرنا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے۔ ان کی زندگی اور ہے' ان کا جواز اور ہے' ان کا درجہ ہی اور ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے دین کو اتنا بلند رکھا کہ زندگی واجبی گزاری۔ کسی سے پوچھا گیا کہ آپ اپنی دنیا یا دین کے بارے میں بتائیں کہ کیا حالات ہیں تو انہوں نے کہا کہ بات یہ ہے کہ میرا دین اتنا ہے کہ میں نے دنیاوی ضرورتیں اتنی کم کر لی ہیں کہ اس سے اور کم ہونے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ تو اس کا دین محفوظ رہے گا۔ کیونکہ یہ اور طرح کا آدمی ہے۔ کچھ لوگ اپنے گھر سے Migrate کر جاتے ہیں' ہجرت کر جاتے ہیں تاکہ دنیاوی ضرورت ختم ہو جائے۔ کیسے ختم ہو گی؟ وہ ماحول ختم ہو گیا' مہمان نوازی ختم ہو گئی' محلے داری ختم ہو گئی' شہر ختم ہو گئے' جو چھوٹی موٹی عزت بنائی ہوئی تھی وہ بھی ختم ہو گئی' پردیس میں مسافر بن کے وقت گزار لیا اور Ultimately دوسرے دیس میں' پرائے دیس میں جا کے اتنی بادشاہی کر گئے کہ آج تک ان کی قبروں کی بادشاہیاں ہیں' گرچہ تھے وہ مسافر۔ جتنی بھی قبریں یہاں بادشاہی کر رہی ہیں وہ سارے کے سارے باہر سے آئے'

پیدل آئے' اور آپ لوگ گاڑی میں جا کر سلام کرتے ہو۔ تو یہ بھی ایک خاص مقام ہے کہ اپنے آپ سے ہجرت کر جانا۔ اب دین کی جو بات ہے تو اللہ کریم نے جو دین بنایا یہ اللہ کریم' رسول کریم ﷺ اور قرآن کریم ہے ___ یہ تین ہی تو باتیں ہیں۔ یہی مکمل دین ہے۔ باقی تم آپ ہی ہو۔ اب یہ تینوں ضروری باتیں آپ کو سمجھ نہیں آئیں۔ کہ اللہ کے ساتھ آپ کی کیا ڈیلنگ ہے۔ اتنی بات یاد رکھو کہ اللہ نے کافروں کو بھی پیدا کرنا ہے اور کرتے ہی رہنا ہے' انہیں مال بھی دینا ہے' بعض اوقات ان کی خواہشات بھی پوری کرنی ہیں۔ آپ کے دشمن کا بھی وہ رب ہے۔ وہ رب ہے ناں' کہ آپ کو بھی پالنے والا ہے اور آپ کے دشمن کی تلوار کی دھار کو بھی پالنے والا ہے۔ پھر بھی اللہ پر راضی رہنا جو ہے یہ آپ کے مقدر کی بات ہے۔ یہ آپ سے خود ہو نہیں سکتا۔ اگر آپ کو اللہ کا تعلق مل جائے تو آپ اللہ کو اپنی جماعت میں شامل کر کے کہیں گے کہ ایک لاٹھی آپ پکڑیں اور دوسری میں پکڑتا ہوں اور چور کو مارتے ہیں۔ اللہ کہہ سکتا ہے کہ اسے کیسے مارے' میں نے خود ہی اس کو بھیجا ہے۔ تو آپ کو یہ بات سمجھ آنی چاہیے کہ اللہ کون ہے؟ وہ کافر کو بھی پالتا ہے۔ اگر وہ کافر کو مارنا چاہے تو کس کی مجال ہے کہ وہ کافر پیدا ہو جائے۔ اللہ چاہے تو مسلمانوں کو دنیا کی بادشاہی مل سکتی ہے۔ کیا اللہ اپنی خواہش پر قادر ہے یا نہیں ہے؟ چاہے تو ہو سکتا ہے۔ اللہ اگر چاہتا تو شیطان

کی کیا مجال کہ آگے سے انکار کرے۔ اللہ اگر نہ چاہتا کہ شیطان سجدہ کرے تو پھر اللہ اسے کہتا۔ وہ چاہتا بھی ہے اور نہیں بھی چاہتا ہے' بس یہاں کہیں درمیان میں ہے اللہ۔ اس نے شیطان سے کہا کہ سجدہ کرو۔ اگر چاہا تھا تو کہا۔ شیطان نے سجدہ نہیں کیا۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر چاہا ہوتا تو پھر اس کی مجال نہیں ہے۔ تو جب یہ کہا کہ سجدہ کرو تو وہ کیسی چاہت ہے؟ تو اللہ کی چاہتیں ایسی ہیں۔ وہ آپ کی سمجھ سے باہر ہے' کہ کہا کیا اور مدعا کیا۔ تو اس نے کہا تم لوگ ایک راستے پر چلتے جاؤ' کافروں پر فتح حاصل کرو' غالب ہو جاؤ۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے کہتے ہیں کہ تو کافروں کو پیدا کرنا ہی بند کر دے' جھگڑا ہی ختم ہو جائے گا۔ مگر وہ پیدا کرتا رہتا ہے۔ اور جب اس نے اپنے کسی محبوب کو بھیجا' پیغمبر کو بھیجا' وہیں مقابلے میں ایک کافر کھڑا کر دیا۔ خود ہی بھیج دیا اور پھر یہ کشمکش چلتی رہی۔ دین کا سمجھ آنا بعض اوقات اس لیے مشکل ہے کہ جب تک آپ اللہ کے ساتھ ابلیس کے ہونے کو نہ سمجھیں گے تو آپ کو اللہ کی بات سمجھ نہیں آئے گی۔ یعنی ابلیس کیا ہے' کیوں ہے' Why it all اگر ابلیس کو مارنا ہے تو ہم اسے بندوق مار دیتے مگر اسے مارنا ہوتا تو اللہ خود مار دیتا۔ اگر اللہ دشمنوں کو مارنا چاہے تو مار سکتا ہے۔ آپ انسان ہیں' آپ اللہ کے دشمنوں کو بھی مارنا چاہتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو بھی مارنا چاہتے ہیں۔ اللہ دشمنوں کو مارتا نہیں ہے بلکہ سب کو برابر ٹائم پہ مارتا ہے' ساٹھ سال کے بعد

سب کو مار دیتا ہے۔ یہ بات آپ کو سمجھ نہیں آتی۔ آپ کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ جب اللہ ہمارا ہو گیا اور ہم اللہ کے ہو گئے تو پھر آپ کے حالات بہتر ہونے چاہییں۔ یہاں سے آپ غلط نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ جب آپ اللہ کے ہو گئے تو آپ کی زندگی دنیاوی طور پر بہتر ہونی چاہیے۔ کیونکہ اللہ کے ہو جانے والے دنیاوی طور پر بادشاہ نہیں ہیں' وہ سارے کے سارے غریب بھی ہو سکتے ہیں' فاقہ بھی ہو سکتا ہے۔ تو اللہ کے قریب رہنے والے بالکل غریب ہو سکتے ہیں۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ نہیں ہو سکتا؟ ایسا کبھی ہوا ہے کہ نہیں؟ تو اللہ کے چاہنے والے اور اللہ کے ماننے والے غریب ہوئے' غریب الوطن ہوئے' بیمار ہوئے' حالاتِ زمانہ سے گزرے' مشکلات سے گزرے اور پیغمبر بھی مشکلات سے گزرے۔ تو یہ بات آپ کو سمجھ نہیں آتی۔ اگر سمجھ آ جائے کہ میرا اللہ وہ ہے جو میرے ساتھ جو سلوک کرے وہ میرا ہی اللہ رہتا ہے تو پھر آپ کو بات سمجھ آ جائے گی کہ میرا اللہ کیا ہے۔ اللہ کیا ہے؟ ایک آدمی کہتا ہے کہ آج اللہ تعالیٰ نے بڑی مہربانی کی' داتا صاحبؒ نے آج بڑی کرم نوازی کی۔ اس سے پوچھا کہ کیا ہوا کہ کرم نوازی ہو گئی۔ کہتا ہے کہ صبح حالات بہت برے تھے' پیسے نہیں تھے' میں نے داتا صاحبؒ جا کر حاضری دی اور پھر دفتر جاتے ہی کام بن گیا۔ اس سے پوچھا کہ کیا کام بن گیا؟ کہتا ہے کہ ایک زمین کا انتقال کرنا تھا' پارٹی نے پیسہ دے دیا اور میں نے اس کا انتقال جلدی

کر دیا۔ وہ شخص پٹواری تھا۔ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بڑی کرم نوازی کی' ادھر دعا کی اور اُدھر منظور ہو گئی۔ اب اس کو یہ سمجھ نہیں آئی کہ کرم نوازی کیا ہوتی ہے۔ اگر رشوت کا نام کرم نوازی ہے تو یہ تو کرم نوازی نہ ہوئی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب تک رزقِ صالح نہ ہوا سے آپ کرم نوازی نہ کہو۔ اب یہاں پہ یہ بات کھلی کہ جس شخص کے رزق میں ملاوٹ ہے وہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ اللہ کے قریب ہے' چاہے کتنا ہی سجدہ ہو۔ تو رزق میں ملاوٹ' بیان میں تضاد' نیت میں فتور' کیا ہوا وعدہ پورا نہ کرنا' کہنا اور' کرنا کچھ اور' یہ پتہ ہو کہ یہاں سب چھوڑ جانا ہے مگر پھر بھی چوری چوری کوئی چیز اُٹھا لینا۔ یہ بھی پتہ ہو کہ آگے تلاشی ہونی ہے مگر پھر کچھ نہ کچھ جیب میں ڈال لینا۔ اسے پتہ ہوتا ہے کہ لوگ انگوٹھیاں بھی اتار لیتے ہیں اور خالی ہاتھ آگے بھیجتے ہیں' اس کا نام بھی اتار لیا اور اسے میت کا نام دے دیا۔ میت کا نام نہیں ہوتا۔ اور یہ پھر بھی جیب بھر چلا ہے۔ اسلام میں یہ بات نہیں چلتی۔ تو اسلام جو ہے یہ بالکل صاف ستھرا سفر ہے' یہ ہیرا پھیری کی بات نہیں ہے' دھوکہ دینے کی بات نہیں ہے بلکہ دھوکہ کھانے کی بھی بات نہیں ہے۔ اب تم یہ مان لو کہ جو تم کہہ رہے ہو کہ تمہارے ساتھ اسلام کے نام پر تمہارے ساتھ جو ہونی چاہیے وہ ویسی نہیں ہے۔ تو ہیرا پھیری نہ ہو' نہ رزق میں ہو' نہ دوسرے واقعات میں ہو' نہ کسی بات پہ ہو۔ اس لیے تو آپ کو بات سمجھ نہیں آتی۔ پھر اللہ کے

حبیب ﷺ کی بات آپ کو یوں سمجھ نہیں آتی کہ جب آپ اس دربار کے قریب جاتے ہو تو کچھ لوگوں کا حضور پاک ﷺ سے تعلق مشائخ کرام کے ذریعے سے ہے اور کچھ لوگون کا علماء صاحبان کے ذریعے ہے۔ اور یہاں آپ کی قوم میں جھگڑا ہو گیا۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہنے والا ایک گروپ ہو گیا۔ دوسرے نے کہا تم یارسول اللہ نہ کہو بلکہ صرف محمد رسول اللہ کہو۔ دونوں کو کیا دِقت ہے؟ دونوں کو ہی دِقت ہے۔ بات یہ کہ حضور پاک ﷺ کے حوالے سے ان دو باتوں کا پیدا ہونا' یہ قوم کی ایک قسم کی کم بختی کا نام ہے' بدنصیبی کی بات ہے۔ آپ کو یاد ہے کہ بادشاہی مسجد میں جھگڑا ہو گیا تھا۔ جھگڑے کے بعد جب تحقیق ہوئی تو پتہ ہے کہ کیا ہوا؟ پتہ یہ چلا کہ جھگڑے کی اصل وجہ وہ مولوی تھا جس نے اخبار میں بیان دیا تھا کہ ہم نے ''نعرۂ رسالت'' لگایا اور آگے سے انہوں نے زندہ باد نہیں کہا۔ تو جھگڑے کی وجہ وہ بنا۔ پچھلے دنوں ایک اور واقعہ ہوا ''نظام مصطفٰےؐ'' کا یہ نعرہ لگا تھا۔ وہ لوگ کامیاب بھی ہو گئے اور پھر ناکام بھی ہو گئے۔ اب حضور پاک ﷺ کے نام سے نعرہ لگانا اور یہ پتہ نہ ہونا کہ یہ نام کیا ہے۔ حضور پاک ﷺ کا نظام کیا ہے؟ نظام مصطفٰے ﷺ کیا ہے۔ اگر قوم میں وحدت ہو جائے تو یہی نظام ہے یعنی اگر قوم اکٹھی ہو جائے تو۔ اگر اکٹھا کرنے کا نام تم نے نظام مصطفٰے ﷺ رکھا ہے تو پھر دِقت ہے۔ آپ کو سیاست کی بات بتا دوں۔ سیاست کے اندر

ایک دوسرے کو شکست دینے کا نام سیاست ہے۔ کامیاب لوگ دوسرے کو ناکامی دیتے ہیں۔ جو کامیاب ہو گیا' زندہ ہو گیا' اس نے دوسرے کو اُداسی یا پشیمانی یا بے عزتی دے دی اور اب وہ اس کے انتقام کا انتظار کرے۔ یہی وجہ ہے کہ جو ایک پارٹی جیت جاتی ہے' دوسری پارٹی کو شکست خوردہ بناتی ہے۔ تو ان کے اندر ہی اندر طوفان بنتا رہتا ہے۔ پھر جب ان کی باری آتی ہے تو یہ اپوزیشن بن جاتے ہیں۔ کیا ایسا واقعہ نہیں ہو سکتا کہ سارے مل کے ملک سازی کریں۔ آپ کو یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ حضور پاک ﷺ سے تعلق کی کیا اہمیت ہے اور کیا ضرورت ہے' اور وہ تعلق کیسے ہوتا ہے۔ اب یہ بات آپ یا تو علمائے کرام کے ذریعے سے سوچیں گے یا مشائخ کرام کے ذریعے سے۔ اب یہاں پہ حافظ صاحب کا سوال آتا ہے کہ میرا مسلک قادری ہے' مجھے اس پہ فخر ہے' یہ کیا ہے اور کیسے ہے؟ تو حضور پاک ﷺ سے تعلق کا طریقہ مشائخِ کرام نے بتایا۔ مشائخ کرام نے جو طریقہ بتایا ہے وہ عجب ہی طریقہ ہے۔ کہ مشائخِ کرام کے روپ میں' داتا صاحبؒ کی شکل میں ہندوستان میں آئے' یہاں کے لوگوں کو کچھ بتایا' کچھ سمجھایا' لوگ اسلام میں داخل ہو گئے۔ وہ اولین زمانہ تھا۔ میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ داتا صاحبؒ کسی مزار پہ نہیں آئے تھے بلکہ داتا صاحبؒ تو خود ہی آئے تھے۔ اور آپ تو مزار پہ جاتے ہیں' آپ ٹھیک کرتے ہیں' انہوں نے بھی ٹھیک کیا۔

ہندوستان میں اسلام کے حوالے سے خواجہ صاحبؒ گئے۔ ہندوستان میں اجمیر شریف میں اسلام کا داخل ہونا جو تھا وہاں منشور بدل گیا کہ وہ قوالی کے ذریعے داخل ہوئے۔ مثال کے طور پر قوالی اسلام میں شامل نہیں تھی مگر اب شامل ہو گئی۔ اب لوگوں کے اندر دو فرقے بن گئے' ایک نے کہا کہ قوالی جائز ہے' دوسرے نے کہا کہ قوالی ناجائز ہے۔ ایک نے کہا کہ طبلہ سارنگی ہونی چاہیے اور دوسرے نے کہا کہ نہیں ہونی چاہیے۔ فرض کرو کہ یہاں تک ٹھیک ہے کہ اگر قوال اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ کی تعریف میں گا رہے ہیں مگر تھوڑی دیر کے بعد وہ غزلیں گانا شروع کر دیں گے اور پھر وہ قوال بھی میوزک بلکہ ویسٹرن میوزک شروع کر دیں گے' سارے کا سارا ایک دھمال بن جائے گا اور پھر سارا ماحول پراگندہ ہو جائے گا۔ اس لیے آپ کو یہ بات سمجھ نہیں آتی۔ اور قرآنِ کریم کی بات بھی سمجھ نہیں آتی۔ یہ یوں سمجھ نہیں آتی کہ یہ اللہ کا کلام ہے' اللہ کا فرمایا ہوا' اللہ کی زبان ہے گرچہ یوں تو زبان نہیں ہے جیسے آپ لوگوں کی زبان ہے کیونکہ وہ یوں شکل نہیں ہے۔ اللہ کا فرمایا ہوا' اللہ کے برگزیدہ فرشتے کے ذریعے لایا ہوا' اللہ کے محبوب ﷺ کی زبان سے نکلے ہوئے یہ کلمات آپ لوگوں تک پہنچے بھی ہیں اور نہیں بھی پہنچے۔ پہنچے کیسے ہیں؟ کتاب کی شکل میں محفوظ۔ اور نہیں کیسے پہنچے؟ اس لیے کہ آپ لوگوں نے حضور پاک ﷺ کی زبان سے نہیں سنا۔ جن لوگوں نے

اللہ کا کلام اللہ کے حبیب ﷺ کی زبان سے سنا ہوگا انہوں نے قرآن سنا ہوگا اور آپ نے قرآن پڑھا ہے۔ تو یہ فرق ہے ناں! اب اللہ کا کلام اور پھر اللہ کے حبیب ﷺ کے ذریعے آنے والا' ہر طور پر دو سچوں کی بات ہے' اللہ سچا' کلام سچا اور اللہ کے حبیب ﷺ سچے۔ اگر درمیان میں جھوٹا آدمی قرآن پڑھنے لگ جائے تو اس کی تاثیر نہیں ہوگی۔ اگر ٹیپ ریکارڈر پر قرآن لگا دو تو ٹیپ ریکارڈر بڑا صحیح قرآن پڑھتا ہے مگر وہ تاثیر نہیں ہوگی۔ کیوں؟ کیونکہ اس کے پیچھے صادق انسان چاہیے۔ جھوٹا آدمی اگر سچا کلام پڑھے تو بھی تاثیر نہیں ہوگی۔ یہ بات دل میں رکھنا اور یاد رکھنا۔ سچے کلام کے لیے سچا آدمی ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ سچے کا کلام ہے' سچ کا کلام ہے اور پڑھنے والا کون ہونا چاہیے؟ سچا ہونا چاہیے۔ اگر درمیان والا آدمی ذرا بھی جھوٹا ہے' جس کی زبان میں امانت نہیں ہے' جس کے پاس دیانت نہیں ہے' صداقت نہیں ہے تو وہ جتنا بھی سچا کلام بولتا جائے گا مگر اللہ کے کلام میں تاثیر نہیں ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ دس روپے میں' سو روپے میں قرآن کی جھوٹی قسم کھا جاتے ہیں مگر انہیں کچھ نہیں ہوتا۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے سچا زمانہ تھا' ہندوؤں کا زمانہ تھا' کوئی شخص اگر قرآن کی جھوٹی قسم کھاتا تو بیمار ہو جاتا' گر پڑتا یا مر بھی جایا کرتا۔ ایسے واقعات ہوتے تھے۔ اب قرآن کی تاثیر اس لیے نہیں ہو رہی ہے کہ وہ تاثیریں ضائع ہوگئی ہے کہ سچے آدمی نہیں رہے'

ان پر اثر نہیں ہوتا۔ تو میں وہ باتیں بتا رہا ہوں جو آپ کو سمجھ آنے والی نہیں ہیں۔ ایک اور بات سمجھ نہ آنے والی یہ ہے کہ اللہ کریم نے آپ سے پہلی امتوں کو' حضور پاک ﷺ سے پہلے جو پیغمبر گزرے' ان پیغمبروں کی امتوں کو لفظ ''مسلمون'' ہی کہا۔ کیا آپ کی اس بات پہ تحقیق ہے؟ کیا ایسا ہے؟ حضور پاک ﷺ سے پہلے پیغمبروں کے لائے ہوئے دین کا نام بھی اسلام تھا۔ کیا اس پہ بھی آپ کی تحقیق ہے؟ ایسے تھا؟ تو وہ دین جو تھے ان کا نام بھی اسلام تھا اور جو ان کے ماننے والے تھے ان کا نام ''مسلمون'' تھا' مسلمان تھا۔ اس کے بعد پھر ایک تازہ بہ تازہ واقعہ آیا' شریعت کا' جو حضور پاک ﷺ کے ذریعے آیا۔ پہلے زمانے میں یہ تھا کہ ہر پیغمبر اپنے سے پہلے پیغمبر کی شریعت کے اندر تبدیلی کر لیتے تھے اور بعض اوقات اتنی تبدیلی بھی کر لیتے کہ کچھ باتیں منسوخ ہو جاتی تھیں۔ ہر پیغمبر اسے New کرتے یا Renew کرتے۔ پھر جب ہمارے حضور پاک ﷺ تشریف لائے تو آپؐ نے یہ فرمایا کہ اسے Renew نہیں کرنا' اس کو Change نہیں کرنا۔ جب پانچ نمازیں کہی ہیں تو تین نہیں کرنی۔ یہ نہ کہنا کہ حالات کی مجبوری ہے' قوم بڑی مصروف ہو گئی ہے' انہوں نے ہزار کام کرنے ہیں اس لیے تین نمازیں ہو جائیں۔ لیکن ایسا نہیں۔ یہ Change نہیں ہو گی۔ جس کا نام مسلمانوں والا ہے اس کے اعمال اگر غلط ہو جائیں تو بھی نام مسلمان ہی رہے گا۔ کیونکہ ان

لوگوں کا نام وہی رہا جن کے بعد دین Amend ہو کے ہمارے تک آیا۔ آپ لوگوں میں سے وہ لوگ جن کا کردار کمزور ہو ان کا نام مسلمانوں والا ہی رہے گا۔ اس لیے مسلمانوں کی اجتماعی فلاح کی ضمانت نہیں ہے لیکن مومنین کی اجتماعی فلاح کی ضمانت ہے۔ مومنین کا مطلب کیا ہے؟ وہ لوگ جو اتنا ایمان رکھتے ہوں کہ ان کو شک نہ ہو کہ جو کچھ انہوں نے مانا ہوا ہے اس کے مطابق ان کا عمل ہو۔ اب جو شخص مان رہا ہے کہ یہ اسلام ہے اس سے اگر پوچھیں کہ کیا اسلام سچا دین ہے؟ تو وہ کہے گا ہاں یہ سچا دین ہے۔ کیا اسلام نے سچ پہ زور دیا؟ وہ کہے گا کہ ہاں دیا۔ اگر کوئی کہے کہ ہم سب سچ بولتے ہیں تو شاید سارے ایسے نہ ہوں لیکن وہ کہیں گے کہ یہ سارے مسلمان ہیں۔ اسلام کون سا دین ہے؟ سچا' سچوں کا دیا ہوا' سچا دین ہے' سچ کے لیے۔ جو سچا نہیں ہے وہ پھر اس دین سے خارج ہے۔ لیکن کہتے یہ ہیں کہ وہ خارج نہیں ہے' اس کو مسلمان ہی کہو۔ اور سچوں کو دوسرا نام دیا گیا۔ کیا نام دیا گیا؟ مومنون۔ مومن وہ آدمی ہے جو اسلام کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق زندگی بسر کرے۔ جھوٹ بولنے والا' کلمہ پڑھنے والا مسلمان تو ہوگا لیکن مومن نہیں کہلائے گا۔ تو یہ جو بزرگ ہیں' فقراء ہیں' آئمہ کرام ہیں' ان لوگوں نے مسلمانوں کو مومن بنانے کی سعی جمیلہ کی۔ کیا کِیا؟ یہ کوشش کی کہ اسے بتائیں اللہ سچا ہے' تم سچ بولنا شروع کرو۔ تو ان لوگوں کی زندگی میں سچ

ڈالا' رزقِ حرام نکالا' وعدہ خلافی نکالی' دنیا کا لوبھ نکال دیا' لالچ نکال دی' گھبراہٹ نکال دی' پیسے سے محبت نکال دی۔ اس طرح آسانی ہوگئی۔ یہ باتیں ویسے نکالنا بہت مشکل ہے۔ اسے کہتے ہیں تزکیہ۔ تو انہوں نے کیا کہا؟ لوگوں کا تزکیۂ نفس کیا اور ان کو اللہ کا ذکر سکھایا۔ تزکیۂ نفس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے دنیا کو گرفت کرنے کی خواہش چھوڑ دی۔ کیا کیا؟ دنیا کو گرفتار کرنے کی خواہش چھوڑ دی اور یہاں رہنے کی تمنا چھوڑ دی۔ یہ ان لوگوں نے سکھایا۔ ان لوگوں نے اس علاقے میں آ کے دین پھیلایا وہ عام طور پر انہی میں سے کسی مسلک پہ آیا یا مسالک میں آیا یا مسلکوں میں آیا۔ تو یہ دینِ اسلام بزرگوں کے نام سے آیا۔ جس بزرگ نے دین میں آسانیاں پیدا کیں وہ مسلک اسی کے نام سے چل پڑا۔ علما میں دِقت یہاں پہ آئی کہ انہوں نے کہا کہ یہ جو لکھا ہوا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو یہ پیغمبر کے لیے بھی وہی ہے اور ہمارے لیے بھی وہی ہے۔ انہیں یہ سمجھ نہیں آئی کہ پیغمبر کی زبان سے نکلا ہوا اور ایک عام آدمی کی زبان سے نکلا ہوا ایک ہی حرف' دو معانی کر دے گا۔ علما کو عام طور پر یہ بات سمجھ نہیں آتی۔ کون سی بات؟ کہ ایک لفظ اگر پیغمبر کی زبان سے نکلے تو اس کا معنیٰ اور ہوتا ہے اور اگر جھوٹے آدمی کی زبان سے نکلے تو اس کا معنیٰ اور ہوتا ہے۔ ''اللہ'' کا لفظ جب پیغمبر کہے تو اس کا اور معنیٰ ہے اور ایک عام کہے تو اس کا مطلب اور ہو جاتا ہے۔ تو

وہ ''اللہ'' ہی اور ہو جاتا ہے۔ کیسے؟ خواہش مند آدمی کا اللہ' خواہش ہے۔ بیمار جب کہتا ہے کہ ''یا اللہ'' تو وہ کسے پکارتا ہے؟ شفاء دینے والے کو۔ وہ باقی اللہ کو تو نہیں پکار رہا۔ تو بیمار آدمی جب اللہ کو یاد کرتا ہے تو وہ شفاء کو یاد کرتا ہے۔ غریب آدمی جب اللہ کو یاد کرتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے پیسہ دینے والا اور رزق دینے والا اللہ۔ ایسا آدمی اس طرح ہوتا ہے کہ اگر باہر جانا ہو اور ویزہ نہ مل رہا ہو تو اللہ کو یاد کرتا ہے۔ مکان نہیں بن رہا تو کس کو یاد کر رہا ہے؟ اللہ کو یاد کر رہا ہے۔ تو اللہ کو ضرورت کے لیے یاد کرنا اور ہے' بغیر ضرورت کے یاد کرنا اور ہے۔ اور اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کو یاد کرنا اور ہے۔ اور یہ ہے پیغمبروں کا کام' کہ اللہ کو اللہ کے مزاج کے مطابق یاد کرنا' اس سے محبت بھی کرنا اور اس کی اطاعت بھی کرنا۔ ہمارے ہاں کئی محبت کرنے والے دین سے باغی ہو جاتے ہیں' لنگوٹا کس کے دریا کے کنارے بیٹھ جاتے ہیں۔ حضور پاک ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپؐ تو پیغمبر ہیں' اللہ کے محبوب ﷺ ٹھہرے' اللہ نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ ان اللہ وملئکته یصلون علی النبی ' اب آپ اتنی ریاضت کیوں کرتے ہیں' عبادت کرتے ہیں' جاگتے ہیں اور ساری ساری رات روتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں اس کی مہربانیوں پر شکر گزار نہ بنوں ______ یعنی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کا شکر ہے۔ دراصل یہی عبادت ہے۔ اللہ اگر درود بھیجے تب بھی وہ اللہ ہے۔

وہ اپنی کبریائی کر جاتا ہے۔محبت کرتے کرتے اس نے آزمائش سے گزار ضرور لینا ہے۔اللہ تعالیٰ نے واپس ضرور بلانا ہے۔آپ لوگوں کو ایک لیمٹیڈ ٹائم کے لیے بھیجا ہوا ہے۔اگر اللہ سے محبت ہو جائے تو بھی اس نے یہاں ہمیشہ نہیں رکھنا' اس نے بُلا ضرور لینا ہے۔جیسے آپ کے والدین کو بُلا یا' آپ کے بزرگوں کو بُلا یا اور آپ کے پیغمبروں کو بُلا یا' اسی طرح آپ لوگوں کو بھی بُلا لے گا' بُلائے گا ضرور۔جتنی بھی محبت ہو' اللہ تعالیٰ نے اس معاملے میں رعایت نہیں کی۔اگر دنیا میں رکھنے کی رعایت کی تو ابلیس کو رکھا' فرعون کو اس حالت میں رہنے دیا اور اپنے قریب والوں کو بڑا جلدی بُلا یا' ہر دفعہ بلاتا ہے۔اس لیے اگر آپ اللہ سے اللہ کی مرضی ہی مانگیں تو آپ کو آسانی ہو جائے گی۔میں بزرگانِ دین کی بات بتا رہا تھا کہ انہوں نے لوگوں کو اسلام کے قریب لانے کی روحانی طور پر کوشش کی' ان کا تزکیہ نفس کیا اور خواہشات کو کمزور کیا۔جس بزرگ نے یہ تعلیم دی اس بزرگ کا نام اس تعلیم میں شامل کر دیا گیا جیسے کہ چشتی' قادری' نقش بندی' سہروردی ______ اب یہ سارے سلسلے جو ہیں ان میں فوقیت کی بات نہیں ہے۔فوقیت کیسے کرتے ہیں؟ کہ ہمارا پیر تمہارے پیر سے بلند ہے۔جس کا پیر بہت بلند ہے وہ دوسروں کو عزت دے گا۔اپنی عزت کا اعلان دراصل اپنی کم ظرفی کا اعلان ہے۔ہمیشہ دوسرے کی عزت کرو۔تو سچا پیر کس کا ہے؟ جو دوسروں کے پیر

کو سچا مانے۔ سچ کرو اور سچ مانو! عزت افزائی کرو! تو سچا مرید بھی دوسروں کی عزت کرے گا۔ الیکشن قریب ہے' آپ کو الیکشن کی مثال سے بات سمجھ آئے گی ۔مثال کے طور پر ایک آدمی الیکشن لڑ رہا ہے۔اس کا ایک Devoted ساتھی ہے جو Faithful servant ہے۔وہ آدمی اس کو کہتا ہے کہ ان لوگوں کو ووٹ کے لیے Contact کرو۔وہ جو Faithful servant ہے وہ کہتا ہے کہ دفع کرو' یہ چھوٹے قد کے لوگ ہیں۔وہ کہتا ہے کہ اچھا پھر دوسرے کو بلاؤ۔وہ کہتا ہے کہ پچھلی دفعہ اس کے پاس گئے تھے' اس نے چائے بھی نہیں پوچھی' اس کو بھی دفع کریں۔پھر تیسرے سے رابطہ کرو۔کہتا ہے کہ یہ تو آپ کی عزت ہی نہیں کرتے' ان سے بھی ووٹ نہ لیا جائے۔تو وہ آدمی دوسروں کو گھر سے نکالتا ہے۔کیا اس طرح نکالنے کے بعد اجتماع قائم رہے گا؟ نہیں رہے گا۔تو وہ شخص جو اُمت سے مسلمانوں کو نکالتا ہے اس شخص کا اپنا مقام کیا ہوگا؟ اپنا مقام غلط ہوگا۔ایک بات یہ یاد رکھنا کہ وہ شخص جو اس اُمت میں سے اپنے علاوہ لوگوں کو دین سے خارج کرتا ہے اس آدمی کو Encourage نہ کرو۔کہ یہ اُمت As it is شفاعت کی منتظر ہے' حضور پاکؐ کی رحمت کی منتظر ہے اور اگر تمہیں رحمت کا بھروسہ ہے کہ وہ تمہیں تمہارے گناہ سے بچا لے گی تو وہ اس کو بھی بچا لے گی۔تم جب تک اسے رحمت سے محروم رکھو گے تم خود رحمت سے محروم رہو گے۔یہ بات' یہ نکتہ

یاد کرلو۔کیا؟ کہ جو دوسروں کو اسلام سے محروم کرتا ہے‘رحمت سے محروم کرتا ہے‘لوگوں کو کہتا ہے کہ تمہارے اوپر کبھی رحمت نہیں آئے گی‘اللہ کا غضب ہو جائے گا تو عین ممکن ہے کہ وہ خود تکلیف میں ہو حضور پاک ﷺ نے اکثر یہ فرمایا کہ وہ شخص مجھے بہت عزیز ہے جو اُمت کی فلاح کی دعا کرے۔وہ جاگنے والا شخص جو رات کو اٹھ کے یہ دعا کرتا ہے کہ یا رب العالمین اس امت کے جمیع گناہ کو معاف فرما تو اس شخص کے لئے بڑی رحمت کا مقام ہے۔لاتقنطو من رحمۃاللہ کہ آپ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔اس کا کیا مطلب ہے؟ کہ اللہ مسلمانوں کے لیے اپنی رحمت عام کرے۔اللہ کی رحمت اگر ہو گئی تو پھر دِقتوں کے اندر آسانی پیدا ہو جائے گی‘اُلجھنوں میں سلجھاؤ آ جاتا ہے‘غریبی میں دولت پیدا ہو جاتی ہے اور گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے ویغفر الذنوب جمعیا۔اللہ نے کہا ہے کہ میں تمہارے جمیع گناہ معاف کر دیتا ہوں۔یعنی جو تم نے مجموعہ گناہ کیا ہے اللہ اس کو معاف کر دیتا ہے۔اس لیے تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔وہ گناہ کیسے معاف کرتا ہے؟ ویغفر الذنوب جمعیا کہ وہ جمیع گناہ کو معاف فرما دیتا ہے۔پھر اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین اللہ کی رحمت قریب ہے محسنین کے۔محسنین کون ہوتے ہیں؟ دوسروں پر احسان کر اور رحمت کے قریب ہو جا۔آپ کو یہ راز مل گیا۔قرآن پاک کا راز کیا ہے؟ دوسروں پر

احسان کرنا۔ دوسروں پر احسان کیا؟ جہاں دوسرے کا حق نہیں ہے وہاں اسے دو۔ کیا ہے؟ جب تمہاری نگاہ میں دوسرے کا حق نہیں بنتا وہاں اس کو دو۔ دوسرے پر احسان کرو تو اللہ کی رحمت آپ کے قریب ہے۔ ان رحمت اللہ قریب من المحسنین۔ محسنین کے قریب پائی جائے گی اللہ کی رحمت۔ گویا کہ آپ اگر محسن بن جاؤ' احسان کرنے والے بن جاؤ تو اللہ کی رحمتیں آپ کے قریب آ جاتی ہیں۔ اللہ پر ہر حال میں بھروسہ ہونا چاہیے۔ اللہ کیسے آزماتا ہے؟ غریبی اور امیری میں جس آدمی کا اللہ سے تعلق میں فرق نہیں پڑتا تو وہ پار ہو گیا' پاس ہو گیا۔ کون پاس ہو گیا؟ صحت میں وہی اللہ جو بیماری میں' غریبی میں وہی اللہ جو دولت مندی کے زمانے میں ہے۔ تو ہر حال میں اللہ کے ساتھ آپ کا تعلق نہ بدلے اگر آپ کر جاؤ تو بڑی آسان سی بات ہے اور اگر مشکل لگتی ہے تب بھی کر جاؤ۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ بڑے بھائی سے آپ کا تعلق بدل جائے۔ مثلاً آپ اس سے دس روپے مانگیں اور وہ نہ دے تو آپ دوسری طرف چلے جائیں گے' بھاگ جائیں گے۔ مگر تعلق قائم رہنا یہ ہے کہ اگر آپ بیس سال سے دس روپے مانگ رہے ہیں اور اس نے نہیں دیئے تو بھی تعلق قائم رہے۔ اگر اللہ نہ دے تو یہ کہو کہ دے نہ دے لیکن ہمارا سجدہ تو قبول کر۔ تو تعلق میں فرق نہ پڑے۔ یہ نہ کہنا کہ میں پچھلے چھ دن سے نماز پڑھتا جا رہا ہوں' کوئی واقعہ ہی نہیں ہو رہا۔ کام بے شک نہ ہو لیکن آپ

اللہ پہ بھروسہ کرتے جاؤ۔ کیا کرو؟ اللہ کے ساتھ تعلق کمزور نہ ہو۔ یہ ہے اس کا راز کہ غریبی ہو، امیری ہو، دولت ہو، ہم ہر حال میں اللہ پر راضی رہنے والے ہیں۔ جو اللہ پر راضی رہنے والا ہے اس پر اللہ راضی ہے۔ اللہ کو راضی کرنے کا آسان طریقہ کیا ہے؟ تم اللہ پر راضی ہو جاؤ۔ اگر تم اس پر راضی ہو گئے تو اللہ تم پر راضی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر راضی ہو، آپ اللہ پر راضی رہو۔ زندگی میں اتنا زیادہ وقت نہیں ہے۔ دو باتیں ہیں۔ باقی سب مجبوریاں ہیں۔ مجبوریاں کیا ہیں؟ آنا جانا، صحت بیماری اور اچانک واقعات ـــــ یہ سب چلتے رہتے ہیں۔ چند لمحات ہیں آپ کے عقیدے کے۔ کون سے لمحات؟ کہ غریبی میں آپ کو مایوسی نہ ہو اور دولت میں آپ کو فخر نہ ہو۔ بس یہ آسان سی بات ہے۔ دولت ہے تو اللہ کی راہ میں لگے اور غریبی ہے تو اللہ کی راہ میں لگے۔ یہ باتیں پوری کر لو تو آپ کا دین بہت آسان ہو جائے گا۔ کیسے آسان ہوگا؟ دولت بھی اللہ کے لیے اور غریبی بھی اللہ کے لیے۔ اگر تمہارے خیال کے مطابق کوئی شخص اللہ سے دور ہے تو اس کے قریب جا کے اس کو سمجھاؤ اور اُسے محروم نہ ہونے دو۔ اگر تم دین پر ہو تو اپنے بھائی کو محروم نہ ہونے دو۔ اگر تم دین پر نہیں ہو تو پہلے تحقیق کر لو کہ تم ہو کہاں پر۔ اگر اپنے علاوہ تمہیں سارے ہی کافر نظر آتے ہیں تو یہ ضرور دیکھو کہ تمہاری آنکھ میں کہیں نقص تو نہیں ہے۔ بعض اوقات اگر آنکھ میں نقص ہو جائے تو چیزیں

ٹیڑھی نظر آتی ہیں۔اس لیے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آسانی دے۔اللہ تعالیٰ آپ کو کسی آسان راستے سے اپنے پاس بلائے۔اللہ تعالیٰ اپنا راستہ اسی زندگی میں دکھائے۔یہ دنیا آپ کے لیے دین بن جائے۔دعا کرو کہ کسی نیک کے کام آ جائیں' نیکی کے کام آ جائیں۔مسلک کس کا اچھا ہے؟ جو دوسرے کے مسلک کی داد دے۔تو مسلک اُس کا اچھا ہے جو دوسروں کے مسلک کی داد دے۔ہم اس لیے اچھے ہیں کہ ہم تمہیں اچھا کہتے ہیں۔اب آپ کو بات سمجھ آئی حافظ صاحب؟ آپ قادری اس لیے ہیں کیونکہ باقی سب مسالک کو آپ اچھا کہتے ہیں۔قادری کون ہوتا ہے؟ جو سب کو اچھا کہے' سب کا استقبال کرے۔اس کے پاس گنجائش ہوتی ہے۔قادری اگر سمندر ہے تو وہ سب دریاؤں کا استقبال کرے۔اس طرح وہ خود ہی سمندر بن جائے گا۔اگر استقبال کرو گے تو سمندر بن جاؤ گے۔تو قادر اللہ کریم آپ ہی ہے۔اللہ کا دین جو ہے وہ قادری ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی ذات ہی قادرِ مطلق ہوتی ہے۔اس لیے بہتر یہ ہے کہ سب کے لیے دعا کرو۔آپ Contribute کرنے والے بنو' احسان کرنے والے بنو کیونکہ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین احسان کرنے والوں کے لیے اللہ کی رحمت قریب ہے ______ اب آپ سب کے لیے دعا کرو ______

صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ افضل الانبیاء

والمرسلین حبیبنا و شفعینا سیدنا و سندنا و مولٰنامحمد و آلہٖ و اصحابہٖ
اجمعین ــــــــ امین برحمتک یا ارحم الرّٰحمین۔

4

1 برداشت کیا ہوتی ہے اور یہ کہ صبر کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

2 برداشت کو کہاں کہاں Exercise کرنا چاہیے؟ یہ کہاں کہاں جائز ہے؟

3 Patience کا مطلب کیا ہے؟

4 غصّے کے بارے میں کچھ بتادیں تا کہ یہ واضح ہو جائے۔

5 کچھ لوگ صرف Reality کے اندر زندگی گزارتے ہیں اور کچھ صرف آئیڈیل کے مطابق۔ ان دونوں میں کس طرح بیلنس ہونا چاہیے؟

6 اگر کوئی بھوکا کہے کہ مجھے کھانا نہیں ملا تو اس کے لیے زکوٰۃ، خیرات اور صدقات سب صحیح ہیں۔ مگر ہم یہ جو عبادت کرتے ہیں اس کو فرض کیوں قرار دیا گیا؟ یہ سمجھ نہیں آئی۔

7 صبر اور برداشت کیا ہے؟

8 صبر اور شکر کے مقام پر دوسروں کے سامنے مسلسل آنسو بہاتے جانا کہاں تک ٹھیک ہے؟

9 زندگی کے اس سفر میں صبر کے ساتھ مایوسی بھی آجاتی ہے۔ پھر کیا

کریں؟

10 سکونِ قلب کے بارے میں فرمائیں۔

11 کوئی خاص بات فرمادیں۔

آپ لوگ سوال کریں ______ پوچھیں ______

سوال:

برداشت کیا ہوتی ہے اور یہ کہ صبر کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب:

اور کوئی سوال ______ کوئی اور بھی سوال پوچھ لے ______

دوسرا سوال:

برداشت کو کہاں کہاں Exercise کرنا چاہیے؟ یہ کہاں کہاں جائز ہے؟

تیسرا سوال:

Patience کا مطلب کیا ہے؟

جواب:

یہ مشکل سوال ہے۔ چلو کوئی اور بھی سوال کسی کے ذہن میں ہو تو

پوچھ لو ______

چوتھا سوال:

غصّے کے بارے میں کچھ بتادیں تا کہ یہ واضح ہو جائے۔

جواب:

میں اصل میں حافظ صاحب کا انتظار کر رہا ہوں تا کہ وہ یہ محسوس نہ کریں کہ میرے بغیر ہی بات شروع کر دی۔ تب تک آپ کوئی اور سوال پوچھ لیں ______ کوئی اور پوچھ لے ______

پانچواں سوال:

کچھ لوگ صرف Reality کے اندر زندگی گزارتے ہیں اور کچھ صرف آئیڈیل کے مطابق۔ ان دونوں میں کس طرح بیلنس ہونا چاہیے؟

جواب:

کیا یہ سوال آپ لوگوں کو سمجھ آیا؟ کہ انہوں نے کیا سوال کیا؟ اور کوئی سوال ______ پیچھے والوں میں سے کوئی ______

چھٹا سوال:

اگر کوئی بھوکا کہے کہ مجھے کھانا نہیں ملا تو اس کے لیے زکوٰۃ' خیرات اور صدقات سب صحیح ہیں۔ مگر ہم یہ جو عبادت کرتے ہیں اس کو فرض کیوں قرار دیا گیا۔ یہ سمجھ نہیں آئی۔

جواب:

آپ کے سوالات کے حوالے ہوں یا اس نشست کے حوالے سے بات ہو' بات مختصر یہ ہے کہ انسان کا مسئلہ کامیابی ہے۔ ہر انسان اپنی زندگی کو اپنے شعور اور اپنے حالات کے مطابق' اپنے وسائل اور مجبوریوں کے مطابق' اس میں سے گزرتا ہوا زندگی کو کامیاب بنانا چاہتا ہے۔ ہر انسان کی یہ آرزو ہے ۔تو ہر آدمی کی یہ خواہش ہے کہ وہ زندگی کو کامیاب بنائے۔ کامیاب بنانے کے لیے اس کے پاس جو کامیابی کا میٹریل ہے' وہ بالعموم وسائل ہیں۔ وسائل' مواقع' تعلقات' شعور' ادراک' زندگی کے چانسز یعنی حادثات یا جو بھی ہوں' تو ان کے اندر انسان اپنی زندگی کو کسی تخیّل کے مطابق کامیاب بنانا چاہتا ہے۔ اب میں ''تخیّل'' پر بڑا زور دے رہا ہوں۔ یہ بات بڑی سادہ ہے کہ ہر آدمی زندگی کو کامیاب بنانا چاہتا ہے' یہ بات جتنی سادہ ہے اتنی اہم ہے۔ میں جس مقام پر آپ کو جس بات کی نشاندہی کر رہا ہوں اس پہ آپ بڑا غور کریں' کہ وہ جن وسائل کو' جن حالات کو' جس ذہن کو' جس زمانے میں' رائج الوقت حالات کو استعمال کر کے زندگی کو کامیاب بناتا ہے تو اگر زندگی کامیاب ہو جائے تو عین ممکن ہے کہ آپ کا مقصد کامیاب ہو جائے مگر عین ممکن ہے کہ آپ بالکل ناکام ہو جائیں۔ کیا بات واضح ہوئی ہے؟ ایک آدمی اپنے ارادے کے حوالے سے اپنے آپ کو ایک مقصد الاٹ

کرتا ہے' اس مقصد کو وسائل کی روشنی میں طے کرتا ہے اور کامیاب ہو جاتا ہے۔ آپ ناکامی کی بھی بات کرتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ مبارک ہو' وہ کامیاب ہو گیا۔ عین ممکن ہے کہ مقصد کامیاب ہو جائے اور انسان ناکام ہو جائے' مقصد کامیاب ہونے کے بعد زندگی ناکام ہو جائے۔ جتنے لوگ ہم نے دنیا میں دیکھے کہ اپنے ذہن کے مطابق' اپنے دماغ کے مطابق' اپنے وسائل کے مطابق وہ زندگی میں کامیاب ہو گئے مگر ایک انداز کے مطابق تو وہ انسان کامیاب تھے بعینہٖ دوسرے انداز میں دیکھیں گے تو وہ انسان ناکام گنے جائیں گے بلکہ ظالم گنے جائیں گے۔ بات سمجھ آئی؟ ایک چھوٹا سا دوکان دار لے لو' اس کا کاروبار Flourish کرتا ہے اور وہ کامیاب ہو جاتا ہے' اس کو نفع زیادہ ہوتا ہے۔ اب وہ جتنا زیادہ نفع لے گا اتنا ہی اپنے گاہک بھائیوں پر ظلم کر رہا ہوگا تو دوسری سطح پر وہی آدمی ناکام ہوگا۔ اگر ایک آدمی اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا اور وہ مقصد ہی برا نکل آیا' مقصد گناہ ہو تو اس کی کامیابی استغفار کا ذریعہ ہونی چاہیے۔ اگر مقصد اس کی اَنا ہو اور وہ کامیاب ہو جائے تو نفس پرستی میں مبتلا ہو جائے گا۔ اگر کامیابی کا معیار سماج ہے اور سماج میں جھوٹے افراد 51 فیصد ہیں تو اس سماج کے معیار کے مطابق کامیاب ہونے والا انسان بذاتِ خود جھوٹا نکلے گا۔ جھوٹے ماحول میں کامیاب ہونے والا انسان صداقت کے معیار میں ناکام ہوگا۔ یہ تو چھوٹی

سی بات ہے‘ 51 پرسنٹ کی بات ہے اور جہاں معاشرے کا معاشرہ ہی بگڑا ہوا ہو‘ اس معاشرے میں کامیابی سے بچنا ہی بہتر ہے۔ کہ جہاں سارے لوگ ایک چیز کو وقت کی ضرورت بنا رہے ہیں‘ مثلاً ایک خاص قسم کی زندگی گزارنا وقت کی ضرورت ہے‘ تو اس زندگی میں کیا ہونا چاہیے؟ آرائش ہونی چاہیے‘ آسائش ہونی چاہیے بلکہ نمائش بھی ہونی چاہیے اور زمانے کے مطابق انسان کے پاس کچھ تشخص قائم ہونا چاہیے‘ سماجی مرتبے ہونے چاہئیں‘ کچھ سیاسی شعور ہونا چاہیے‘ کچھ پڑھا لکھا بھی ہونا چاہیے یعنی تعلیم بھی ہونی چاہیے۔ یہ ساری باتیں پوری نہیں ہوتیں۔ پھر اس کو آپ ناکامی کہتے ہیں۔ بافرضِ محال یہ پوری ہو بھی جائیں تب بھی خطرہ ہے کہ زندگی ناکام ہو جائے۔ یعنی کہ اول تو آپ نے اپنے مقاصد پورے نہیں کیے اور اگر مقاصد پورے ہو گئے تو بھی خطرہ رہے گا کہ انسان ناکام ہو گیا۔ سب سے بڑی واضح مثال یہ ہے کہ کامیابی مرتبے کی طرف دوڑتی ہے‘ مرتبہ سماج میں عزت کا نام ہے اور عزت کی ایک الگ پہچان سیاست میں کامیابی ہے۔ یہ بھی عزت کی بات ہے کہ تاریخ کے اندر ایک Well placed مقام مل جائے۔ تو مرتبہ اور پیسہ عام طور پر سماج میں کامیابی کا معیار ہیں۔ یعنی پیسہ ہونا چاہیے‘ مرتبہ ہونا چاہیے اور تکلیف سے پہلے تکلیف کا کچھ انتظام ہونا چاہیے۔ تو یہ انسان کی خواہش ہوتی ہے۔ اگر مرتبہ بھی اور پیسہ بھی ہو اور اس کا نام فرعون

نکل آئے تو پھر وہ کامیاب تو نہ ہوا۔ مقصد یہ ہے کہ کامیابی کے لیے ظاہر کی کامیابی کے علاوہ بھی کوئی بات چاہیے۔ اب آپ دیکھیں کہ تھوڑا عرصہ پہلے جتنے لوگ صاحبانِ مرتبہ تھے افسر لوگ اور پڑھے لکھے لوگ ان کے پاس بالعموم شرافت اور Intellect ہوتی تھی، ذہانت بھی ہوتی تھی، سماج میں ایک معیار بھی تھا۔ تو اچھے اچھے علاقوں میں اچھے اچھے دماغ کے لوگ رہا کرتے تھے۔ اور اب آپ کو پتہ ہے کہ غلط راستوں سے آنے والے غلط قسم کے لوگ، انہی مقاموں اور انہی شاہراہوں پر پہنچ چکے ہیں جن شاہراہوں پر شرفاء کا مقام تھا اور گزر تھا۔ آپ کے ساتھ والے مکان میں آپ جیسی زندگی گزارنے والا آپ سے کتنا ہی مختلف انسان نکلے گا۔ گویا کہ کامیابی کا ظاہر کا معیار بڑا ہی غلط ہو چکا ہے۔ آپ ذرا غور کریں کہ آج کی کامیابی زمانے کے مطابق ہے اور زمانہ غلط ہے۔ آپ کی کامیابی آپ کے نفس کی تسکین ہے اور نفس نے کسی کو آزاد نہیں چھوڑا بلکہ ہمیشہ ہی نقصان پہنچایا۔ اللہ نے بار بار یہ فرمایا کہ ہم تمہیں خبردار کر رہے ہیں کہ کہیں تم ایسی Activity میں نہ پڑ جانا، کسی ایسی چیز کے پسند کرنے کے چکر میں نہ پڑ جانا جو تمہیں نقصان پہنچائے۔ پھر ایک دوسرے طریقے سے یہ بتایا کہ کہیں کسی ایسی چیز کو ناپسند نہ کر لینا جو تمہارے لیے مفید ہو۔ اس کا ایک چھوٹا سا مشاہدہ دیکھیں۔ اگر آپ دوزخ کے گیٹ پر کھڑے ہو جائیں اور ہر جانے والے سے پوچھیں

کہ تو یہاں کیسے آیا تو بالعموم سب یہی بتائیں گے کہ ہم نے اپنی خواہش پوری کی اور یہاں پہنچ گئے۔خواہش سے محروم انسان بہت کم دوزخ میں جائے گا۔محروم رہ جانے والے بیچارے پریشان حال کہ کبھی آغاز رہ گیا اور کبھی انجام رہ گیا۔ایسی ٹوٹی پھوٹی زندگی والے جنت کی طرف جا رہے ہوں گے۔وہ کہیں گے کہ شکر ہے کہ ہماری خواہش پوری نہیں ہوئی ورنہ وہ تو جرم تھا' گناہ تھا۔تو ان کے لیے اور راستہ ہے۔آپ اپنی زندگی کو اگر خود کامیاب بنائیں تو یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔سوال یہ پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے کہ جھوٹ نہ بولو اور ایک انسان سچ بولتا ہے تو کیا اس کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ وہ سچ بول رہا ہے' چوری نہیں کرتا' دھوکا نہیں دیتا' اخلاقیات میں مکمل ہے' اللہ کی کہی ہوئی ساری باتیں مانتا ہے لیکن عبادت نہیں کرتا اور اللہ کو نہیں مانتا۔یعنی وہ اللہ کے حکم کو مانتا ہے اور اللہ کو نہیں مانتا۔ جو شخص اللہ کی باتیں مانتا ہے اور اللہ کو نہیں مانتا تو اس کے مقام کا آپ کو پتہ چل جانا چاہیے کہ وہ کیا مقام ہے۔مقصد یہ ہے کہ ہم اللہ کے حوالے سے نیکی کرتے ہیں' اخلاقیات اور دینیات کے درمیان فرق صرف اتنا ہے کہ اخلاقیات خوبیوں کا استعمال ہے اور دینیات یہ ہے کہ خوبیاں اور حکمِ الٰہی ______ اگر کوئی حکمِ الٰہی کو' امرِ الٰہی کو نکال دے تو خوبیاں جو ہیں وہ آپ کا ذاتی فعل ہیں اور ان میں دین کا کوئی دخل نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ

ایک معاشرہ جس نے اللہ کو نہ مانا' جس معاشرے میں اللہ کے حبیبؐ کو نہ مانا' وہ معاشرہ چاہے بظاہر کتنا ہی اخلاق والا ہو' ذہانت میں ہو' دیانت میں ہو تو وہ کوئی زندگی نہ ہوئی۔ ذہانت اور دیانت کا نام تو کمپیوٹر ہے' وہ ذہین بھی ہوتا ہے اور دیانت دار بھی ہوتا ہے' جھوٹ بھی نہیں بولتا۔ مقصد یہ ہے کہ لفظ Accountability جو ہے اس کے مطابق یہ دیکھنا ہے کہ آپ کا عمل کس ذات کے سامنے Accountable ہے۔ اگر تو آپ اپنی اَنا کے سامنے جواب دہ ہیں' محاسبہ آپ خود ہی کر رہے ہیں تو آپ اپنے عمل کا انعام خود ہی ہیں۔ ایک بات بنیادی طور پر سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو یہاں پر بھیجا وہ اس لیے تھا کہ دو چار مکان بنا کے چلے جائیں؟ یا پھر کچھ پیسے جمع کر کے چلے جائیں جنہیں بعد والے بے دریغ استعمال کریں گے۔ آپ بڑے حساب سے پیسے رکھتے ہیں اور وہ بے حساب خرچ کر دیتے ہیں۔ آپ کو پتہ ہی ہے۔ بعد والے تو بعد والے ہی ہوتے ہیں' وہ اتنا لحاظ نہیں کرتے تو آپ کو اس کام کے لیے نہیں بھیجا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ ہر آدمی کو کسی کام کے لیے بھیجا گیا ہے اگر آپ دین کے حوالے سے دیکھیں تو اس زندگی کے اعمال کے ساتھ ایک Hereafter لگا ہوا ہے۔ اس زندگی کے بعد ایک مابعد کی زندگی بتائی گئی ہے۔ آپ کا عمل جو ہے دراصل یہ فردِ عمل بن رہی ہے۔ عمل ختم ہو جائے گا۔ آپ نے ایک چیز یہاں سے وہاں رکھ دی تو چیزیں تو فانی

ہیں مگر آپ کا وہ عمل ریکارڈ میں آ گیا۔ آپ نے دنیا میں جو بھی کام کیا تو اگر وہ کام رہ جائے یا کام فانی ہو جائے' مکان دس سال تک قائم رہ جائے یا ہزار سال تک قائم رہ جائے' یہ فانی ہے اور آخر کار فانی ہے۔ لیکن وہ جو آپ کا عمل تھا' مکان بنانے کا عمل تھا' وہ آپ کا فردِ عمل بن کے آپ کے ساتھ جائے گا کہ آپ نے کیا کیا۔ مکان نے ساتھ نہیں جانا لیکن مکان بنانے کا عمل آپ کی زندگی میں شامل ہو گیا۔ ان اعمال کا نتیجہ آپ کو جزا کی شکل میں ملے گا یا سزا کی شکل میں ملے گا۔ آپ کے وہ اعمال جو آپ سے سرزد ہوئے' وہ آپ یہاں چھوڑ کے جائیں گے' ان اعمال کو اللہ کے حکم کے ترازو میں دیکھا جائے گا۔ صرف صداقت کے ترازو میں نہیں بلکہ حکم کے ترازو میں دیکھا جائے گا۔ اس ذات نے ایک بڑی واضح بات کہہ دی ہے یعنی اللہ کریم نے اپنی ذات کا تعارف خود آپ کرایا۔ یہ انسان کے لیے مجبوری کی بات ہے کہ پیغمبروں نے اللہ تعالیٰ کی صفات کا تعارف کرایا اور ذات اپنے مشاہدے تک رکھی۔ انہوں نے ذات کا مشاہدہ نہیں کرایا۔ مُوسیٰؑ تو بات سنتے تھے اور جب کسی اُمتی نے کہا کہ سرکار ہمیں دور سے ہی سنا دیں تو مسئلہ حل ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ تم سن نہیں سکتے' سنتا میں نے ہی ہے۔ تو سننے والا' اللہ کی آواز سنا نہیں سکا کیونکہ اللہ کا حکم ہی نہیں تھا۔ اللہ نے کہا میں نے صفات دی ہوئی ہیں لہٰذا تم ان کے ذریعے کام کرو' صفات کو دنیا میں رائج

کرو، میرا حکم نافذ کرو، میرے تم پر جو احسانات ہیں ان کے ذریعے لوگوں کے اندر میری ذات کا شعور پیدا کرو، تم نے مشاہدہ نہیں کرانا۔ پیغمبر کو تو مشاہدہ ہوتا ہے۔ پیغمبر بالیقین مشاہدہ ہوتا ہے، ہر پیغمبر ہی۔ تو پیغمبر مشاہدہ کرے گا اور اس کا تعلق ہوگا، ان کی گفتگو ہوگی۔ پیغمبروں کا سب سے بڑا اعجاز یا معجزہ یہ ہے کہ اللہ کریم کو دکھائے بغیر منوالیا یعنی کہ اس سے بڑی کریڈٹ کی کوئی بات نہیں ہے کہ لوگ ایک ایسی ذات پر ایمان لے آئیں جس ذات کو انہوں نے دیکھا نہیں، ایسے لوگ بھی جو باپ کا بھی ثبوت مانگتے ہیں، وہ لوگ جو ہر شے کا ثبوت مانگتے ہیں کہ یہ ثابت کرو، وہ ثابت کرو______ تو وہ لوگ پیغمبر کی صداقتِ ذات پر ایمان لے آئے۔ اب ایمان کیا بن گیا؟ ایمان ہے اعتمادِ شخصیتِ پیغمبر______ ایمان کی تعریف کیا ہوگئی؟ پیغمبر کی شخصیت کا اعتماد۔ اگر وہ کہیں کہ اللہ ہے تو یہ کہیں کہ بسم اللہ، اللہ ضرور ہے۔ اللہ کہاں ہے؟ جہاں پیغمبر کہہ دیں اللہ وہیں ہے۔ پھر وہ بتائیں گے کہ اس کی عبادت یوں کرنی ہے۔ اللہ نے خود فرمایا ہے کہ یسبح للہ ما فی السموت وما فی الارض تو زمین و آسمان میں سب تسبیح بیان کر رہے ہیں۔ تو جو انسان مسلمان ہو گئے ان کے لیے فرمان ہو گیا کہ ان کا طرزِ عبادت یہ ہوگا۔ اس کے علاوہ بھی طرزِ عبادت ہو سکتا ہے، ضرور ہو سکتا ہے۔ سوال کرنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ آپ نے آج کے دن کو جمعہ کیوں کہا جمعرات

کیوں نہیں کہا؟ پھر بھی سوال قائم رہے گا کہ اب اسے جمعرات کیوں کہتے ہیں۔ کہیں نہ کہیں سے اس نے کچھ نہ کچھ قانون شروع کرنا تھا اور پھر انہوں نے یہ قانون بنایا کہ تمہارے لیے یہ عبادت ہے ____ اس کے علاوہ بھی عبادتیں ہوسکتی ہیں مگر آپ لوگوں کے لیے یہ یہ عبادت ہے۔ جس طرح کسی کا نام عصمت طاہرہ ہے' اس نام کے رکھنے سے پہلے سارے نام رکھے جاسکتے تھے۔ اب آپ نے ساری عمر اس نام کے ذریعے سفر کرنا ہے۔ کیوں ہے یہ نام؟ اور وہ نام کیوں نہیں ہے جوان کا ہے؟ یہ مجبوری ہے کیونکہ ایک نام رکھا گیا۔ تو اسی نام کو قبول کرو۔ اسی طرح اپنے اسلام کو آپ نے قبول کرنا ہے۔ قبول کرنے کا نام ہی ایمان ہے۔ ایمان کسی تحقیق کا نام نہیں ہے بلکہ تسلیم کا نام ہے' ماننے کا نام ہے۔ ماننے کے عمل میں ''کیوں نہیں' ایسے نہیں'' وغیرہ قسم کے الفاظ نہیں ہوتے بلکہ جیسے اللہ کریم نے فرمادیا۔ تو اللہ کریم نے اپنی صفات کا تعارف پیغمبروں کے حوالے سے کرایا کہ اللہ کس طرح دیتا ہے' اللہ کی شان کیا ہے' اللہ کی صفات کیا ہیں۔ تو اللہ نے اپنی ذات کا تعارف انسانوں سے کرایا تو اپنی صفات کے حوالے سے۔ اپنے بارے میں اس نے قرآن میں اپنا تعارف ''انا'' اور ''نحن'' کے ذریعے کرایا۔ اس نے کہا کہ ''ہم تمہیں قصہ سناتے ہیں ایک ایسے پیغمبر کا جس کا نام یوسفؑ تھا''۔ تو یہ اللہ نے خود سنایا ہے' ایک خوبصورت واقعہ ہے' اس کے اندر

بڑے راز اور رموز ہیں۔ اللہ کریم نے اپنی ذات کی ایک شان ایسی بیان فرما دی جو کہ آپ کے سوال کا جواب ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ ساری کی ساری کائنات اس کے آگے سجدہ ریز ہو جائے۔ یہی منشاء ہے اس کا کہ سجدہ کیا جائے' انسان' جن' پرند سب سجدہ کرتے ہیں۔ ایک ذات جس کا نام ابلیس تھا اس نے اللہ کے سجدے سے انکار نہیں کیا۔ اس نے کہا کہ اپنے سجدے کا حکم دو اگر حکم نہ دو تب بھی ہم سجدہ کریں گے' صرف ایک بات سمجھ نہیں آتی کہ اس آدم کو سجدہ کیوں کروں۔ گویا کہ اللہ کو سجدہ کرنے والا' اللہ کو ماننے والا' دین کا یہ حکم نہیں مانتا۔ تو وہ ابلیس ہو گیا۔ صفات کو ماننا اور سجدہ بھی کرنا مگر اس انداز سے کہ اللہ کا حکم نہ مان کے سجدہ کرنا لادینی ہے اور بے دینی ہے۔ سچ بولنا' اور دین کو نہ ماننا' اخلاق درست رکھنا اور دین کو نہ ماننا' تمام خوبیاں رکھنا اور دین کو نہ ماننا' ہر اچھا کام کرنا اور عبادت نہ کرنا' خدا کی کہی ہوئی ساری باتوں کو ماننا لیکن امرِ الٰہی کو نہ ماننا' یہ بغاوت کا ایک درجہ ہے۔ اگر بغاوت کا کوئی انعام ہو تو ایسے شخص کو کپ مل سکتا ہے' شیلڈ مل سکتی ہے۔ تو وہ سارے اچھے کام کرتا ہے لیکن صرف اپنے حوالے سے۔ اللہ کہتا ہے کہ نماز پڑھو اس طرح پڑھو جیسے اس کا طریقہ پیغمبر ﷺ نے بتایا ہے' تو یہ سمجھ آئے نہ آئے' ایسے ہی پڑھو' اللہ کا امر مان لینے کے بعد اس امر کا انکاری ابلیس ہے۔ ہر آدمی کا ابلیس الگ نکل آئے گا۔ ایک آدمی عزت سے کہتا ہے کہ ''میاں صاحب

آئے ہیں'' اور پھر کہتا ہے کہ یہ بھی کیا میاں صاحب ہیں تو یہ ابلیسی صفت ہے۔تسلیم کر کے تردید کرنے والا ابلیسیت کے مقام پر آجاتا ہے۔ پہلے بے شک تسلیم نہ کرو۔ اور اگر تسلیم کرنے کے بعد تردید کر دی تو ایسا مقام آجائے گا جب اصلاح بہت مشکل ہو جائے گی۔ یہاں پر وارننگ ہے۔ میری بات سمجھ آ گئی؟ سوال کا جواب سمجھ آ گیا کہ عبادت کیوں ضروری ہے؟ اللہ کریم کی باتوں میں کبھی کبھی بظاہر Paradox نظر آئے گا۔ اللہ کریم کا فرمان ہے کہ جان بچایا کرو، یہ بڑی اچھی چیز ہوتی ہے' جان بچانا ہر آدمی کا فرض ہے۔ پھر دوسرے مقام پر اللہ کہتا ہے کہ اب جان دینے کا وقت آ گیا ہے۔ اب جب وہ کہتا ہے کہ جان دو تو اسے یہ نہ کہنا کہ آپ ہی نے تو حکم فرمایا تھا کہ جان بچانا فرض ہے۔ تو ایسا شخص ابلیس ہوگا۔ اللہ نے اگر کہا ہے کہ ایسا کرو تو منظور ______ ویسا کرو تو منظور۔ گویا کہ اللہ جیسا کہے ویسا کرو۔ اللہ کے مقابلے میں شرک کیا نہیں جا سکتا کیونکہ اس نے اپنے مقابلے میں کوئی پیدا کیا ہی نہیں۔ تو شریک کیسے ہوگا۔ خالق کا شریک مخلوق میں تو ہو سکتا ہی نہیں۔ شرک یہ ہے کہ اللہ کا یہ جو دین آپ کو سرکار ﷺ کی ذاتِ گرامی کے ذریعے ملا اس دین کے علاوہ کسی دین کو راہِ زندگی سمجھنا۔ شرک تو یہ ہے۔ اور حضور پاک ﷺ کی بات پر کسی اور کی بات کو مقدم جاننے کی کوشش کرنا بھی شرک ہے۔ اللہ کے برابر کوئی اور اللہ تو کوئی نہیں بنا سکتا۔ جب پہلا اللہ آپ

کونہیں ملاتو دوسرا کیسے بنائیں گے۔تو اس کے مقابلے میں آپ کوئی اور اللہ نہیں بنا سکتے۔وہ تو Invisible اللہ ہے اور آپ جو بنائیں گے وہ Visible ہو گا۔تو برابر کا اللہ بن نہیں سکتا۔اس لیے اللہ تعالیٰ کا دین جو آپ کو ملا ہے اس میں حضور پاک ﷺ کی کسی بات پر کسی اور بات کو اعلیٰ سمجھنا یا تحقیق کرنا یا بہتر سمجھنا' یا یہ کہ آپؐ کی بات کی تحقیق کی روشنی میں دیکھنا اور تسلیم سے گریز کرنا' یہ شرک ہے۔اگر آپ کو پتہ چلے کہ یہ ارشاد حضور پاک ﷺ کا ہے تو آپ کہو کہ آمین' امنّا وصدقنا______بات سمجھے؟ اگر آپؐ نے فرمایا ہے تو بس ٹھیک ہے۔چونکہ آپؐ نے فرمایا ہے لہٰذا اس میں بحث کی کوئی بات نہیں ہے۔تو دین جو ہے وہ یہ ہے کہ' اخلاقیات + الٰہیات = دینیات۔ اخلاقیات کو اَمرِ الٰہی کے ذریعے ماننے کے بعد جو نتیجہ آئے گا یہ آپ کا دین ہوگا۔تو آپ کا یہ سوال بھی حل ہو گیا______یعنی کہ دین کے اندر صرف اخلاق ہی نہیں ہے' صرف ایک خاص قسم کا پروسس نہیں ہے بلکہ دین کے اندر امرالٰہی کی تسلیم ہے۔اور سرکار ﷺ کے بتائے ہوئے راستے کی اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگنا دین ہے۔پھر ایک سوال آیا تھا کہ برداشت کیا ہوتی ہے' برداشت کی رینج کیا ہوتی ہے' زندگی میں برداشت کی کیا ضرورت ہے' تو یہ سوال اچھا سوال ہے۔کہ اپنے علاوہ دوسرے انسان کا جواز سوچنا' یہ عجب بات ہے۔کہ ہم تو ہم ہیں ہی سہی' اب دوسرے انسان کی زندگی' اس کی

حماقت' اس کا ظلم اور اس کی جہالت' یہ سب ہم کس حد تک برداشت کر سکتے ہیں؟ اس کا جواب بہت ہی آسان ہے۔ کہ ہم یہ مان لیں کہ میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک انسان ہوں اور اللہ خالق ہے۔ خالق نے جہاں تخلیق کے خوبصورت کرشمے دکھائے ہیں وہاں چڑیا بھی ہے' مور بھی ہیں' کوے بھی ہیں' شیر بھی ہیں' لومڑی بھی ہے' دوسرے جانور بھی ہیں۔ تو سارے جانور اس نے پیدا فرمائے ہیں۔ انسان ہیں رنگ برنگ کے' احسنِ تقویم ہیں' لیکن الگ الگ تقسیم ہو چکی ہے' الگ الگ قصہ ہے' الگ الگ شکل ہے اور الگ الگ ذہن ہے۔ یہ جو نے رنگی اور ہمہ رنگ نیرنگی ہے یہ اللہ کریم کی شان ہے۔ خالق کی یہ خوبی اور شان ہے کہ اس نے اتنے بے شمار جلوے پیدا کر دیئے' ہر طرح کے انسان پیدا فرما دیئے۔ اب یہاں سے انسان کا پسند اور ناپسند کا سفر شروع ہوتا ہے یعنی جب وہ انسانوں کی دنیا میں جاتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جب آپ نے مان لیا کہ مختلف قسم کے انسان' اچھے برے' خیر و شر والے یعنی ہر قسم کے انسانوں کا خالق جو ہے وہ مولا کریم کی ذات خود ہے۔ اگر آپ کے ایمان میں یہ بات شامل ہو گئی کہ ساری چیز کا خالق جو ہے وہ اللہ ہے اور اللہ کے بارے میں آپ کا یہ فیصلہ عقلِ سلیم والے لوگوں کو پہنچ جانا چاہیے کہ ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔ اے ہمارے رب جو کچھ تو نے تخلیق فرمایا یہ باطل نہیں ہے بلکہ جو کچھ تخلیق فرمایا یہ باطل نہیں' حق

ہے اور یہ برحق ہے۔ جب اس مقام پر پہنچتے ہیں تو پھر برداشت کا سفر شروع ہوتا ہے۔ انسان کہتا ہے کہ فلاں انسان جو ہے یہ ظالم انسان ہے۔ ظالم کہنا دراصل بے تعلقی کا نام ہے۔ جب آپ کا تعلق محبت بن جائے تو وہ ظلم نہیں رہتا۔ جوں جوں تعلق اجتناب میں آتا ہے، تعلق کشیدہ ہوتا ہے تو اس کی وہ صفت پراگندہ نظر آتی ہے۔ دوسرے کی صفت کو آپ نے اپنے شعور سے سمجھنا ہے کہ دیکھو اس نے یہ کیا کیا۔ حالانکہ اس نے وہی کچھ کیا جو اس کو کرنا چاہیے تھا۔ مثلاً آپ یہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو دوست سمجھا مگر وہ دھوکے باز نکلا، دشمن نکلا۔ اب یہاں پر بجائے اس کے کہ اس کی شان میں کوئی گستاخی کرو، پہلے تو اپنی سمجھ کا مرثیہ پڑھو، کہ وہ تھا کیا اور تم نے سمجھا کیا اور تمہاری سمجھ کی آفرین ہے کہ تم نے کیا سمجھا۔ اگر پہلی بات بھی تم نے صحیح سمجھی تھی اور اب بھی تم صحیح ہو کہ اُسے غلط کہہ رہے ہو اور تمہاری سمجھ پھر بھی قائم ہے تو یہ افسوس کا مقام ہے۔ تو اپنی سمجھ سے استعفیٰ دو کہ میں نے کیا سمجھا تھا اور اب میں کیا سمجھ رہا ہوں، آفرین ہے میری سمجھ پر، اس سے مجھے نجات چاہیے۔ بجائے اس کے کہ آپ دوسرے کو برداشت کرو، اپنی سمجھ کو استعفیٰ دو۔ ایک مقام تو یہ ہے۔ دوسرا مقام یہ ہے کہ تعلق اگر نہ ہو تو اس شخص کی صفات پہ کیا بحث کرنی اور اس سے اگر تعلق ہے تو پھر بحث کس بات کی؟ پھر کس بات کی بحث کر رہے ہو۔ جب اس کے ساتھ آپ نے زندگی گزارنی

نہیں ہے تو جھگڑا کس بات کا اور اگر زندگی اس کے ساتھ ہی گزارنی ہے تو پھر جھگڑا کس بات کا۔ تو وہ انسان جو روز زندگی آباد کرتا ہے اور روز زندگی برباد کرتا ہے' یہ اس کا مسئلہ ہے۔ اس کے لیے روز ہی جھگڑا ہے' روز ہی کوئی نہ کوئی نقص' روز ہی کھانے میں کوئی نقص نکل آتا ہے' تو ایسی بیماری کا کیا علاج ہوگا۔ تو یہ ایک بیماری ہے۔ انسان اپنے ماحول میں اپنے آپ کو اجنبی بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اپنے ماحول سے باہر نہیں نکل سکتا۔ کہتا ہے کہ یہ بھی کوئی زندگی ہے اور یہ شخص بھی کیا شخص ہے۔ اگر اس شخص کے بغیر زندگی گزارنی پڑ جائے تو پھر تم بھی کیا تم رہو گے۔ مدعا یہ ہے کہ فیصلے کی کمزوری جو ہے یہ برداشت کے نام سے ظاہر ہوتی ہے۔ فیصلہ دوٹوک ہونا چاہیے۔ اگر تعلق ہے تو اس کے ساتھ جھگڑا بند کر دو' اگر تعلق نہیں ہے تو جھگڑا کس بات کا۔ صفات جو ہیں وہ صفات کے ساتھ ٹکراتی ہیں۔ یہی تو زندگی ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو خیرات کرتے چلے جاتے ہیں اور کچھ لوگ ہوتے ہیں جو جمع کرتے جاتے ہیں۔ یہی تو کھیل ہے زندگی کا۔ بازار سے گزر رو گے تو بازار میں بے شمار چیزیں پڑی ہوں گی۔ بازار ہوتا ہی اسی کا نام ہے۔ آپ یہ دیکھو کہ آپ کے خیال کے مطابق جو چیز بازار میں بکنے کے لیے نہیں رکھنی چاہیے وہ چیز زیادہ بکتی ہے۔ یعنی کہ اس کے خریدار الگ پیدا ہو جاتے ہیں۔ تو آپ یہ دیکھو کہ آپ جس چیز کو ناپسند کر رہے ہیں اس کو پسند کرنے

والا کوئی نہ کوئی پیدا ہو جائے گا۔ ہر بچہ جو چاہے نالائق ہو' بے وقوف ہو' پاگل ہو وہ اپنی ماں کی نگاہ میں کیا ہے؟ چاند اور ستارہ۔ ماں جو ہے وہ اپنے بچے کو صفات کے مطابق نہیں دیکھتی بلکہ تعلق کے مطابق دیکھتی ہے۔ تو برداشت کی باتیں دراصل ٹوٹے ہوئے تعلق کی کہانیاں ہیں۔ تعلق اگر درست رکھا جائے تو برداشت جو ہے یہ Pleasure بن جاتی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ تعلق اگر قائم رکھنا ہے تو جھگڑا نہ ہو اور اگر تعلق قائم نہیں رکھنا تو پھر جھگڑا کس بات کا۔ یہ آپ کی سٹڈی کرنے کی بات نہیں ہے کہ دوسرے کی صفات کیا ہیں' دوسرے کے مقامات کیا ہیں' دوسرے کو الجھاؤ کیا ہیں ______ صرف یہ دیکھنا ہے کہ آپ کا ریلیشن کیا ہے؟ اس کائنات میں مومن ہیں' کافر ہیں' اچھے ہیں' نیک ہیں' اللہ کریم نے انسانوں کو پیدا فرمایا ہے۔ اس کا ارشاد ہے کہ و منکم من یرید الدنیا و منکم یرید الاخرۃ تم ہی میں سے لوگ ہیں جو دنیا کی تمنا کریں گے اور تم ہی میں سے لوگ ہیں جو آخرت کی تمنا کریں گے۔ تم ہی میں سے اللہ نے لوگوں کو بنایا ہے' کچھ بخیل ہیں' کچھ امین ہیں' کچھ صدیق ہیں' کچھ شہداء ہیں۔ یہ مقام اللہ نے بنا دیئے ہیں۔ آپ نے ان مقامات کو طے کرنا ہے۔ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے زندگی دے دی' تمہیں زندگی کے وسائل بھی دے دیئے' زندگی ایک مدت کے بعد ٹھہر نہیں سکتی' ایک مدت کے بعد تمہیں واپس آنا ہے اور ضرور آنا ہے' تو اس

زندگی کی Short duration میں مَیں نے تمہیں دیکھنا ہے' میں نے تمہیں آزمانا ہے خوف سے' نقصِ اموال سے' بھوک سے' ثمرات کے ضائع ہونے سے اور موت سے۔ ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف و الجوع و نقص من الاموال و الانفس و الثمرات ۔ تو وہ ضرور آزمائے گا۔ مثلاً خوف سے آزمائے گا۔ آج کل کے انسان کا خوف کیا ہے؟ غریب ہونے کا خوف' پریشان ہونے کا خوف' اور ساتھی کے بے وفا ہو جانے کا خوف۔ ہر آدمی خوف سے گزارا جائے گا۔ پھر یہ کہ مال میں نقص ہو جائے گا۔ مال بینائی کو بھی کہہ سکتے ہیں۔ تو بینائی کا نقص ہونا بھی مال کا نقص ہونا ہے۔ ذہن کا بھی نقص ہونا ہے' یعنی کہ اگر آپ کی کسی صفت کا نقص ہو جائے تو یہ مال کا نقص ہو جانا ہے۔ شکل کا بھی نقص ہو سکتا ہے۔ نقص من الاموال کا مطلب ہے کہ کوئی مال کم ہو جائے' کوئی رزق کم ہو جائے۔ اور رزق خیال بھی ہو سکتا ہے' مال بھی ہو سکتا ہے' یہ شکل بھی ہو سکتی ہے' یہ بینائی بھی ہو سکتی ہے' آپ کا دل بھی ہو سکتا ہے' کسی دوسرے عضو کی صحت بھی ہو سکتی ہے۔ تو اس کے ذریعے آزمایا جائے گا۔ والانفس یعنی جان کے ذریعے بھی۔ مثلاً کوئی پرانے لوگ چلے جائیں یا کوئی نئے لوگ تیزی سے چل پڑیں یعنی کہ نفس میں' جان میں بھی نقص ہونا ہے۔ والثمرات اور پھلوں کے ذریعے۔ ثمرات میں کئی چیزیں آ جاتی ہیں۔ مثلاً کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے اس شخص کی بڑی خدمت کی

مگر بے وفا نے کیا صلہ دیا۔ اگر تُو نے صلہ لینے کے لیے خدمت کی ہے تو تیری مہربانی ہے کہ ایسی خدمت نہ کر۔ صلہ لینے کے لیے خدمت کرنے والا جو ہے وہ ہمیشہ Shock سے گزرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ صبر کریں گے اُن کے لیے رحمت ہے۔ جب کسی کے ہاں خدانخواستہ موت ہو جائے تو اس کے لیے یہ صدمہ ہے اور اس پر صبر ہے۔ اگر کچھ دیر بعد یہ پتہ چل جائے کہ کرنے والا اللہ ہی ہے اور میری تو اللہ سے محبت ہے تو پھر جو اس نے کیا وہ ٹھیک ہے کیونکہ وہ اپنا دوست ہے۔ تو وہ یہ دیکھے کہ یہ کام کس نے کیا ہے۔ اگر اُس کے اللہ نے کیا ہے تو اللہ کی ہر بات کو ماننا اس کا اخلاق اور اس کا ایمان ہے۔ اگر کسی آدمی نے یہ کیا ہوتا تو ہم اس کو Spare نہ کرتے۔ اب یہاں برداشت کا مقام پیدا ہوتا ہے کہ اگر تم اس انسان کو اپنی بے عزتی کا سبب سمجھ رہے ہو تو غلطی کر رہے ہو عزت اور ذلت کی بات تو اُدھر سے آ رہی ہے۔ یعنی کہ عزت اور ذلت کہاں سے چل کے آ رہی ہے؟ یہ پیچھے سے آ رہی ہے وتعز من تشاء وتذل من تشاء ______ یہ بات تو اُدھر سے آ رہی ہے۔ تو اپنی کمزوریوں اور اپنی پریشانیوں کو اللہ سے منسوب کر کے اپنی نجات کی راہ پا لو۔ ایک تو اس کا یہ حل ہے۔ دوسرا حل یہ ہے کہ جس کو ہم قابلِ الزام یا موردِ الزام کہہ رہے ہیں کہ ہم اس سے خوشی حاصل نہیں کر سکے تو اُس نے بھی آپ سے کیا خوشی حاصل کی ہے۔ اگر اس نے خوشی نہیں دی

ہے تو اس کی زندگی میں آپ نے کون سے چراغ جلا دیئے ہیں۔ تو جو آپ کو پریشان کر رہا ہے آپ نے بھی اس کی زندگی کو پریشان رکھا ہے یعنی کہ یہ جُدا ہوا ہے تو وہ بھی تو جدا ہوا ہے۔ اگر آپ بہت اچھے ہیں تو پھر یہ اس کی محرومی ہے۔ آپ کو بات سمجھ آئی ہے؟ یعنی اگر آپ اچھے ہیں اور وہ جدا ہونے والا بُرا ہے تو پھر اس کا نقصان زیادہ ہے کہ وہ اچھے سے محروم ہو گیا اور آپ کو مبارک ہونی چاہیے کہ بُرا شخص چلا گیا۔ یہ برداشت کا مقام ہی نہیں ہے بلکہ خوشی کا مقام ہے۔ اگلی بات یہ پوچھی گئی کہ ہم کس حد تک برداشت کریں جب کہ دوسرا شخص مذہبی طور پر صحیح نہیں ہے۔ اب یہ سوال ایک خاص انداز کا سوال ہے کہ اپنے Opinion کے علاوہ Opinion کو ہم کیسے برداشت کریں' ہم اسے نیست و نابود کر دیں گے' اسلام کے علاوہ کچھ نہیں چلے گا اور اسلام وہ ہے جو ہمارا عقیدہ ہے۔ اس بات کا جواب صرف اتنا ہے کہ اس زندگی میں' اللہ تعالیٰ کی اس کائنات میں' اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اسلام ہونے کے باوجود اللہ کی مملکت' دنیا میں' اللہ کے نہ ماننے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے' ان کی پرورش کرتا ہے' ان سے ناراضگی کا اظہار یوں نہیں کرتا جیسے ہم کرتے ہیں۔ اس نے اگر برداشت کیا ہوا ہے تو آپ کو کیا حرج ہے کہ آپ برداشت نہیں کر رہے ہے۔ یعنی اگر آپ کے پاس کوئی اچھائی ہے تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ برائی کو اچھائی سے بدل' اچھائی سے دور کر۔ اگر آپ کے پاس

واقعی اچھائی ہوتو برائی کو دور کر دو۔ گویا کہ بُرا انسان اگر مل جائے تو آپ کو مبارک ہو کیونکہ یہی تو وقت ہے اچھائی کرنے کا۔ اگر بُرا مل گیا اور اس سے برائی شروع کر دی تو اس میں اور آپ میں کیا فرق ہوا۔ برے آدمی کے ساتھ اگر اچھائی کرنے کا موقع مل رہا ہے تو پھر بُرے آدمی کو تلاش کیا کرو اور پھر اس کے ساتھ نیکی کرو' اچھائی کرو' جتائے بغیر یہ کرو۔ تو پھر آپ کے لیے برداشت بھی پیدا ہو جائے گی اور یہ واقعہ بھی صحیح ہو جائے گا۔ گویا کہ اپنی ہمت کے مطابق برداشت کرو۔ بعض اوقات صرف برداشت کرو تو اس کا انعام اللہ کے پاس ہوگا۔ بے شمار لوگوں کو روحانی درجات ملے اور یہ بات ریکارڈ میں ہے کہ انہوں نے زندگی میں بہت کچھ برداشت کیا مگر بولے نہیں۔ برداشت کرنے والا' اللہ کے نام پر برداشت کرنے والا بڑے مقام والا ہوتا ہے۔ انتہا کی برداشت کرنے والے سیدالشہدأ بن گئے۔ انتہاء کی برداشت کرنے والا شہید ہوسکتا ہے' اور برداشت کرنے والا شہیدوں کے زُمرے میں ہوسکتا ہے۔ یہی ایک راستہ ہے کہ اللہ کا حکم سمجھ کے برداشت کرتے جاؤ اور اللہ سے کہو کہ آپ کا حکم ہے اس لیے ہم برداشت کرتے جا رہے ہیں۔ اس طرح اطاعت میں چلتے جاؤ۔ برداشت کے دوران اطاعت کرنے والا' برداشت کے دوران سجدہ کرنے والا' غم کے اندر سجدہ کرنے والا' زخموں کے اندر سجدہ کرنے والا' تکلیف میں سجدہ کرنے والا اور

زندگی ناپسند ہونے کے باوجود اللہ کی اطاعت کرنے والا‘ اللہ کے بہت قریب ہو جاتا ہے۔ ناپسندیدہ زندگی آپ کے لیے رحمت ہے کیونکہ یہی وقت ہے سجدہ کرنے والا۔ پسند میں تو سارے ہی مٹھائی کھا کے سجدہ کر سکتے ہیں کہ اب اور مٹھائی ملے گی‘ اور سجدہ کرو۔ مگر اللہ والے کو کہیں کہ سجدے سے ملے گا کچھ نہیں تو وہ کہے گا کہ چاہے کچھ اور نہ ملے‘ سجدہ تو ملے گا۔ تو وہ سجدہ کرنے والا‘ غم اور آزردگی میں سجدہ کرنے والا اللہ کے بہت قریب ہے۔ اس لیے آپ برداشت کو Pleasure بنائیں۔ یہ وقت ہے نیکی کرنے کا۔ اپنے آپ کے ساتھ نیکی کریں۔ دوسروں کی بات کو مائنڈ کرنا چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین تو غصہ نہ کیا کرو‘ لوگوں کو معاف کر دیا کرو اور اگر ہو سکے تو ان پر احسان بھی کر دیا کرو کیونکہ اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ ایک واقعہ تھا کہ ایک غلام نے غلطی کی تو وہ ناراض ہوئے جن کا وہ غلام تھا۔ غلام نے پڑھ دیا کہ والکاظمین الغیظ تو انہوں نے کہا کہ میں نے معاف کر دیا۔ اُس نے آگے پڑھا والعافین عن الناس تو انہوں نے کہا کہ ہم نے تمہیں آزاد کر دیا۔ اس نے پھر پڑھا کہ واللہ یحب المحسنین تو انہوں نے کہا اب کچھ پیسے بھی لے جا۔ مطلب یہ کہ وہ اس حد تک اللہ کے کلام کو ماننے والے تھے۔ تو وہ آزادیوں میں ہوتے ہیں‘ مالک ہوتے ہیں۔ تو

آپ اپنے آپ کو وقت سے ذرا الگ ہو کے سوچا کرو کہ یہ وقت کدھر جائے گا۔ یہ وقت ٹل جائے گا۔ انسانوں کا گلہ دراصل خالق کا گلہ ہے۔ یہ گلہ ہے کہ یہ کیا انسان پیدا کئے گئے ہیں؟ انسانوں کا گلہ بھی چھوڑ دو۔ انسان کا گلہ نہ کرو۔ انسان کو اگر برداشت کر سکتے ہو تو برداشت کرو اور اگر نہیں ہو سکتا تو چپکے سے اعرض عن ھذا ہو جاؤ، اس سے اعراض کر جاؤ، تھوڑا سا علیحدہ ہو جاؤ۔ پھر آپ کی زندگی آسان ہو جائے گی۔

اب کوئی اور سوال

سوال:

صبر اور برداشت کیا ہیں؟

جواب:

جب آپ یہ دیکھ لیں کہ خواہش موجود ہو اور نتیجہ خواہش کے علاوہ ہو تو یہ بات برداشت کرنے کا مقام ہے۔ اگر خواہش برعکس ہے، حالات برعکس ہیں تو یہ برداشت کرنی پڑے گی۔ اللہ کے جو مقرب ہیں ان کی کہانی اور ہے۔ وہ صبر کے مقام کو شکر کے ساتھ طے کرتے ہیں، وہ صبر کو شکر بنا لیتے ہیں۔ اُن سے اگر پوچھو کہ کیا آپ بیمار ہیں؟ تو وہ کہیں گے کہ ہاں بیمار ہیں۔ پھر کیا کیا؟ شکر ہے کہ اُس نے یاد کیا ہے۔ گویا کہ کوئی جتنا قریب ہوتا ہے وہ اتنا ہی صبر کے مقام کو شکر بناتا ہے۔ کیا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ

انہوں نے شہادت کے بعد اللہ کا شکر ادا کیا ہوگا۔ضرور کیا ہوگا۔گویا کہ جتنا کوئی مقرب ہوتا ہے وہ اذیت سے گزرنے کے بعد شکر ادا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ الاوسعھا یعنی اللہ کی طرف سے کوئی تکلیف نہیں آتی مگر وسعت کے مطابق۔ پھر وہ کہتا ہے کہ اللہ نے ہمیں اس قابل سمجھا کہ اتنا بڑا غم ہمیں عنائت فرمایا اور ہمیں مہربانی کر کے اتنی وسعت دی کہ غم کو برداشت کر سکیں۔یہی وجہ ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ پر اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں' کائنات میں چرچے ہوتے ہیں' محبت کی تعریف ہوتی ہے' جبریلِ امینؑ وحی لاتے ہیں' آپؐ کے جلوے زمین پر اور آسمان پر ہیں اور وادیٔ طائف سے بھی گزارا جا رہا ہے۔ یہ جو گزارنا ہے یہ تقرب ہی تقرب ہے۔ جب آپ یہ جان لیں کہ اس میں اللہ کی مرضی ہے تو پھر تو اس میں Pleasure ہی Pleasure ہے۔اگر اللہ نہ چھوڑے تو ہم ہر حال سے گزر جائیں گے۔ میں آپ کو مثالیں دے رہا ہوں کہ مقرب کیسے پیدا ہوتا ہے۔سورۂ یوسف کو جو احسن القصص کہا گیا ہے تو اس میں پیغمبر باپ' پیغمبر بیٹا اور پھر بیٹا کنوئیں میں گرا دیا گیا۔باپ کے پاس علم ہے' نبوت کا علم ہے مگر باپ کو باخبر نہیں رکھا گیا کہ بیٹا کہاں ہے' باپ رو رو کے بینائی ضائع کر بیٹھا۔ دونوں ابتلا میں ہیں اور دونوں ہی جلیل القدر پیغمبر ہیں۔ بیٹا کنوئیں میں گرا تو انہوں نے کہا یہ شکر کا مقام ہے۔کسی پیغمبر نے یہ نہیں کہا کہ اگر یہی پیغمبری ہے تو پھ

ہمارا استعفیٰ۔ ایسا نہیں ہوا۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام پر الزام لگ گیا۔ مگر پیغمبر تو پیغمبر ہے۔ اس کے بعد جیل میں گئے مگر پیغمبر پھر پیغمبر ہے۔ پھر اللہ نے خود فرمایا کہ ہم نے انہیں ایک علم دیا تاویل الاحادیث کا' خوابوں کا علم دیا۔ اللہ نے فرمایا ہے کہ ہم تمہیں ایسا خوبصورت قصہ سُنا رہے ہیں جو احسن القصص ہے اور ایسا خوبصورت قصہ ہے ہی نہیں۔ گویا کہ اللہ ساتھ ہو تو کوئی ابتلا نہیں ہے اور اللہ نہ ہو تو پھر دولت بھی عذاب ہے' پھر کامیابی بھی عذاب ہے۔ بات صرف اتنی ساری ہے کہ آپ اپنی زندگی میں اللہ کو شامل کر کے اپنی زندگی کو سرخرو کر سکتے ہیں ورنہ ساری کامیابیاں اور سارا حاصل ٹوٹل محرومی ہے۔ آپ اندازہ لگاؤ کہ نوح علیہ السلام کو بیٹا ہی نہیں مِلا۔ آپ لوگ تو دو نمازیں پڑھنے کے بعد کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ! ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے کیونکہ آپ ہماری دعا نہیں مانتے۔ نوح علیہ السلام نے نو سو سال اللہ کے دین کی خدمت کی۔ یہ کم از کم سال ہیں ورنہ چودہ سو سال بھی کہتے ہیں اور گیارہ سو سال بھی کہتے ہیں۔ تو انہوں نے نو سو سال دین بیان کیا اور پہلی دفعہ اللہ تعالیٰ سے ایک چیز مانگی کہ یا اللہ اس طوفان سے میرا بیٹا بچا لے۔ اللہ نے کہا کہ جہاں دوسروں کے بیٹے گئے یہ بھی جانے دو۔ ان کی پیغمبری پھر بھی قائم رہی ہے کیونکہ انہوں نے پھر بھی انکار نہیں کیا۔ بس یہ ہوتا ہے پیغمبر۔ مقرب یہ ہوتا ہے کہ اگر اللہ کی رضا یہ ہے کہ بیٹا نہ آئے تو ٹھیک ہے۔

پھر انہوں نے یہ نہیں کہا کہ آج کے بعد پیغمبری کا کاروبار بند۔ انہوں نے کہا کہ جیسے آپ کو پسند ہے، جو آپ کو ناپسند ہے وہ ہمیں بھی ناپسند ہے۔ بس اپنی Will کو Thy will کے ساتھ اتنا تو Surrender کرو۔ اپنے آپ کو فرعون سے بھی زیادہ نہ بناؤ کہ میری یہ بات پوری ہونی چاہیے، وہ بات بھی پوری ہونی چاہیے، مجھے سب تابعدار ملیں ______ خود آپ کسی کی تابعداری نہیں کرتے اور چاہتے یہ ہیں کہ ہر کوئی تابعدار ہو، تو یہ گمراہی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا آپ کسی کے تابعدار ہیں یا نہیں۔ یہ دیکھو کہ تم کس کی تابعداری کرتے ہو۔ اطاعت کرانے کی بجائے پہلے اطاعت کرنا سیکھو۔ اطاعت اگر اچھی چیز ہے تو خود کرو اور اگر بری چیز ہے تو اس بے چارے کو کیوں کراتے ہو۔ یہ آسان سی بات ہے کہ اطاعت اگر اچھی ہے تو خود کرو اور بری ہے تو اس بیچارے کو کیوں مجبور کرتے ہو۔

سوال:

صبر اور شکر کے مقام پر دوسروں کے سامنے مسلسل آنسو بہاتے جانا کہاں تک ٹھیک ہے؟

جواب:

غم یا غم کا اظہار اگر Pity Invoke کرنے کے لیے ہے تو یہ پراپیگنڈہ ہے۔ اگر وہ شخص آنسوؤں سے Pity Invoke کرتا ہے تو یہ پراپیگنڈہ

ہے۔غم ایک ایسی چیز ہے جو آپ کے دل میں اُتر جائے‘ آپ کے باطن پر نازل ہو جائے اور آپ اس کو اللہ کی طرف سے ایک خاص احسان سمجھ کے قبول کریں اور غم کو اپنے پر سوار نہ ہونے دیں‘ غم کے راستے کو اللہ کی یاد کی طرف لے چلو تو پھر اللہ تعالیٰ کا بہت تقرب ملتا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے غم کو لوگوں کی نگاہوں سے بچایا اور وہ لوگ جو اپنے غم کو رات کے آنسوؤں تک لے گئے وہ فلاح پا گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا یعنی وہ ہنستے کم ہیں اور روتے زیادہ ہیں۔ یہ لوگوں کے سامنے کی بات نہیں بلکہ اللہ کے سامنے کی بات ہو رہی ہے۔ تو اپنے غم کو نامحرموں سے چھپانا ہی بہتر ہے۔ دنیا سے غم کو چھپانا ہی بہتر ہے۔ دنیا کا کام یہ ہے کہ وہ آپ کے غم کا لطف برباد کر دے گی۔ دنیا کو کبھی غم کی قیمت دینے والا نہ بناؤ۔ دنیا غم کی قیمت نہیں دے سکتی۔ غم نفاست پیدا کرتا ہے اور دنیا کھردرے ہاتھوں سے کیا نفاست دیکھے گی‘ آپ کے فائن لباس کی نفاست کیسے دیکھے گی۔ اگر اللہ نے آپ کو غم مل ہی گیا ہے۔ تو اسے کٹھور لوگوں کو دکھایا تو کیا دکھایا۔ غم کو تو کم از کم سنبھال کے رکھو۔ یہ سرمایہ ہے۔ اسے دل میں رکھنا۔ انسانوں سے ہمدردی Seek کرنے کا عمل صحیح نہیں ہے۔

انسانوں کے ساتھ ہمدردی کرنا نیکی ہے لیکن ہمدردی Seek کرنا غلطی ہے کہ آپ لوگوں سے ہمدردی مانگیں۔

چمن میں لالہ دکھاتا پھرتا ہے داغ اپنا کلی کلی کو
یہ جانتا ہے کہ اس دِکھاوے سے دل جلوں میں شمار ہوگا

تو اس طرح تو دل جلوں میں شمار نہیں ہوتا۔ مطلب یہ کہ یہ مقام اور ہے۔ غم کو امانت سمجھ۔ غم کو کیفیت بنا۔ غم کو عبادت بنا۔ غم کو اللہ کا تقرب بنا۔ غم اور آنسو اور خدا ایک جگہ رہنے چاہییں۔ اگر انسان کے پاس کتاب کا علم نہ ہو مذہب کا بھی زیادہ علم نہ ہو اور وہ خدا کے بارے میں کوئی آسان نسخہ سمجھنا چاہے کہ خدا کیا ہے تو اس کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ تنہائی میں نکلنے والے آنسو جو ہیں یہ تیرے اللہ کا قرب ہیں۔ ایسے آنسو جو کسی انسان کا گِلہ نہ کر رہے ہوں اور تنہائی میں ہوں اور اُس وقت

یا تو رات ہو یا پھر حق کی ذات ہو

تو وہ آنسو جو ہیں وہ اللہ کا تقرب ہیں۔ ورنہ تو دوسرے آنسو بچوں کے آنسوؤں جیسے ہوتے ہیں یا پھر Crocodile کے ہوتے ہیں۔

سوال:

زندگی کے اس سفر میں صبر کے ساتھ مایوسی بھی آجاتی ہے۔ پھر کیا کریں؟

جواب:

اگر سفر کامیاب ہو گیا تو ساری ہی کامیابی ہے۔ جس شخص کو یہ یقین

ہو کہ میری زندگی جو ہے وہ کامیاب ہو جائے گی تو وہ آج کے غم سے پریشان نہیں ہوگا۔ بار بار اللہ نے کہا کہ میری رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ لاتقنطوا من رحمة الله میری رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے؟ گویا کہ انسان مایوس ہو سکتا ہے۔ اب اس کے ترجمے پر غور کرو کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونے کا مطلب کیا ہے؟ اپنے مستقبل سے مایوس نہ ہونا۔ اگر یہ زندگی ابتلا میں ہے اور اگلی زندگی فلاح پائے تو بھی کامیابی ہے۔ ایک حدیث شریف آپ کو سناتا ہوں کہ "الدنیا سجن المومن وجنة ا[illegible] دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت۔ مومن دنیا سے پریشان ہی گزرے گا۔ وہ زیادہ مال رکھ نہیں سکتا کیونکہ اس کے اوپر محاسبہ ہے اور وہ دوسروں کو حصہ دیتے دیتے خود محرومی سے گزر جائے گا۔ مومن خود انصاف کرتا ہے' خود رحم کرتا ہے اور ظالموں سے واسطہ پڑ جائے تو انہیں کچھ نہیں کہتا۔ بے چارے کی زندگی صرف اذیت ہی اذیت ہے۔ اگر مالک کی طرف سے ہے تو وہ برداشت کر کے آگے نکل جائے گا' سرخرو ہو جائے گا۔ گویا کہ اپنی زندگی کو اللہ کا احسان سمجھ کے آگے چلے جاؤ' Next Moment میں کیا ہونا ہے' یہ تمہیں پتہ نہیں۔ ابلیس کی ایک تعریف بڑی عجیب ہے۔ آپ سن لو کہ کیا ہے؟ ابلیس [illegible] کہتے ہیں کہ جو اللہ کے امر سے انکار کرے وہ ابلیس ہے اور [illegible] یہ بتا رہا ہوں کہ جو اللہ کی

رحمت سے مایوس ہو وہ ابلیس ہے۔ گرامر میں ابلیس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے والا۔ اس کا مادّہ ہی وہی ہے۔ تو ابلیس کا معنیٰ ہے رحمت سے مایوس۔ جو رحمت سے مایوس ہوگا وہ توبہ نہیں کرے گا۔ اور شکر نہیں کرے گا۔ رحمت سے مایوس انسان شکر نہیں کرتا' وہ انعام کو اپنا حق سمجھتا ہے اور محرومی کو ظلم سمجھتا ہے۔ جب اُسے کچھ مل جائے تو کہتا ہے کہ یہ میرا حق تھا اور جب کچھ نہ ملے تو کہتا ہے کہ میرے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ تو وہ آدمی اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔ ہونا کیا چاہیے؟ وہ یہ کہے کہ جو مجھے ملا یہ اس کی مہربانی ہے اور جو رہ گیا ہے وہ میری کوتاہی ہے۔ تو آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ آپ کی جو بھی زندگی ہے اس کے بارے میں کہو کہ میں اس سے مایوس نہیں ہوں اور I am waiting for better tomorrow اچھے وقت کا انتظار کر رہا ہوں' تو آپ کی زندگی کامیاب ہے۔ تو کامیاب کون ہے؟ جس کا انتظار کامیاب ہے۔ اگر انتظار اللہ کی رحمت ہے تو یہ آج سے شروع ہو گئی ہے اور اگر انتظار عذاب ہے تو یہ بھی آج سے شروع ہے۔ اب آپ بتاؤ کہ آپ کو کیا انتظار ہے؟ اگر رحمت ہے تو یہ آج سے شروع ہے۔ جس چیز کا آپ انتظار کرتے ہیں وہی چیز آپ کے ساتھ رائج ہو جاتی ہے۔ آپ اُس کی رحمت کا انتظار کریں تو رحمت رائج ہو گئی۔ تو اللہ کی رحمت کو اپنی پریشان زندگی میں رائج کر لیا کرو۔ غلطیوں پہ معافی مانگو۔ یہ توبہ کا

وقت ہے۔ اللہ تعالیٰ معافیاں دے دے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں سے درگزر فرمائے۔ پھر آسانی ہو جاتی ہے۔ لمبی چوڑی عقل کی بات نہیں ہے' سادہ لوح کی طرح اللہ کو ماننا چاہیے۔ اللہ کے ساتھ چالاکی نہ کرنا۔ واللہ خیر الماکرین اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے' وہ ایسی بات کرتا ہے کہ انسان سب دانائیاں بھول جاتا ہے۔ میڈیکل سائنس ترقی کرتی ہے تو نیا علاج ڈھونڈتی ہے اور بیماری چپکے سے ایک نیا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ اب علاج پیچھے رہ گیا۔ یہ ''دانائیوں'' کی بات ہے۔ اور ''نادان'' کی بات کیا ہے؟ کہ آپ جیسے بھی زندگی گزار رہے ہیں وہ ٹھیک ہے' اللہ سے کہو کہ ہمیں تو اتنی سمجھ ہے۔ ویسے بھی آپ سوچو' غور کرو' آپ سائنس بھی جانتے ہیں' لائٹ کی سپیڈ بھی جانتے ہیں کہ ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے' کائنات کی وسعتیں بھی آپ جانتے ہیں کہ یہ کائنات کتنی وسیع ہے' سینکڑوں لائٹ ایئرز کا فاصلہ ہے' کروڑوں ستارے' ہزارہا میل اور کروڑہا سال کے فاصلے طے نہیں ہوتے' تو اس ساری وسیع کائنات کا خالق اللہ ہے۔ اس پوری وسعت میں آپ اندازہ لگائیں کہ زمین کی کیا حیثیت ہے۔ دور سے دیکھو تو یہ زمین اتنی سی بھی نہیں ہے۔ اس زمین کے اندر سارے ملکوں میں ایک ملک کا کیا مقام ہے' پورے پاکستان میں ایک شہر کتنا ہوتا ہے اور اس میں ایک انسان ہے۔ اور پھر اس کا خالقِ کائنات کے ساتھ جھگڑا' اتنی وسیع

کائنات بنانے والے کے ساتھ۔ وہ کہتا ہے کہ یا اللہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں' وہ کیا کر رہے ہیں' ہمارا خیال ہی نہیں کرتے ______ مقصد یہ ہے کہ ابھی تو آپ کی تسلیم قبول نہیں ہو رہی۔ بجائے اس کے آپ سجدہ کریں اور اپنی نااہلی کو تقدیر نہ کہیں۔ یہ زندگی میں آپ کی نااہلی ہے۔ اس لیے اپنی نااہلی سے توبہ کرو اور اللہ کو تسلیم کرو اور یہ کہو کہ جیسی بھی میری زندگی ہے میں راضی ہوں۔ اگر آپ راضی ہیں تو سمجھو کہ اللہ کا شکر ادا ہو گیا۔ زندگی دینے والا تو وہ ہے۔ آپ کہو کہ یا اللہ ہم نے اپنی زندگی کو تیرا حکم سمجھ کے یقین کے ساتھ مان لیا ہے۔

میں مَنیا نال یقین دے

اب ''لیکن'' نہ کہنا۔ جو بھی زندگی ہے وہ قبول کرلو۔ بالکل قبول ہے تو اور بھی اچھی بات ہے۔

سوال:

پھر دعا کی کیا گنجائش ہے؟

جواب:

زندگی کے اندر کسی چیز کو قبول کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس میں سے دعا کی گنجائش نکل جائے گی۔ جب آپ مالک کے فیصلے کو قبول کر لیں گے تو وہ جہاں کہتا ہے کہ دعا کرلو تو وہاں دعا کرلو اور جہاں وہ کہتا ہے کہ

نہ کرو تو نہیں کرو۔ دعا کوئی اصرار تو نہیں ہے‘ شرط تو نہیں ہے۔ اگر وہ کہے کہ کرلو تو پھر آپ کرلو۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ جہاں مذہب نے کہا ہے کہ دعا کرلو تو وہاں کرلو۔ مذہب نے بڑی آسانی کی ہے‘ ہر مقام پر دعا ہے‘ آئینہ دیکھنے تک کی بھی دعا ہے کہ یا اللہ جس طرح میری شکل خوبصورت بنائی ہے میرا باطن بھی اسی طرح خوب صورت بنا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہر مقام کی دعا رکھ دی ہے۔ تو آپ دعا کیا کرو۔ دعا سے منع نہیں کیا گیا۔ دعا کو کبھی شرط نہ بنانا۔ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ اگر پیغمبروں کی دعا قبول نہ ہو تو پیغمبری قائم رہتی ہے۔ یہ نہ کہنا کہ میں دعا مانگ کے تھک گیا ہوں مگر دعا پوری نہیں ہوئی‘ اب بتاؤ تم کس طرح اللہ کی بات کرتے ہو۔ تو یہ نہ کہنا۔ وہ پوری کرے یا نہ کرے‘ درخواست دے دو۔ دعا کی شرط کیا ہے؟ وہ مانے یا نہ مانے‘ آپ دعا کرو‘ التجا کرو۔ دعا کیا ہے؟ یہ التجا ہے‘ استحقاق نہیں ہے۔ اسے ہمیشہ التجا کے طور پر کہو کہ یا اللہ تیری مہربانی‘ یا تو یہ خواہش پوری کر دے یا اِسے ہٹا دے تُو بہتر جانتا ہے۔ اگر خواہش ختم ہو جائے تو اور بھی اچھی بات ہے۔ کچھ فقیر لوگ اس مقام پہ ہوتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ دعا بھی کیا مانگنی ہے۔ کچھ فقراء کہتے ہیں کہ دعا مانگو۔ تو فقراء میں بڑے بڑے طبقے ہیں۔ ایک درویش کہتا ہے کہ تجھے تیری زندگی دعا کے بغیر ملی‘ تجھے تیری خوب صورت شکل دعا کے بغیر ملی‘ تجھے تیری بینائیاں دعا کے بغیر ملیں‘ رعنائیاں دعا کے بغیر

ملیں' خیال دعا کے بغیر ملا' باقی واقعات بھی دعا کے بغیر' پھر دعا کے بغیر ہی زندگی رخصت ہو جائے گی _____ اب درمیان میں تو نے دعا کے ساتھ کیا کر لینا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اب دعا کی گنجائش کتنی ہونی ہے۔ جو کچھ ہے وہ تمہارے ساتھ ہوا پڑا ہے۔ جب وہ بن مانگے دے ہی رہا ہے تو

بن مانگے موتی ملے

مانگے ملے نہ بھیک

جب وہ دیتا ہی چلا جا رہا ہے تو پھر آپ اپنے آپ کو اس کے حوالے کرو۔ وہ آپ کو کبھی محروم نہیں کرے گا۔ امیر ہونے کا نسخہ بتاتا ہوں۔ اگر آپ کی خواہش اس سے زیادہ ہے جو کچھ آپ کا حاصل ہے تو آپ غریب ہیں اور اپنے حاصل سے خواہش کو کم کر دو تو تم اسی حال میں بھی امیر ہو جاؤ گے۔ تو خواہش تھوڑی کر دی تو آپ امیر ہو گئے۔ اگر خواہش پھیل گئی' حاصل کی چادر سے پاؤں باہر نکل گئے تو وہیں کھڑے آپ غریب ہو جائیں گے۔ لہٰذا اپنی آرزوؤں کو کم کر لو تو آسودہ ہو جاؤ گے۔ اس شخص کو معاف کر دو جو آپ کی مرضی کے مطابق نہیں چل رہا۔ جو آپ کی مرضی پہ نہ چلے آپ اُسے بے وقوف کہتے ہیں۔ جس طرح آپ کو اپنی مرضی کا حق ہے اُسے بھی اپنی مرضی کا حق ہے۔ تو دوسرے کو دوسرے کی مرضی کا حق دو۔ پھر آپ کو کوئی آدمی پریشان نہیں کرے گا' بس چلتے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے

حالات بہتر کرے گا

ایک اور سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ Real اور Ideal میں کیا فرق ہے۔ اکثر یہ سمجھ نہیں آتی۔ Real ہم کہتے ہیں اس کو جو As it is ہو اور Ideal کیا ہوتا ہے؟ As it ought to be۔ آپ As it is کو قبول کر لو یعنی جو کچھ ہے اسے قبول کر لو۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ ایسا ہونا چاہیے تو پھر یہ آپ کے لیے چیلنج ہے۔ اب اسے کر کے دکھاؤ۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں ایسی حکومت ہو تو پھر یہ آپ کے لیے چیلنج ہے' جھنڈے لگاؤ' پارٹی بناؤ' حکومت بنا کے دکھاؤ۔ اب یہ نہ کہنا کہ ہم بنانا چاہتے تھے تو بنا نہیں ہے۔ دعویٰ مجبوری کی نفی ہے۔ دعویٰ کیا ہے؟ دعوے میں مجبوری نہیں دکھانی۔ اگر آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ ملک کے حالات بہتر کریں گے تو پھر کر کے دکھاؤ۔ یہ چیلنج آپ ہی کا ہے اور جواب بھی آپ ہی نے دینا ہے۔ یہ نہ کہنا کہ حالات بڑے مشکل تھے اس لیے یہ نہیں ہوا۔ اللہ کرے کچھ نہ کچھ ہو ہی جائے۔ سارے مل کے دعا کرو کہ کامیابی ہو۔ ہونی چاہیے' ضرور ہونی چاہیے۔ بہرحال یہ بات یاد رہے کہ کامیابی ہو یا نہ ہو' حاصل ہو یا نہ ہو' زندگی بہت مختصر ہے۔ اس میں سے گلہ کر کے نہ نکلنا۔ یہ میری نصیحت ہے۔ تو گلہ نہ ہو' لوگوں کی شکایت نہ ہو' یہ نہ کہنا کہ اگر یہ آدمی جنت میں جائے گا تو میں نہیں جاؤں گا۔ آپ لوگ تو اللہ کو اللہ بننے سے روکتے ہیں۔ اللہ چاہے جسے

معاف کردے۔گویا کہ آپ نے معافی کی گنجائش نہیں رکھی۔تو آپ معاف کردو۔معاف کردینے کا مطلب ہے ظالم کو اس کی سزا سے بچانا اور اپنے آپ کو حماقتوں کی سزا سے بچانا۔جس نے معاف کیا وہ معاف کردیا گیا۔ اگر آپ نے آگے جاکے اللہ سے معافی لینی ہے تو اِدھر معافی دے کر جانا۔ اگر تم بغل میں کسی کے خلاف درخواست چھپا کے لے جارہے ہو تو دوسرا تمہارے خلاف درخواست لے کے آرہا ہے' تم پھینک دو تو وہ بھی پھینک دے گا۔معاف کر کے جاؤ تو معاف کردیئے جاؤ گے۔اس لیے آپ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ سب کے حال پر رحم فرمائے۔

آپ کو ایک نسخہ بتا رہا ہوں یاد رکھنے کے لیے۔جس چیز کو' جس عمل کو' جس شے کو' جس شخص کو آپ اللہ کے حوالے سے اپنی زندگی میں شامل کرتے ہیں تو اس شخص' اس شے اور اس جگہ کو اللہ ہی کے حوالے سے مانتے رہنا۔ بات سمجھ آئی؟ اگر یہ مصلّٰی ہے' یہ کپڑا ہے' جائے نماز ہے تو اس کا کپڑا بازار سے لیا ہوگا اور پھر اس کپڑے کو آپ نے مقرر کرلیا کہ یہ نماز کی جگہ ہے۔ آپ نے عزت سے اس کو نماز کی جگہ بنائی تو اب اس کپڑے کی ہمیشہ عزت کرنا کیونکہ یہ اللہ کے ساتھ آپ کا تعلق بیان کررہا ہے۔اگر ایک کمرے میں آپ اللہ کو یاد کرتے ہیں تو اس کمرے میں جب بھی جاؤ' اللہ کو یاد کرو۔ اگر کسی آدمی سے آپ کا تعلق اللہ کے حوالے سے ہے تو اس کے ساتھ ہمیشہ

اللہ کے حوالے سے تعلق رکھنا۔ اس تعلق کو دنیاوی تعلق نہ بنانا۔ بات سمجھ آئی؟ جس جگہ پہ آپ عبادت کرتے ہیں اس جگہ کو دنیاوی مقصد کے لیے استعمال نہ کرنا۔ آج پریشانی کی یہی وجہ ہے کہ ہم نے مساجد کو خصوصیت کے ساتھ اللہ کی جگہ بنانے کے بعد لازمی طور پر دنیاوی کاروبار کے لیے لگا دیا اور جو برکت تھی وہ ختم ہو گئی۔ تو یہ ہے دِقت کی بات۔ اللہ کے حوالے سے آپ جو بھی انتظام کر رہے ہیں اس کو اللہ ہی کے حوالے سے قائم رکھنا۔ چار آدمی اگر مل کے اللہ کی تلاش میں گئے ہیں تو چاروں کا اجتماع ہی اللہؐ ہے۔ اس میں سے کسی کو نکالنا نہیں۔ میاں بیوی مل کے فیصلہ کر لیں کہ زندگی کو خوش بنائیں گے تو یہ مِلنا ہی خوشی ہے اور جب ایک الگ ہو گیا تو زندگی ٹوٹ گئی۔ جس حوالے سے آپ نے آغاز کیا وہ حوالہ ہی انجام ہے۔ یہ بات یاد رکھ لینا۔ بہت کام آئے گی۔ اگر آپ بیٹھ گئے اور دعا کی کہ یا اللہ کوئی مشاہدہ دکھا، خواب دکھا، تو اس خواب کا احترام کرنا جس میں مشاہدے کا امکان ہو۔ اگر آپ کو بتایا گیا ہے کہ یہاں بیٹھ جاؤ، تمہارا مسئلہ حل ہو جائے گا اور اللہ تمہیں یہاں کوئی نشانی دکھائے گا۔ تو وہاں بیٹھ جانا اور کبھی نہ اُٹھنا۔ مایوسی سے اگلا قدم کامیابی کا ہے۔ آپ مایوسی تک تو پہنچ چکے ہیں، اب اگلا قدم کامیابی کا ہے۔ گویا کہ مایوسی کی طرف ہی نہ رہنا بلکہ اگلا قدم اُٹھا کے رہنا۔ تو وہ آدمی کامیاب ہوگا۔ پھر یہ بڑی آسانی کی بات ہے۔ لہٰذا آپ مایوس

نہ ہونا۔ ناکامیوں کی وجوہات تلاش کرنے والے کامیابی کو کیسے ڈھونڈیں گے۔ اگر پتہ ہے تو کامیابی کی وجوہات کو ڈھونڈ۔ اگر نہیں پتہ تو پھر ناکامیوں کی وجوہات بھی غلط ہیں۔ ایک انسان جس کا اللہ کریم سے تعلق ہو وہ حالات سے بیگانہ ہوتا ہے۔ اللہ کا تعلق جو ہے وہ دنیاوی کامیابیوں اور آسائشوں میں نہ شامل کرو نہ گنو۔ یہ جھوٹے لوگوں نے کیا کہ رشوت کا مال لے کے کہہ دیا کہ میرے اللہ کا بڑا فضل ہو گیا۔ اُس نے غریبوں کو گمراہ کیا ہے۔ اس پر اللہ کا فضل نہیں ہے۔ فضل جو ہے وہ تیرے اللہ سے تعلق کا نام ہے۔ یہ زندگی کے حال کا نام نہیں ہے' حالات کا نام نہیں ہے بلکہ یہ تیرے خیال کا نام ہے۔ تو فضل کیا ہے؟ یہ تمہارے خیال کا نام ہے' چاہے غریبی ہو یا امیری ہو۔ اگر بلالؓ کی شکل اور ہو مگر وہ اللہ کے فضل سے ہمارے نزدیک سب سے خوبصورت اور بلند ہیں۔ تو حالات پہ آپ نہ جانا۔ یہ نہ کہنا کہ وہ کیسے اللہ والے ہیں کہ جن کے گھر میں فاقہ ہے۔ آپ یہ کہنا کہ اللہ والا بنانے والے کے گھر میں بھی فاقہ ہے یعنی جن کے نام سے اللہ والے بنتے ہیں' وہ کائنات کے مالک ہیں لیکن گھر میں فاقہ ہے۔ اگر سرکار دو عالم ﷺ کے گھر میں فاقہ ہے تو فاقہ جو ہے یہ اللہ کے تقرب میں کمی کا نام نہیں ہے۔ پھر بھی تقرب ہو سکتا ہے' چاہے تکلیف موجود ہو۔ اب یہ راز ہے اور آپ یاد رکھنا۔ ہم مانتے ہیں اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کو' لیکن آپؐ جیسی زندگی گزارنے سے

گریز کرتے ہیں۔ یہ ہے راز۔ بیان یہ کرتے ہیں کہ آپؐ کی زندگی سادہ تھی اور آپ لوگوں کے گھر میں زندگی کی کئی Complications ہیں۔ آپؐ کی زندگی بہت سادہ تھی اور ہماری زندگی سادہ نہیں ہے۔ زندگی سادہ نہیں ہے اور ایمان ہم آپؐ پر رکھتے ہیں لیکن آپ جیسی زندگی بنانے سے گریز کرتے ہیں' اندر کی زندگی بھی ویسی نہیں بناتے۔ تو جس کے نام کی زندگی ہے ویسی بناؤ۔ اس لیے کبھی تنہا بیٹھ کے اپنی زندگی کے بارے میں یہ سوچا کریں کہ میری زندگی میری خوشی کی تو نہیں ہے' کیا میں اس زندگی کو اللہ کی خوشی کی زندگی بنا سکتا ہوں؟ یہ میری جیسی بھی زندگی ہے' ٹوٹی ہوئی ہے' کمزور ہے' نالائق ہے' غریب ہے' کیا میں اس زندگی کو اللہ کی پسند کی زندگی بنا سکتا ہوں؟ راز یہ ہے کہ اگر زندگی کافر ہے تو کلمہ پڑھ کے وہیں مومن ہو جاؤ۔ زندگی جو ہے وہ ماننے سے فوری طور پر مومن ہو جاتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ پر آپ ایمان لے آؤ تو اللہ تعالیٰ آپ کی وہی زندگی قبول فرماتا ہے بلکہ صحابہ کرامؓ کے وہی نام قبول فرما لیے گئے۔ ان میں سے کسی نے مسلمان ہو کے نام بدلا نہیں ہے۔ گویا کہ مان لینے سے آپ کی زندگی تسلیم ہو جاتی ہے۔ اپنی زندگی کو اللہ کی رضا کے مطابق دیکھو' اللہ کے محبوب ﷺ کی رضا کے مطابق دیکھو۔ اس کو کبھی اَنا کے مطابق نہ دیکھنا۔ کبھی بھی دنیا سے مقابلہ نہ کرنا۔ ایک اور بات' یہ بات میں نے آپ کو بار بار بتائی ہے' لکھ کر بھی بتائی ہے یعنی

خوش نصیب کی تعریف کر کے بتائی ہے کہ خوش نصیب وہ ہے جو اپنے نصیب پر خوش ہو۔ تم اپنے آپ پہ خوش نہیں ہو‘ تمہیں خوش نصیبی کیا نظر آئے گی۔ تو اچھی ماں وہ ہے جو اپنے سیاہ بیٹے پر بھی راضی ہو اور اُسے محبت کے ساتھ رکھے۔ جیسے اپنے بیٹے کو پسند کرتے ہو‘ اسی طرح اپنی زندگی پہ راضی ہو کے دیکھو‘ اپنے نصیب پر مطمئن ہونے کا اظہار کرو۔

سوال:

سکونِ قلب کے بارے میں فرمائیں۔

جواب:

عام طور پر لفظ کا جو معنیٰ ڈکشنری میں ہوتا ہے وہی اس کا اصلی معنیٰ ہوتا ہے۔ بالعموم ایسا ہوتا ہے۔ سکون ایک حالت کا نام ہے جس میں کوئی چیز ساکن ہوتی ہے۔ مثلاً پارہ سکون نہیں پکڑتا بلکہ اضطراب میں رہتا ہے۔ ساکن‘ سکون‘ سکونت‘ تسکین ایک طرح کے لفظ ہیں۔ تو ساکن رہنا یا سکون حاصل کرنا ایک ایسا مقام ہے جس میں اضطراب نہ ہو۔ جیسے یہ ظاہری معانی میں ہے اصل سکون تب ہے جب زندگی سے ''زندگیت'' نکل جائے‘ جب زندگی سے زندہ ہونے کا عمل نکل جائے۔ تو جوجود کی حالت ہے وہ سکون کی حالت ہے۔ جو چیز ہمیں زندہ رکھتی ہے وہ حرکت ہے اور خواہش ہے۔ تو یہ دو چیزیں ہیں۔ ظاہر کی زندگی حرکت کا نام ہے‘ عمل کا نام ہے اور باطن کی

زندگی آرزو کا نام ہے۔ انسان کا ظاہر وجود اگر ایک جگہ سو یار ہے تو کہتے ہیں کہ آدمی بیمار ہو گیا۔ اور اگر آرزوئیں بہت زیادہ ہوں تو کہتے ہیں کہ یہ بہت بیمار ہو گیا کہ بے چارہ ہر وقت پریشان ہی رہتا ہے۔ جو بے آرزو ہو جائے اُسے آپ کہتے ہیں کہ یہ دیوانہ ہے یا مجذوب ہے کیونکہ اس کی آرزو ہی کوئی نہیں ہے۔ آپ بات سمجھے ہیں؟ ایک آدمی دیوانہ تھا۔ لوگ اس کو دیکھ کے اس کا مذاق اُڑاتے اور ہنستے۔ وہ تو تھا ہی دیوانہ، وہ بھی ہنسنے لگ گیا۔ لوگوں نے کہا تم ہنستے کیوں ہو؟ اس نے کہا تم کیوں ہنستے ہو؟ لوگوں نے کہا ہم تو اس لیے ہنستے ہیں کہ تم دیوانے ہو۔ اس نے کہا میں بھی اس لیے ہنس رہا ہوں کہ تم دیوانے ہو۔ لوگوں نے کہا ہم ثابت کرتے ہیں کہ تم دیوانے ہو کیونکہ تم نے دنیا چھوڑ دی ہے۔ اُس نے کہا کہ میں ثابت کرتا ہوں کہ تم دیوانے ہو، یہ بتاؤ کہ تم نے دنیا میں نہ چھوڑنے والی چیز کون سی دیکھی ہے، جس کو میں نے چھوڑا ہے، تم نے ایسی کون سی چیز دیکھ لی ہے جس کو نہ چھوڑ کے جاؤ گے، میں نے ذرا وقت سے پہلے چھوڑ دی اور تم اس وقت چھوڑو گے جب تم سے وہ چیز چھڑالی جائے گی، میں نے تو ہوش کے عالم میں چھوڑی اور تم سے جب ہر چیز چھین لی جائے گی تو پھر تم چھوڑو گے، اس سے پہلے کہ چیزیں چھین لی جائیں، ہم دستبردار ہو گئے ______ تو سکون کا ایسا عالم بھی ہے۔ اس سے پہلے کہ تم سے چھین جھپٹ ہو، چھاپ تِلک سب چھین لی جائے، اس سے پہلے کہ چھینا

چھپٹی ہوتو اس چیز سے خود دستبردار ہو جاؤ۔ پھر حالتِ سکون آ جائے گی۔
سکون کا معنیٰ؟ اس سے پہلے کہ دنیا والے اپنا عمل کریں۔ آپ سمجھ جاؤ۔
دنیاوالوں کا عمل یہ ہوگا کہ وہ آپ کا نام بھی چھین لیں گے' نام کی بجائے
''حاضر مَیت'' کہیں گے۔ تو آپ اپنے آپ کو خواہشات سے باطنی طور پر
ذرا ذرا دستبردار کرلو تو حالتِ سکون پیدا ہو جائے گی' اضطراب کم ہو جائے گا۔
زندگی میں جو کچھ موجود ہے اس میں نئی چیز شامل کرنے کی خواہش نکال دو تو
سکون ہو جائے گا۔ زندگی میں سے کچھ نکالنے کی خواہش نکال دو تو سکون ہو
جائے گا۔ اگر یہ کہو گے کہ اِس آدمی کی ٹرانسفر شیخوپورہ ہو جائے تو اچھا ہو
جائے گا تو اُس آدمی کی ٹرانسفر شیخوپورہ نہیں ہونی۔ اب یہ آپ کے سکون
میں رکاوٹ آ گئی' تو سکون میں رکاوٹ وہ خواہش ہے کہ آپ کسی چیز کو نکال
دینا چاہتے ہیں یا وہ پسندیدہ انسان شامل ہو جائے جو آج کل مل نہیں رہا' وہ
آدمی ہمارے گاؤں میں آ جائے تو گاؤں میں بہار آ جائے۔ ایک آدمی کے
آ جانے سے بہار آ جاتی ہے اور ایک آدمی کے چلے جانے سے بہاریں روٹھ
جاتی ہیں۔ یہ ساری باتیں' سارے محاورے آپ کو پتہ ہیں۔ اگر شہر میں
دوست نہ ملے تو کہتے ہیں کہ شہر ویران لگ رہا تھا اور دوست ساتھ ہو تو جنگل
میں میلے ہوتے ہیں اور بڑی رونقیں ہوتی ہیں۔ تو یہ رونقیں اس لیے تھیں کہ
وہ آئے ہوئے تھے۔ یہ انسان کا مزاج ہے۔ اگر آرزو کو تھوڑا سا روکا جائے تو

سکون کا سفر شروع ہوتا ہے۔ سکون کا سفر آرزو کو بریک لگانے سے شروع ہوتا ہے۔ آپ آرزوئیں کم کرنا شروع کر دیں۔ زندگی میں سے بہت ساری چیزیں نکالنے کی خواہش یا اس میں اور کچھ ڈالنے کی خواہش کو تھوڑا سا روکو۔ یہ تو عام سا نسخہ ہے سکون کا، لیکن فوری طور پر اثر کرنے والا نسخہ، جسے آپ Acid Test کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ

اپنے سکونِ قلب کا کچھ اہتمام کر

اس خانۂ خدا سے کدورت نکال دے

تو دل کو اگر خانۂ خدا بنانا ہے تو اس سے کدورت نکال دو۔ کدورت کا معنیٰ؟ ناپسندیدہ انسان، ناپسندیدہ شے، ناپسندیدہ جگہ۔ یہ نہ کہنا کہ یہ کیا جگہ ہے، یہ تو وہی چیز سامنے آ گئی جو ہمیں پسند نہیں۔ اگر آپ اپنے آپ کو افلاطون سمجھنا چھوڑ دو تو سکون آ جائے گا۔ اپنے آپ کو بہت پسندیدہ اور اپنے آپ کو اپنے خیال میں وی آئی پی بنانا چھوڑ دیا جائے تو سکون مل جاتا ہے۔ تو دل سے کدورت نکال دو، یہ سکونِ قلب کا خاص نسخہ ہے۔ سکون کا اس سے بھی آسان اور خوبصورت نسخہ یہ ہے کہ دوسروں کو سکون پہنچانا شروع کر دو، آپ کو سکون ملتا جائے گا۔ سکون اس کو ملتا ہے جو سکون دیتا ہے۔ لہٰذا سکون حاصل کرنے کی تمنا عبث ہے، سکون دینے کا اہتمام ہونا چاہیے۔ سکون اس کو ملے گا جس نے سکون پہنچایا۔ جب انسان یہ فیصلہ نہ کر سکے کہ

ایسا ہو کہ نہ ہو' میرا سایہ میرے ساتھ چلے گا کہ نہیں چلے گا' میں نے اس کو ساتھ لینا ہے کہ نہیں لینا _____ تو اس وقت سکون غائب ہو جاتا ہے۔ تمہارے تذبذب کے عالم میں تمہارے ہاتھوں سے جو پہلی چیز اُڑتی ہے وہ سکون ہے۔ تذبذب جو ہے یہ تمہارا سکون اُڑا دے گا۔ تذبذب کا مطلب ہے کہ To be or not to be۔ تو یہ تذبذب سکون ختم کر دے گا۔ اگر کوئی آدمی ناپسندیدہ ہے تو فیصلہ کر لو' جدا ہو جاؤ' تو سکون خراب نہیں ہوگا۔ تو سکون جو ہے وہ سکون پہنچانے کا نام ہے اور سکون جو ہے وہ کدورت کے نکالنے کا نام ہے۔ سکون نہیں مل سکتا سوائے اللہ کے ذکر کے۔ اللہ کا ذکر کیا ہے؟ اللہ کا ذکر میں کسے کہہ رہا ہوں؟ اللہ کا ذکر صرف اسم ذات یعنی ''اللہ'' بھی ہے۔ اسم ذات کا جاری ہونا ذکر ہے۔ ''اللہ'' کا سانس کے تواتر کے ساتھ ذکر کیا جائے تو یہ جاری ہو سکتا ہے۔ ذکر میں محویت آ جائے تو سکون آ جاتا ہے۔ آپ انسان ہیں لیکن آپ کا سانس تو انسان نہیں ہے' سانس تو سانس ہے۔ سانس کا ساتھ' آنے جانے والے سانس کے ساتھ اگر اسم ''اللہ'' کو پکارا جائے' چاہے باآوازِ بلند نہ بھی ہو' کچھ عرصہ کے بعد اگر کوئی فیضِ نگاہ مل جائے تو یہ ذکر جاری اور ساری ہو جاتا ہے۔ یہ ہے ''نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگے' ہرجائی ہو'' تو یہ وہ بوٹی ہے جو مُشک مچاتی ہے۔ پھر یہ چلتا رہتا ہے۔ اسی کی بارے میں ہے کہ ؎

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من وِچ لائی ہو
نفی اثبات دا پانی مِلیا ہر رگے ہر جائی ہو
اندر بوٹی مُشک مچایا جان پھلن تے آئی ہو
جیوے مرشد باہو ہر دم جس اے بوٹی لائی ہو

اگر وہ کہے کہ ذکر کرو تو آپ ذکر کرو اور پھر یہ چل پڑے گا۔ ایک جگہ اللہ کا ارشاد ہے کہ اقم الصلوۃ لذکری نماز قائم کر میرے ذکر کے لیے۔ تو نماز قائم کرنا بھی اللہ کا ذکر ہے۔ اللہ کے حوالے سے کوئی بھی کام کرنا ذکر ہے۔ راستے میں چلتے چلتے اگر آپ اللہ کے نام پر ایک درخت کے پاس پانچ منٹ کھڑے ہو جائیں تو یہ ذکر ہے اگر یہ Miss نہ ہو تو۔ اگر پانچ منٹ میں دیر لگتی ہے تو ایک منٹ کے لیے ٹھہر جاؤ۔ اللہ کے نام پر کوئی ایسا کام شروع کر دو جو صرف اللہ کے نام پر ہو وہ جاری رہے اور اس میں ناغہ نہ ہو تو وہ ذکر بن جاتا ہے۔ اللہ کے نام پر کسی کام کو تواتر اور خلوص کے ساتھ کرنا جو ہے یہ اللہ کا ذکر ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ یہ ذکر عطا فرماتا رہتا ہے۔ اللہ کا ذکر جاری ہو جائے تو سکون مل جاتا ہے۔ سکون کی تمنا جو ہے یہ تمنا In itself پوری نہیں ہوتی بلکہ سکون کی تلاش بے سکونی کا باعث ہے۔ اپنے کام میں محویت پیدا کر لو تو سکون خود بخود اس کا نتیجہ بن جائے گا۔ سکون جو ہے یہ زندگی میں مصروفیت کا انعام ہے' زندگی میں خلوص کا انعام ہے۔ اگر

زندگی خلوص کے ساتھ معروف گزر رہی ہے تو سکون بھی ساتھ چلتا جائے گا۔ تو کسی انسان کو تکلیف نہ پہنچائی جائے تو سکون مل جاتا ہے۔ سکون کی تمنا اس وقت پوری ہو جاتی ہے جب کوئی سکون عطا فرمانے والا ہو۔ سکون حاصل نہیں کیا جاتا' سکون عطا ہوتا ہے۔ اس لیے ایسے لوگوں سے دعا کرالیا کرو کہ دعا کریں مجھے سکون میسر آئے۔ سکون ایک اور حالت کا بھی نام ہے۔ جب آپ کے ماں باپ آپ پر' ہر حال میں راضی ہوں تو آپ کے لیے نتیجہ سکون ہے۔ اس کا ثبوت؟ جس شخص کے ماں باپ اس پر مکمل راضی ہوئے اس کی اولاد مکمل تابعدار ہوگی۔ ایک نتیجہ جو یہاں زندگی میں مِلتا ہے وہ ہے رشوت کی دولت اور ناجائز دولت' جو سکون ختم کر دیتی ہے۔ ماں باپ کا کسی طور پر Disobedient انسان اپنی اولاد کو Obedient نہیں پا سکتا۔ یہ بھی اس دنیا میں نتیجہ مل جاتا ہے۔ اگر آپ کا بچہ کبھی گستاخ ہو جائے تو اپنے ماں باپ کی طرف رجوع کرنا۔ اگر زندہ نہ ہوں تو ان کی قبر پر چلے جانا اور کہنا کہ اے ہمارے ماں باپ! اپنے پوتے' پوتی کو ادب کا فیض عطا کریں' ہم سے غلطی ہوگئی' معاف کر دیں۔ تو یہ یہاں پر نقد فیصلہ ہو جاتا ہے۔ یہ یہاں دنیا میں ملتا ہے۔ آپ میری بات سمجھ رہے ہیں؟ اولاد Obedient ہونا ان کے دادا دادی کا فیض ہے' آپ کی اولاد کا Obedient ہونا آپ کے ماں باپ کا فیض ہے۔ پھر سکون مل جاتا ہے۔ سکون کے اور بھی بڑے طریقے ہیں'

بڑے درجات ہیں۔ انسان غیبت نہ کیا کرے، گلہ نہ کیا کرے۔ غیبت یہ ہے کہ کسی کی عدم موجودگی میں ایسی بات کرنا جو اس کی موجودگی میں نہ کر سکیں۔ اللہ کریم نے فرمایا ہے، اس کا Symbol یہ بنایا، Symbolic بات یہ ہے کہ غیبت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے تم اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھا رہے ہو۔ اس سے زیادہ کوئی کیا کہہ سکتا ہے۔ تو یہ اللہ کریم نے فرما دیا ہے۔ اب اگر اللہ تعالیٰ ایسی بات کہہ دے پھر تو گلہ کرنا بند کر دیا جائے۔ تو غیبت کا اتنا مقام بتایا گیا ہے۔ اس لیے اگر کسی کی غلطی آپ تک پہنچی ہے تو ستار العیوبی سے کام لینا۔ جس طرح آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے گناہ ظاہر نہ ہوں، دوسرے کے گناہ کا بھی پروپیگنڈہ نہ کرو۔ دوسروں کے گناہ چھپانے والا اپنے گناہوں کو پوشیدہ رکھے گا۔ اس کے گناہ قیامت والے دن بھی پوشیدہ رکھ دیئے جائیں گے۔ بات واضح ہو گئی؟ دوسروں کے گناہ پر پردہ ڈالنا دراصل اپنے گناہوں کی معافی لینا ہے۔ پھر سکون مل جاتا ہے۔ سکون جو ہے وہ اپنی اہمیت سے دستبردار ہونے کا نام ہے۔ اپنی بہت اہمیت نہ جتانا۔ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرو۔ تو سکون مل جائے گا۔ سکون کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ آپ کے پاس جو صفت ہے، مثلاً صحت آپ کی صفت ہے تو یہ اس کے کام آنی چاہیے جو اس صفت سے محروم ہے، پھر سکون ملے گا۔ اگر صحت کسی بیمار آدمی کی بیمار پرسی میں کام آئے تو پھر آپ کو

سکون ملے گا۔ پھر صحت آپ کا انعام ہے۔ ایک شخص اگر پیسہ رکھتا ہے اور اس کا پیسہ غریب کے کام آنا شروع ہو جائے تو اس کو سکون مل جائے گا۔ تو سکون ہے اس صفت کا استعمال جو تمہارے لیے فخر کا باعث بنتی جا رہی ہے' وہ اس شخص کے لیے استعمال ہو جس کے پاس وہ صفت نہیں ہے۔ اگر اس آدمی کے لیے استعمال کرو تو پھر آپ کے لیے محرومی ختم ہو جائے گی۔ سکون اللہ کی طرف سے مہربانی کے طور پر ملتا ہے' آسمان سے بارش کی طرح مِلتا ہے' معصوم دلوں کو ملتا ہے' سادہ انسانوں کو مِلتا ہے' غریب طبیعتوں کو مِلتا ہے' اللہ کا ذکر کرنے والوں کو مِلتا ہے' سجدہ کرنے والوں کو ملتا ہے' گلہ نہ کرنے والوں کو ملتا ہے' اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے والوں کو مِلتا ہے' اس کا ذکر کرنے والوں کو ملتا ہے' اس کو یاد کرنے والوں کو ملتا ہے۔ جس انسان کے دل میں کسی انسان کے خلاف رنجش نہ ہو اس کو سکون ملتا ہے ______ ایک تھے پنجاب کے گورنر' بہت نیک آدمی تھے۔ ان کا نام تھا سردار عبدالرب نشتر مرحوم۔ ان کی بیعت ایک درویش سے تھی جو شاہ محمد غوثؒ رہتے تھے اور ان کا نام تھا آغا تجمل حسین صاحب۔ بڑے جلالی فقیر تھے۔ ایک دن سردار صاحب نے کہا کہ میں ایم پی اے نہیں بن سکا' میرے لیے دعا کریں۔ تو انہوں نے پیر صاحب سے ناراضگی یا محبت سے عرض کیا۔ انہوں نے کہا کہ تو کیا چاہتا ہے کہ کیا بنا دیں' ایم پی اے بن کے کیا کرنا تھا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے گورنر

بنتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ چلو پھر گورنر ہی سہی۔ انہوں نے دعا کی اور وہ گورنر بن گئے۔ کچھ مہینے گزرے تو وہ اپنے پیر صاحب کے پاس گئے اور عرض کی کہ بڑی تکلیف ہے' سکون نہیں ہے' بڑے پریشان ہیں' سکون کوئی نہیں۔ پیر صاحب کی محفل میں جو لوگ بیٹھے تھے انہوں نے بتایا کہ پیر صاحب نے قہقہہ لگایا اور کہا ''تجھے سمجھ ہی نہیں آئی' تُو نے سکون مانگا ہی کب تھا' جو مانگا تھا وہی ملا''۔ تو جو مانگا نہیں ہے وہ ملنا کہاں سے۔ اس لیے جو شخص مانگتا دولت ہے اور نتیجہ سکون سمجھتا ہے' مانگتا شہرت ہے اور نتیجہ سکون سمجھتا ہے' تو اُسے سکون کیسے ملے۔ اگر سکون والی شے مانگو تو سکون نتیجہ نکلے گا۔ اس لیے یہ نہیں ہو سکتا کہ مشرق کے سفر سے مغرب نتیجہ ہو۔ یہ ناممکن ہے۔ سکون والی بات سے سکون ملتا ہے۔ جو انسانوں کو پریشان کرنے والا ہے اس کو کیا سکون ملنا ہے۔ تو آپ اپنے دل سے کدورت صاف کرتے رہا کرو' اسے خواہشات کے بتوں سے آزاد کر دو' نفرت نکال دو' کینہ نکال دو' غصہ نکال دو' حسد نکال دو ______ ایسی ہر شے نکال دو۔ پھر جو بچ گیا ہے وہ اللہ ہی اللہ ہے۔ پھر آپ دیکھنا کہ آپ کو کعبہ اپنے گھر میں نظر آئے گا۔ کعبے کی تعریف ہی یہ ہے کہ اگر بت نکل گئے تو کعبہ بن گیا۔ خواہش کے بت نکال دو تو یہی کعبہ ہے۔ اللہ کی تلاش نہیں کرتے' صرف غیر اللہ کو نکال لیتے ہیں اور کچھ نہیں کرتے۔ یہ نہیں کہ اللہ کی تلاش میں نکل پڑو' جانے کی ضرورت نہیں

ہے۔ جو غیر اللہ ہے اس کو نکال دو۔ غیر اللہ کیا ہے؟ یہاں ٹھہرنے کے لوازمات کم کردو اور یہاں سے نکلنے کے لوازمات زیادہ کردو تو اللہ کے قریب ہو جاؤ گے۔ یہاں ٹھہرنا دنیا ہے اور یہاں سے نکلنا دین ہے۔ تو جو ٹھہرنے کی زنجیریں ہیں ان کو آپ روحانی طور پر کم کرو' دنیا سے محبت کم کردو۔ پھر خود بخود نتیجہ اللہ ہے۔ دنیا کی محبت نکل گئی۔ غیر اللہ نکل گیا تو پھر اللہ خود بخود آ گیا۔ اللہ کسی جغرافیکل فاصلے کا نام نہیں ہے کہ اتنے میل پیدل چلو تو پھر اللہ کا گھر آ جائے گا۔ آپ کا انداز بدل گیا تو اللہ کا راستہ شروع ہو گیا۔ اندازِ نظر بدل گیا تو اللہ کا سفر شروع ہو گیا۔ تمہاری نظر بدل گئی تو نظارہ بدل گیا۔ وہ خود بخود ہی بدل جاتا ہے۔ حاصل کرنے کی تمنا جو ہے وہ نظاروں کو اور انداز سے پیش کرتی ہے اور دینے کی تمنا ہو تو نظارے اور طرح کے ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ باہر جا رہے ہیں اور یہ سوچا کہ کیا حاصل کرنے جا رہے ہیں' یا یہ سوچا کہ دنیا کو ہم یہ دینے جا رہے ہیں' تو اس سے بڑا فرق پڑ جائے گا۔ گھر سے اگر پیسے لے کر جاؤ کہ آج اللہ کی راہ میں ہم نے پیسے قربان کرنے ہیں تو یہ بڑی Important بات ہے' تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مسکین بنا کے تمہاری راہ میں کھڑا کر دے گا۔ اب یہ مسکین اللہ کی راہ دکھانے والے ہیں۔ ایک آدمی نے مسکین کی پرواہ نہ کی اور آگے چلا گیا' مسکین نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ بات سن' تو یہ سمجھ کہ ہم کون ہیں؟ اس نے پوچھا بابا جی آپ کون ہیں؟

کہتا ہے ہم تیرے جیسے بخیل کو غنی بنانے والے ہیں' ہم اس لباس میں آئے ہیں تاکہ تو غنی بن جا' تو تجھے سخی بنانے کے لیے ہم اس لباس میں آئے ہیں۔ تو ایسا ہر واقعہ تجھے نیکی پہنچانے کے لیے آیا ہے۔ اس لیے اللہ کا سفر بہت آسان ہے۔ آپ جس انداز سے جاؤ گے اللہ اسی انداز سے آئے گا۔ اگر باغ میں کھڑے ہو جاؤ تو پھولوں کو دیکھتے دیکھتے محویت شروع ہو گئی تو اللہ کا سفر شروع ہو جائے گا۔ اللہ تو ساری کائنات کا ہے' پھر آپ لوگوں کا دین کیا ہوگا؟ خداوند تعالیٰ وہ ہے جو حضور پاک ﷺ نے بتایا۔ اللہ وہ ہے جو ساری کائنات کو پالتا ہے۔ کافر' مومن' اپنا' بیگانہ' چاند' ستارے' سب کو سب کچھ دینے والا وہ اللہ ہے۔ وہ سب کا اللہ ہے۔ اللہ تو اللہ ہی ہے۔ وہ ہندو کا بھی اللہ' مومن کا بھی اللہ' مشرک کا بھی اللہ' وہ سب کا اللہ ہے۔ ہم اللہ کس کو مانتے ہیں؟ ہم حضور پاک ﷺ کے اللہ کو مانتے ہیں۔ واہ گرو بھی اللہ کو مانے گا' خالصہ جی بھی اللہ کو مانے گا' وہ ٹھیک مانتے ہیں' اللہ کو مانتے ہیں' لیکن ہم کس کو مانتے ہیں؟ ہم سرکار ﷺ کے خداوندِ تعالیٰ کو مانتے ہیں۔ جیسا حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا ہم اس کو مانتے ہیں۔ لہٰذا ہمارا کافروں سے کیا جھگڑا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ تمہارا دین اپنی جگہ پر جو بھی ہوگا' ہمارا تمہارا جھگڑا توحید میں ہے ہی نہیں' ہمارا تمہارا جھگڑا رسالت میں ہے۔ توحید میں تو سب برابر ہیں' چیونٹیاں بھی خدا کو مانتی ہیں' شیطان بھی مانتا ہے۔ پھر اختلاف

کہاں پر ہے؟ اختلاف شریعت پر ہے۔ صرف خدا کو ماننے والا مسلمان نہیں ہوسکتا' صرف خدا کو ماننے والا کافر بھی ہوسکتا ہے۔ مسلمان وہ ہے جو خدا کو ماننے والا ہے اور حضور پاک ﷺ پر ایمان رکھتا ہے۔ تو مسلمان کی تعریف یہ ہے۔ وہاں صرف خدا نہیں ہے۔ وہ تو ہر ایک کے پاس ہوگا۔ آپ کو بات سمجھ آئی؟ اسلام صرف خدا کی بات نہیں ہے بلکہ یہ حضور اکرم ﷺ کی بھی بات ہے۔ تو ہم اس خدا کی عبادت کرتے ہیں جو خدا اپنے فرشتوں سمیت درود بھیجتا ہے حضور پاک ﷺ پر۔ یہ ہے ہمارا ایمان اور یہ ہے ہمارا دوسروں سے اختلاف۔ کہیں صرف اس خدا کو دریافت نہ کر لینا جو بغیر شریعت کے ہو۔ ایسے فقیر بھی نہ بننا جو صرف خدا کی یاد میں چل پڑے بلکہ ہمارا سفر شریعت کے ساتھ ہے۔ تو لا الہ الا اللہ جو ہے وہ اللہ ہے اور محمدؐ رسول اللہ جو ہے وہ ایمان ہے۔ ہمارا ایمان تو یہاں پر ہے۔ مفرد توحید تو شیطان کی ہے۔ ایسی توحید کہ کسی اور کو سجدہ ہی نہیں کیا۔ نمبر وَن ملحد جو ہے وہ مؤحد کی شکل میں ہے اور وہ شیطان ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اے اللہ میں نے تیرے علاوہ تیرے حکم پر بھی کسی کو سجدہ نہیں کیا۔ تو وہ ہے شیطان۔ اور جو لوگ خدا کو مانتے ہیں اور نبی کو نہیں مانتے وہ سارے باغی ہیں' سارے سرکش ہیں۔ اگر آج مسلمانوں میں ایسا کوئی گروہ ہے یا ایسا کہیں ہو جو شریعت کے علاوہ خدا کو ماننے والا ہے تو یہ شریعت کی روگردانی ہے اور اسے اسلام سے باہر نکال دو۔

اس میں بحث کوئی نہیں اور جھگڑا کوئی نہیں ______ تو آپ شریعت کے اندر سکون تلاش کرو۔ جس انداز سے اللہ کو ڈھونڈو گے ویسے ہی اللہ مل جائے گا۔ آپ اللہ کو شریعت سے باہر تلاش نہ کرنا۔ یہ نہ کہنا کہ کہیں شرک نہ ہو جائے۔ اللہ نے کلمے میں حضور پاک ﷺ کا نام خود ساتھ ملایا ہے۔ ورنہ لا الہ الا اللہ کافی تھا۔ اس نے اپنا نام اکیلا نہیں رکھا بلکہ ساتھ میں ایک انسان کا اسم لگایا۔ ایسے لگتا ہے کہ زمین سے اوپر کی طرف آواز جاتی ہے لا الہ الا اللہ اور وہاں اوپر سے آواز آ رہی ہے محمد رسول اللہ۔ تو اللہ یہ آپ ہی کرتا ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ غیر کی محبت دل سے نکال دو اور اللہ کا بیان ہے کہ ایک باپ' حضرت یعقوب علیہ السلام بیٹے کی محبت اور جدائی میں بینائی سے محروم ہو گئے۔ اور پھر کہا کہ یہ بڑا پیارا واقعہ ہے۔ مطلب کیا ہوا؟ مطلب یہ ہوا کہ یہ غیر نہیں ہے۔ تو وہ محبت جو آپ کو دین کے حوالے سے مل رہی ہے وہ غیر نہیں ہے۔ غیر اللہ وہ محبت ہے جو آپ کو اللہ سے دور لے جائے اور وہ محبت جو اللہ کی طرف لے جائے' چاہے ماں کی یا باپ کی ہو' وہ عین اللہ ہے۔ یہ یاد رکھنے والی بات ہے۔ یہ فرق یاد رکھنا چاہیے۔ ان محبتوں سے بچو جو دین سے باہر ہیں۔ اگر دو آدمی مل کے اللہ کی محبت کی تلاش میں چل پڑے تو وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے محبت ہیں اور عین دین ہیں۔ کیونکہ وہ سیدھے راستے پر چل رہے ہیں۔

اور کوئی سوال؟ کسی کے ذہن میں کوئی بات ہو تو ______

سوال:

آپ سے درخواست ہے کہ میری والدہ کے لیے دعا کریں۔

جواب:

اچھی بات ______ سب دعا کریں ______

سوال:

کوئی خاص بات فرمادیں۔

جواب:

اللہ اپنا فضل فرمائے۔ آپ جس خلوص سے اللہ کو یاد کر رہے ہیں اس خلوص سے جاری رکھیں۔ آپ کے سارے کام Complete ہو جائیں گے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ صداقت سے اس راستے پر چل رہے ہوں اور اللہ نظر انداز کرے۔ ایسے نہیں ہوتا۔ اللہ نے کہا کہ انسان ''عجولا'' ہے جلد باز ہے۔ یہ کہتا ہے کہ رزلٹ نہیں نکلا اگرچہ چھ دن ہو گئے ہیں' میں نماز پڑھ رہا ہوں' ابھی تک جواب نہیں آیا۔ جواب تو کسی اور ذات نے دینا ہے۔ آپ جلدی نہ کرنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ واقعات ٹھیک ہو جائیں گے۔

سوال:

ایک بچی ہے جس کے دل میں سوراخ ہے' اس کے لیے دعا

فرمادیں۔

جواب:

وہ بچی ٹھیک ہوسکتی ہے۔اس کی عمر کیا ہے؟

سوال:

سات آٹھ سال ______

جواب:

وہ ٹھیک ہو سکتی ہے۔ یہ اللہ کے کام ہیں۔ دعا کرتے ہیں ______

اس کے علاوہ ایک ضروری بات یادرکھنا کہ جولوگ اللہ کی راہ یا اس کے سفر میں کسی بزرگ کوتلاش کرتے ہیں ان کے لیے پہلی چیز جوضروری ہے وہ استقامت ہے۔اللہ کی تلاش میں نکلنے والا کسی مرشد کی نااہلی کی وجہ سے یا ہم سفر کی نااہلی کی وجہ سے یہ سفر ترک نہ کرے۔یہ اس سفر کی پہلی شرط ہے۔اگر آپ تلاش میں نکلے ہیں اور خدانخواستہ کوئی غلط آدمی مل گیا ہے تو وہ بے شک غلط ہو آپ ٹھیک چل رہے ہیں۔آپ چلتے جانا۔یہ نہ کہنا کہ ہمیں غلط آدمی مل گیا تھا تو ہم نے زندگی ضائع کر دی سفر چھوڑ دیا۔ایسا نہ ہو۔آپ کو ایک چھوٹی سی کہانی سناتا ہوں۔ایک درویش کو دوسرے گزرنے والے درویش Passerby نے بتایا کہ تیرا فیض جس آدمی کے پاس ہے وہ تجھے آ کے ملے

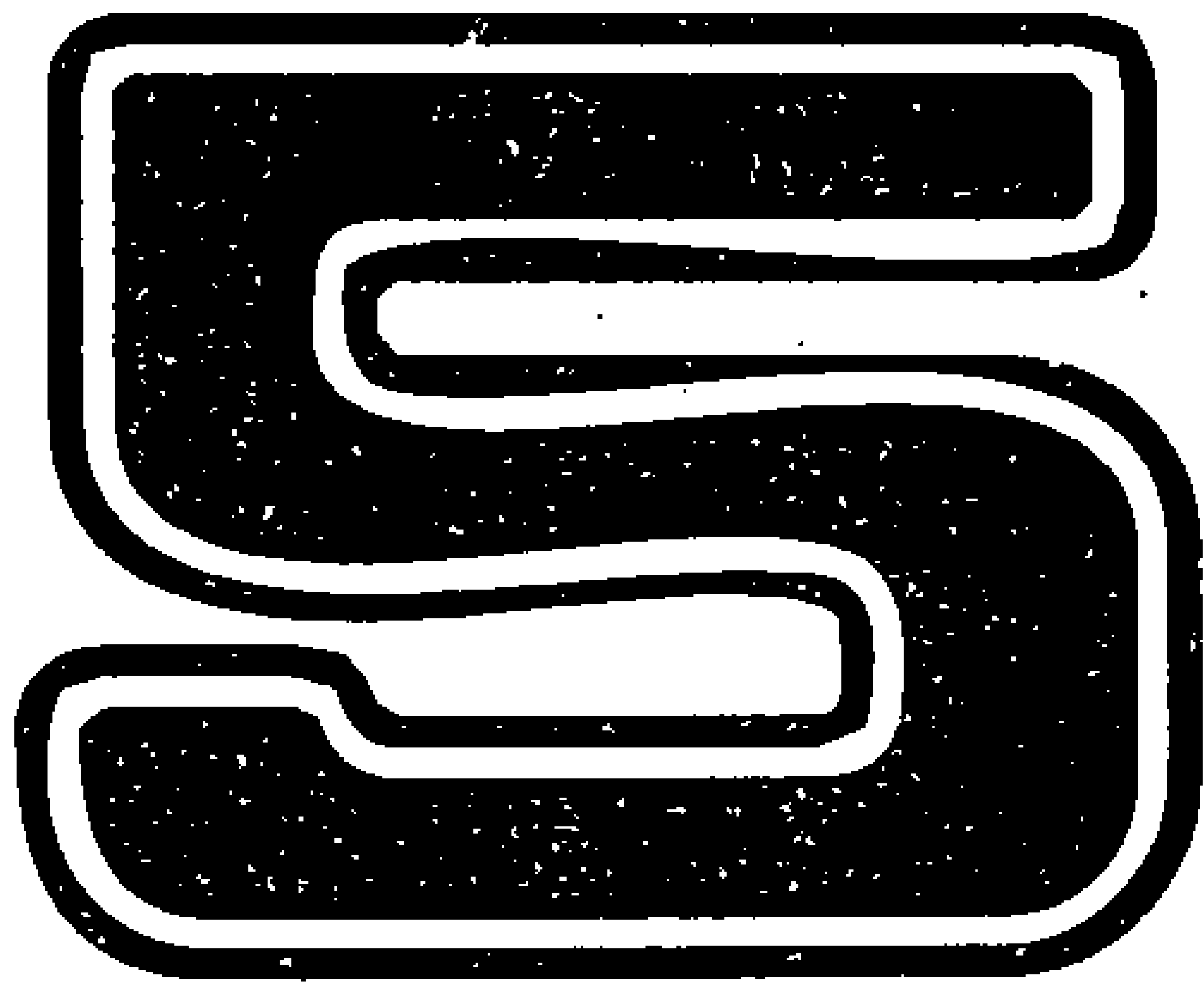
گا' وہ تیرا گرو ہوگا' وہ جو بھی ہوگا۔ پھر اس نے زمین میں ایک لکڑی گاڑ دی
اور کہا کہ اس کی نشانی یہ ہے کہ تم اس کے پاؤں کا دھوون جب اس لکڑی کو دو
گے تو اس میں پتیاں آ جائیں گی' پھول آ جائیں گے۔ اگر یہ کھل اُٹھے تو سمجھ
لینا کہ وہی تیرا گرو ہے۔ وہ نشانی بتا کے چلا گیا' لکڑی لگا کے چلا گیا۔ اس
کے بعد اس آدمی نے ہر آنے والے کو گرو سمجھ کے لکڑی کو پانی دینا شروع کر
دیا۔ کوئی پھول نہ کھلا۔ پھر ایک دن وہ آدمی آ گیا۔ پانی دیتے ہی لکڑی میں
پتیاں نکل آئیں۔ اس نے کہا گرو مہاراج' آج آپ ملے ہیں' اتنے عرصے
کے بعد مَن کی اِچھیا پوری ہوئی ہے۔ آپ مہربانی کریں اور زندگی کا کوئی راز
بتائیں۔ اس نے کہا کہ ہوں تو میں ہی تیرا گرو اور راز یہ ہے کہ یہ میرے
پاؤں کے پانی سے نہیں کھلا۔ جتنے لوگ یہاں سے گزرے ہیں ان سب کے
پاؤں کے پانی سے یہ پودا قائم رہا ہے۔ یہ عزت میرے نام سے منسوب
ہوئی ہے' باقی عمل تو سب کا ہے _____ تو آپ اپنی استقامت جاری
رکھنا۔ یہ عمل سب کا ہے۔ آپ استقامت کے ساتھ چلتے چلے جانا۔ اس میں
کچھ Attribute کرنا ضروری نہیں ہے کہ کون سا نام لگایا جائے۔ آپ دیوار
پہ اپنا ہی نام لکھو لیکن میدان سے آپ کامیابی کی طرف نکل جاؤ۔ یہ نام لکھنے
کی بات نہیں ہے' کریڈٹ دینے کی بات نہیں ہے۔ سارے کریڈٹ یہیں
کے یہیں رہ جائیں گے اور آپ نے پار ہو جانا ہے' آپ زندگی کے حجاب

سے باہر نکل جائیں گے۔ یہاں کے کریڈٹ سارے بیکار ہیں' سب بے معنیٰ ہیں' بے ربط کہانی ہے۔ یہاں پہ کوئی شے ایسی نہیں ہے جو قابلِ ذکر ہو۔ جب دیوار کے پار چلے جانا ہے تو دیوار پہ آپ نے کیا لکھنا ہے۔ پار ہونے کے بعد دودھ اور پانی میں فرق کا پتہ چل جائے گا۔ دودھ' دودھ سے جا ملے گا اور پانی' پانی سے جا ملے گا۔

آپ اب گھر جائیں _____ اپنے لیے دعا کریں اور ان سب کے لیے بھی دعا کریں۔ آنے والے دور کے لیے بھی دعا کریں _____ یا رب العالمین ہمارے وہ کام جو ہم پر حاوی ہوئے پڑے ہیں اور ان کا ہونا ہی ہمارے لیے عافیت کا باعث نظر آتا ہے' ان کاموں کے لیے تو مہربانی فرما دے' وہ کام جو بظاہر ہمیں Consume کر رہے ہیں' وہ کام ہو جائیں۔ یااللہ ہماری چھوٹی سی زندگی ہے اور وہ بھی ہم بڑے لمیٹڈ انداز میں گزار رہے ہیں' اس کے اندر خیال کی اور حال کی' چلو مال کی بھی آسودگی عطا فرما۔ یا رب العالمین ہمیں آزمائشوں میں نہ ڈال۔ ہم تیری مہربانیوں کے سہارے چلنا چاہتے ہیں' اپنی مہربانیاں عطا فرما' احسانات عطا فرما اور ہمیں تیرے ہی احسان درکار ہیں' تیری رحمت درکار ہے' ہم اپنے مسائل حل نہیں کر سکتے۔ یااللہ تجھے اپنا اور تیری اپنی رحمت کا واسطہ' اپنے محبوب ﷺ کے حوالے سے یارب العالمین ہم پر اپنی نوازشیں کر۔ ہماری زندگی اگر بے نیل

اور بے مہار چل رہی ہے تو اس کو ایک راستہ عطا فرما' اس کو ایک سمت عطا فرما' اس سمت کو قبولیت عطا فرما۔ یارب العالمین ہمیں اپنے بزرگوں کو خوش رکھنے کی استعداد عطا فرما۔ یا رب العالمین ہمارے کام خیر خیریت سے ہو جائیں۔ جن بچوں کی شادیاں ہونی ہیں ان کے لیے دعا ہے۔ ماں باپ کو بچوں کی طرف سے سرخروئی عطا فرما۔ یارب العالمین خیر کر۔ یارب العالمین رحم فرما۔ جن کی شادیاں ہو چکی ہیں ان کو آسودگیاں عطا فرما۔ یااللہ سارے گھر بستے' خوش اور آباد رہیں۔ آباد رہیں سارے آشیانے۔ یارب العالمین اپنا فضل فرما۔

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ و نور عرشہٖ افضل الانبیاء والمرسلین حبیبنا و شفعینا سیدنا و سندنا و مولٰنامحمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین ______ اٰمین برحمتک یا ارحم الرّٰحمین۔



1 دل کی کیفیت بدلتی رہتی ہے۔ جب آپ کے پاس آتے ہیں تو ٹھیک ہوتے ہیں اور دنیا میں واپس جاتے ہیں تو پھر ویسے ہو جاتے ہیں۔

2 دل کی اصلاح کے لیے کیا کریں؟

3 پہلے پارے میں جن لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور کافروں سے کہتے ہیں کہ تمہارے ساتھ ہیں۔ یہ کن لوگوں کے بارے میں ہے؟

4 ایسا کیوں ہوتا ہے کہ لوگ ایمان کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور عمل نہیں کرتے؟

5 جب کوئی تاویل دیتا ہے تو ہمارا ایمان کمزور ہونے لگتا ہے؟

6 سر! نئی پود کے ساتھ ہم کیسے بات کریں؟

ہاں جی بولیں۔کوئی سوال ہوتو ______ پوچھیں!

سوال:

دل کی کیفیت بدلتی رہتی ہے۔جب آپ کے پاس آتے ہیں تو ٹھیک ہوتے ہیں اور دنیا میں واپس جاتے ہیں تو پھر ویسے ہوجاتے ہیں۔

جواب:

اس کے لیے دعا ہی ہوسکتی ہے۔اس کی وضاحت کی بات نہیں ہے۔ایسا ہوتا ہے۔

سوال:

اس کی اصلاح کے لیے کیا کریں؟

جواب:

اس کی اصلاح کے لیے ایک طریقہ تو یہ ہے کہ جس طرح نماز کا حکم ہے وہ قائم کریں۔ نماز ادا کرنی تو ہے لیکن قیام کا مطلب یہ ہے کہ سجدہ کے اندر اور باہر والی کیفیت میں فرق نہیں ہونا چاہیے۔ تو نماز قائم ہو گئی یا یہ کہ جس طرح دعا مانگتے وقت آپ اللہ کو قریب سمجھتے ہیں اسی طرح عمل کرتے وقت بھی اللہ کو قریب سمجھیں۔ جب اعمال کرتے ہیں تو آپ اللہ کو دور سمجھتے ہیں اور جب دعا مانگتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ اللہ قریب ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ یا تو کوئی یاد دہانی کرانے والا دوست ہو۔ عام طور پر اس سفر میں دو دو یا چار چار اکٹھے روانہ ہوتے ہیں۔ اس کو سنگتیں کہتے ہیں۔ سنگت یاد کراتی رہتی ہے۔ یا کوئی ایسا عمل ہو مثلاً شغل' وظیفہ یا درود' وہ پڑھنے سے کیفیت قائم رہتی ہے۔ یا یہ کہ جس دنیا کے اندر آپ اعمال کر رہے ہیں اس کا ایثار دیا جائے' قربانی کی جائے پھر وہ غلط چیز چھوڑ جاتی ہے۔ وہ کہتی ہے یہ تو ہمیں کھانے لگ گیا' قربانی کرنے لگ گیا۔ مطلب یہ ہے کہ آپ تو دنیا نہ چھوڑ سکے لیکن دنیا آپ کو چھوڑ دے گی۔ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ انسان گناہ کو چھوڑ دیتا ہے اور بعض دفعہ گناہ ہی انسان کو چھوڑ جاتا ہے۔ اس لیے اس بات کے لیے ضروری ہے کہ دعا کی جائے' خیرات کی جائے تا کہ کیفیت میں استقامت ہو۔ یا پھر کوئی وظیفہ کیا جائے۔ بہر حال روزانہ تنہائی میں وقت ضرور نکالنا چاہیے۔ کسی کیفیت کے استحکام کے لیے تنہا بیٹھنا ضروری

ہے۔تنہا بیٹھ کے دعا کیا کرو۔اسے مراقبہ بھی کہتے ہیں۔تنہا بیٹھ کے غور کریں تو اس سے کیفیت میں استحکام آ جاتا ہے' استقامت بھی آ جاتی ہے۔آپ کے لیے اس بارے میں دعا بھی کرتے ہیں کہ اللہ استقامت دے آپ کو۔

اور کوئی سوال ______ آپ بولیں۔ جو سوال ہو وہ بولتے چلے جائیں ______

سوال:

پہلے پارے میں جن لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور کافروں سے کہتے ہیں کہ تمہارے ساتھ ہیں۔ یہ کن لوگوں کے بارے میں ہے؟

جواب:

اس کی یہاں پر وضاحت موجود ہے۔ یہ ان لوگوں کے بارے میں ہے کہ جب ان سے کہا جائے کہ ایمان لاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے واذا خلوا الیٰ شیاطینھم جب وہ تنہائی میں اپنے شیطانوں کے پاس جاتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور ہم تو ان لوگوں کا صرف مذاق اُڑا رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے ظاہر اور باطن کا فرق ہے' ان کی زبان پر کلمہ ہے اور ان کا دل رفیقِ کلمہ نہیں ہے۔ یہ ان کی بات ہے۔ان کا ظاہر مسلمان ہے اور باطن مسلمان نہیں۔تو یہ ان لوگوں کی بات

ہے' وہ لوگ جو فساد مچاتے ہیں' وہ لوگ جو انسانوں کو تنگ کرتے ہیں' وہ لوگ جو مخلصین نہیں ہیں۔ تو یہ وہ لوگ ہیں۔ یہ منافقین کہلاتے ہیں۔ منافقین اگر سچی بات کریں تب بھی جھوٹ ہے۔ منافق کی تعریف یہ ہے کہ جب وہ کلمہ پڑھتا ہے تو بھی جھوٹ ہے' نماز پڑھتا ہے تب بھی جھوٹ ہے۔ منافق کی زبان اور دل میں فرق ہوتا ہے۔ منافق وہ ہے جو سب لوگوں میں یکساں طور پر پاپولر ہونا چاہے۔ تو وہ منافق ہوتا ہے۔ تو منافق جو ہے وہ دوطرف چلنے والا ہوتا ہے۔ منافق کی Definition میں ایک جانور ہے' یعنی چمگادڑ ہے کیونکہ وہ پرندوں میں پرندہ ہے اور جانوروں کی طرح صفات رکھتا ہے' بچوں کو دودھ پلاتا ہے۔ اس لیے اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس منافق کو دیکھو' اسے اُلٹا لٹکا دیا گیا ہے۔ اس لیے کسی ایک دنیا کو Belong کرنے والا منافق نہیں ہوتا۔ دو گروہوں کو Belong کرنے والا' دو مخالف گروہوں کو Belong کرنے والا' دونوں کو خوش کرنے والا منافق کہلاتا ہے۔ یہ وہ ہے جس کے مسلمانوں کے ساتھ بھی تعلقات ہوں اور کافروں کے ساتھ بھی تعلقات ہوں۔ تو وہ منافق کہلائے گا۔ تو جس کا ظاہر اور ہو اور باطن اور ہو وہ منافق کہلائے گا۔ مسلمانوں کے گروہ میں فساد مچانے والا منافق کہلائے گا۔ فی قلوبھم مرض جس کے دل میں مرض ہو وہ منافق کہلائے گا۔ "مرض" جو ہے وہ لالچ بھی ہو سکتا ہے' کثرت بھی ہو سکتی ہے' دینا کے اندر ٹھہرنے کی

خواہش، دھوکہ دنیا، مال اور اولاد کی محبت بھی ہو سکتی ہے۔

سوال:

ایسا کیوں ہوتا ہے کہ لوگ ایمان کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور عمل نہیں کرتے؟

جواب:

یہ آج تک کسی کو سمجھ نہیں آئی کہ اگر اللہ تعالیٰ اسلام کو ہی چاہتا ہے تو صرف مسلمان پیدا کرے۔ یہ سمجھ نہیں آتی کہ وہ کافروں کو کیوں پیدا کرتا ہے۔ اور وہ کافروں کو قوت بھی دیتا ہے، دولت بھی دیتا ہے، بعض اوقات ذہن بھی ان کے پاس زیادہ ہوتا ہے، مال بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت تو اسلام سے ہے اور نوازشات اُدھر ہیں۔ یہی اقبالؒ کا شکوہ تھا کہ ہمارے ساتھ آپ کا دعویٰ محبت ہے اور سب کچھ ان کے پاس ہے ۔

رحمتیں ہیں تیری اغیار کے کاشانوں پر
برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر

تو سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ ایسا کیوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کبوتر بنایا اور پھر شاہین بنایا، شاہین کبوتر کو کھا جاتا ہے اور فطرت دیکھتی رہ گئی ہے۔ تو ایسا کیوں ہے؟ خوبصورت ہرن بنایا، آنکھیں اور ٹانگیں خوبصورت بنائیں اور اُدھر سے ایک شیر آیا اور اسے پکڑ کے کھا گیا۔ تو ایسا

کیوں ہے؟ ایسا کیوں ہے کہ اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو نامزد فرماتے ہیں اور ان پر درود بھی بھیجتے ہیں اور کافروں کی طرف سے ان پر تکلیف بھی آتی ہے۔ تو ایسا کیوں ہے؟ اللہ نے کہا کہ ہم نے آپؐ کو باعثِ تخلیقِ کائنات فرمایا یعنی آپؐ کی وجہ سے ہم نے کائنات بنائی۔ اور آپؐ پر وہ شہر تنگ کر دیا گیا۔ یہ وہ سوالات ہیں جو سمجھ نہیں آتے۔ آدم علیہ السلام کو بنایا تو جنت میں ایسا درخت رکھنے کی ضرورت ہی کیا تھی جس کے پاس نہ جانے کا حکم ہو۔ تو جنت میں ایسا درخت رکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ آدم علیہ السلام کو خلیفۃ فی الارض بنایا تو پھر انہیں جنت میں رکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ یہ سمجھ نہیں آتی۔ یہ سارے واقعات ہیں جن کی بات اللہ تعالیٰ کے باب میں آتی ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ کبھی وہ صحیح ایمان والے پیدا کرتا ہے اور کبھی منافق۔ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا ان کے دلوں میں مرض ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ اور بڑھا دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس مرض کو بڑھاتا ہے۔ یہاں تک ہی نہیں بلکہ پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ جسے ہم ہدایت دیں اُسے گمراہ کوئی نہیں کرتا اور جسے ہم گمراہ کر دیں اُسے ہدایت کوئی نہیں دیتا۔ کیا اس سے پوچھ سکتے ہیں کہ آپ گمراہ کیوں کرتے ہیں؟ یہ بات کسی کو سمجھ نہیں آئی کہ اللہ گمراہ کیسے کرتا ہے۔ یہ کسی کو سمجھ نہیں آئی کہ اللہ کا ارادہ کیا ہے۔ فی الحال آپ کو یہ کہا گیا ہے کہ آپ اس کے راستے پر چلو۔ وہ اس کا اپنا کام ہے کہ وہ باقیوں پر راستہ

تنگ کرے یانہ کرے۔اس کا فیصلہ نہیں ہوسکتا۔آخر فیصلہ یہ ہوا کہ ؎

اودیاں او جانے تو اپنی توڑ نبھا

یہاں آ کے سارے فقیر' فقراء' درویش' ہو گئے۔انہوں نے کہا کہ یہ سمجھ نہیں آتی کہ محبت ہمارے ساتھ ہے اور عنایت اُدھر ہے۔تو یہ کیا ہے؟ غالباً یہ آپ کی آزمائش کا کھیل ہے۔یہ مومنوں کے جذبوں کی بات ہے۔ آپ کے جذبے کی داد یہ ہے کہ منافقین آپ کو نظر آئیں تو یہ شکر کرو کہ آپ کو خدا نے خلوص والا جذبہ دیا۔تو ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کا جذبہ صادق نہیں ہے تو پھر اپنے جذبے کی قدر کرو۔شکر کرو کہ آپ کو ایمان عطا فرمایا۔ ایسا کیوں ہے کہ ایک آدمی کے پاس کھانا ہے اور دوسرے کے پاس کھانا نہیں ہے؟ جس کے پاس کھانا ہے وہ شکر ادا کرے کہ اس کے پاس کھانا ہے جب کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ کئی لوگوں کے پاس کھانا نہیں ہے۔یہ نہ کہنا کہ ایسے کیوں ہے۔اس نے کہیں صحت پیدا کی ہے' کہیں بیماری پیدا کی ہے۔آپ یہ نہ کہنا کہ یہ کیوں۔اللہ تعالیٰ جو ہے وہ بیک وقت دو چیزوں کا خالق ہے اور یہ دونوں چیزیں بڑی متضاد ہیں۔وہ روشنی اور اندھیرے دونوں کا خالق ہے۔نصف اندھیرا اور نصف روشنی ہمہ حال رہے گی۔وہ رات اور دن کو بنانے والا' اسلام اور کفر کو بنانے والا ہے۔یہ بات آپ کو کیسے سمجھ آئے کہ اس نے اگر رات بنائی ہے تو دن کو کیوں بنایا ہے۔اگر دن بنایا ہے تو ایک

سورج اِدھر لگا دیتا' دوسرا سورج اُدھر لگا دیتا' دو بلب ہی لگانے تھے' ایک ہماری دنیا میں ہوتا اور دوسرا اُس طرف کی دنیا میں ہوتا۔ کیا ایسا ہوسکتا تھا؟ اللہ تعالیٰ کی تعریف یہ ہے کہ اس کو یہ نہ کہنا کہ ایسا کیوں ہے۔ بلکہ یہ دیکھو کہ تم ایسا کیوں کر رہے ہو۔ اس کے ہاں تو پوری کی پوری فارم ملے گی کہ وہ روشنی پیدا کرتا ہے' اُجالا پیدا کرتا ہے اور اندھیرا پیدا کرتا ہے۔ اس سے یہ نہیں پوچھا جاسکتا کہ آپ تو روشنی پیدا کرتے ہیں' پھر آپ اندھیرا کیوں پیدا کرتے ہیں' تیرگی کیوں پیدا کی ہے' سورج پیدا کیا تو رات کیوں پیدا کی۔ یہ آپ نہیں کہہ سکتے۔ وہ کہتا ہے کہ میں دولت بھی دیتا ہوں اور غریبی بھی بانٹتا ہوں' میں وہ اللہ ہوں جو زندگی دینے والا ہے' کائنات کو زندگی بخشنے والا۔ اللہ سے اب یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ کائنات کو زندگی بخشتے ہیں لیکن آپ زندگی کو ختم کیوں کرتے ہیں۔ تو سوال کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ اصل کہانی اتنی ساری ہے کہ جنت سے انسان چلا اور جنت جانا ہی مدعا ہے۔ درمیان میں پھر کھیل کیا ہے؟ تو اصل کہانی یہ ہے۔ زیادہ سے زیادہ انسان وہاں جائے گا جہاں سے چلا تھا۔ پھر وہاں جانے کا کیا مطلب ہوا؟ اس لیے آپ سوال نہیں کرسکتے۔ اللہ نے پیغمبروں کو بنایا' انہیں پیغمبری عطا کی' پھر ان پیغمبروں پر دنیاوی تکلیفوں کا بوجھ کیوں ڈالا؟ اپنے محبوب لوگ بنائے اور محبوبوں کو ابتلا سے گزار دیا' کربلا سے گزار دیا۔ کیوں؟ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا کہ جو میرے لوگ ہوتے ہیں میں ان کو آزماؤں گا۔اب یہ جو سوال ہے کہ وہ کیوں آزمائے گا تو اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ وہ پیدا فرمانے والا ہے اور کہتا ہے کہ میں ضرور آزماؤں گا ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع تو میں خوف دوں گا۔اسے کہیں کہ آپ کیوں خوف دیں گے' نہ دیں۔تو وہ کہے گا کہ میں دوں گا اور بھوک بھی دوں گا۔ یا اللہ آپ بھوک نہ دیں۔ وہ کہے گا کہ میں نے دینی ہے' آزمانا ہے۔ یا اللہ آپ' ہمیں نہ آزمائیں' ہمیں پیدا ہی نہ کریں۔ کہتا ہے پیدا بھی ضرور کروں گا۔ یا اللہ پھر ہمیں مارنا نہ۔ کہتا ہے کہ مارنا بھی ضرور ہے۔ وہ بادشاہ ہے' مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ سے کبھی سوال نہ کرنا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اللہ تعالیٰ کے باب میں انسان پر یہ شرط عائد ہو چکی ہے۔ یہ نہ کہنا کہ تو نے زمین کو متحرک کیوں رکھا؟ تو نے غریب کی زندگی کو تنگ کیوں کیا؟ اللہ نے غریب کی زندگی کو تنگ نہیں کیا۔ اللہ کریم کی بات دیکھو کہ وہ انسان کو یتیم خود بناتا ہے اور دوسرے لوگوں کو کہتا ہے کہ یتیم کی مدد کرو۔ یتیم کی مدد تو یہ تھی کہ اس کے باپ کو نہ مارتا۔ بات یہ ہے کہ یہ دنیا آپ کی عاقبت ہے۔ اللہ دیکھتا ہے کہ آپ غریب کی مدد کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اللہ نے اس کو غریب بنا کے آپ کے سر پر آزمائش بنا کے کھڑا کر دیا۔ تو غریب کون ہے؟ آپ کے سر پر آزمائش۔ آپ کے گھر کے دروازے پر جو سائل آ گیا ہے تو یہ آپ کی آزمائش ہے۔

اگر انکار کرو گے تو ______ ایک شخص کے گھر میں سائل گیا اور کہنے لگا کہ دے اللہ کے نام پر۔ اُس نے کہا کہ معاف کرو۔ کہنے لگا کہ معافی کی بات نہیں' اگر تو تیرے پاس ہے تو دے دے اور اگر نہیں تو تُو بھی چل' مانگ میرے ساتھ ______ بات اتنی ساری ہے کہ وہ تیرا بھائی ہے اور مانگتا جا رہا ہے اور تو گھر میں بیٹھا ہوا ہے' یا تو برابر حساب کر اور مجھے اس میں سے دے' اگر نہیں دیتا تو پھر تیرا بھی گیا۔ تو وہ بڑا کھرّا اور بیباک قسم کا بندہ تھا۔ تو سائل کون ہے؟ آپ کی آزمائش۔ اگر کہیں آپ کے دل میں رحم نہ آیا اور سنگدل' ظالم ہو کے پاس سے گزر گئے تو آپ پر آزمائش آ گئی۔ ایک حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں سے کہے گا کہ میں بھوکا تھا اور تم نے کھانا نہ کھلایا' ہم پیاسے تھے اور تم نے پانی نہ پلایا' بیمار تھے تو تم نے بیمار پرسی نہ کی۔ انسان کہے گا کہ یا اللہ تو بھوکا کیسے تھا؟ اللہ کہے گا کہ وہ جو سائل تمہارے گھر آیا تھا اور بھوکا تھا اور تو نے اسے کھانا نہ کھلایا' تو تیری نجات تو نہیں ہو سکتی۔ تو یہ سب اللہ نے اس لیے بنایا ہے کہ خلق الموت و الحیوٰۃ یعنی کہ میں نے دو متضاد راستے پیدا کر دیئے' دن اور رات پیدا کر دیئے' زندگی اور موت پیدا کر دی' غریبی اور امیری پیدا کر دی' چھوٹا اور بڑا پیدا کر دیا' کوا اور مور پیدا کر دیا' چھوٹا پرندہ اور بڑا پرندہ پیدا کر دیا لیبلوکم ایکم احسن عملا میں نے یہ متضادیات اس لیے تخلیق فرمائی ہیں تا کہ یہ دیکھوں کہ تم میں

سے اچھے اعمال کون کرتا ہے۔ جب تم دیکھو کہ منافق بھی ہیں اور مومن بھی ہیں تو تم سوچو کہ تمہارا راستہ کون سا ہے۔ تم یہ نہ کہو کہ وہ ایسا کیوں کر رہا ہے بلکہ تم یہ دیکھو کہ تم کس طرف جا رہے ہو۔ تو اپنے اندر سے منافقت کو نکالنا ہے۔ یہ باہر کی منافقت بیان فرما کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم کبھی ظاہر اور باطن کے فرق میں مبتلا نہ ہونا ورنہ منافق ہو جاؤ گے۔ میں بار بار کہتا آ رہا ہوں کہ عین ممکن ہے کافر بچ جائے' عین ممکن ہے مسلمان بھی بچ جائے لیکن منافق کا بچنا ممکن نہیں ہے۔ منافق جو ہے یہ دوہرا جھوٹا ہے' کہ کافروں کا بھی جھوٹا ہے اور مومنوں کا بھی جھوٹا ہے' نہ وہ مومن ہے اور نہ کافر ہے۔ یہ جو بَین بَین ہے اس کی بچت نہیں ہوتی۔ تو اللہ نے فرمایا کہ تم منافق نہیں ہونا' ظاہر باطن کا فرق نہ رکھنا۔ یا رات ہو جاؤ یا پھر دن ہو جاؤ' درمیان میں نہ رہنا ______ اس لیے اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ بات ہے کہ آپ اس کو ''کیوں'' نہ کہنا بلکہ تمہی سے وہ پوچھے گا کہ تم نے آیسا کیوں کیا۔ تم نہیں پوچھ سکتے کہ اللہ نے ایسا کیوں کیا۔ یہ شیطان کا ڈائیلاگ ہے اللہ کے ساتھ۔ شیطان نے کہا کہ آپ نے مجھ سے یہ کیوں کہا کہ سجدہ کرو جب کہ آپ نے کہا تھا کہ سجدہ کسی اور کو نہ کرنا' میں آگ سے پیدا ہوا اور یہ مٹی سے پیدا ہوا۔ تو یہی تو شیطان ہے۔ کہ غلطی کو کرنے کے بعد غلطی پر پہرہ دینا شیطان ہے۔ اور انسان کیا ہے؟ غلطی کرنے کے بعد توبہ شروع کر دو۔ یہ انسان

ہے۔ غلطی ابلیس سے ہوئی کہ سجدہ نہیں کیا ابیٰ واستکبرا تو یہ بڑے غروروالا بیان ہے وکان من الکافرین اور وہ کافروں میں سے ہوگیا۔ اور کسی سٹیج پر ابلیس نے اپنی غلطی کا اعتراف نہیں کیا حالانکہ غلطی صریحاً ہے۔ غلطی یہ ہے کہ اس نے خدا کا انکار کر دیا۔ اور اگر جرم تنہائی کا ہوتا تو سزا تنہائی میں ملتی مگر یہ جرم ہے محفل کا۔ اس لیے سزا بھرے بازار میں ہوگی۔ اس لیے کہ محفل میں جرم ہوا، سب کے سامنے انکار کیا۔ اس لیے ساری آنے والی نسلوں میں وہ کافر ٹھہرا، لعین اور رجیم بن گیا۔ کوئی مخلوق ایسی نہیں ہوگی، کافر ہو یا مومن ہو، جہاں پر Satan کا لفظ نہ آئے یعنی لفظ ''شیطان'' نہ آئے۔ بلکہ یہ بار بار ہو گا۔ گویا کہ جس طرح کا انکار ہوگا ویسے ہی اس کی سزا ہوگی۔ تو آپ کبھی اللہ تعالیٰ سے یہ سوال نہ کرنا کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔ اللہ تعالیٰ جو ہے وہ Opposite چیزیں پیدا کرتا ہے، چھوٹا بڑا، غریب امیر، سیاہ سفید، ظاہر باطن، اول آخر، موجود لاموجود، آنا جانا، دن اور رات ______ اگر آپ یہ مان لیں اور اپنی ذاتی زندگی دیکھیں تو آپ کی زندگی میں آدھا دن ہوتا ہے اور آدھی رات ہوتی ہے۔ تو زندگی میں آدھی راتیں ہیں اور آدھے دن ہیں۔ آپ کی عمر اگر پچاس سال ہوگئی تو پچیس سال آپ اندھیرے میں رہے ہیں اور پچیس سال آپ روشنی میں رہے ہیں۔ اگر زندگی سے اندھیرے کو نکال دو تو جس روشنی میں رہے ہو وہ بھی اندھیرے میں رہے ہو یعنی کہ جب

آپ کا کام روشنی والا نہ ہوا تو جس طرح روشنی ہے اُجالا ہے اور اندھیرا ہے اسی طرح زندگی میں غم بھی ہے اور خوشی بھی ہے۔ آدھا غم' آدھی خوشی۔ کیونکہ خوشی جو ہے وہ آتی ہے' آ کے ٹھہرتی ہے اور کچھ عرصے کے بعد وہ غم بن کے رخصت ہو جاتی ہے۔ آپ یوں سمجھ لو کہ جس طرح انسان کی بیٹی ہوتی ہے' وہ اُسے گھر میں پالتا ہے' وہ خوشی ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ بیٹی پل کے بڑی ہو گئی ہے تو وہ سوچتا ہے کہ اس کو نکال دیا جائے۔ ''نکال'' کا لفظ ذرا مشکل ہے' چلو رخصت کر دیا جائے۔ تو اس کا نام ''رخصت کرنا'' رکھا ہوا ہے' مبارک نام رکھا ہوا ہے' شادی نام رکھا ہوا ہے لیکن ہے کیا؟ ہے تو نکالنا۔ اسی طرح خوشی جو ہے وہ انسان کے ہاتھ میں آتی ہے اور پھر غم بن کے آہستہ آہستہ رخصت ہو جاتی ہے' غم بن کے نکل جاتی ہے۔ تو آدھا اندھیرا' آدھا اُجالا' غم اور خوشی اور اسی طرح اپنے دل کی حالت کبھی ماننے والا اور کبھی نہ ماننے والا' کبھی اقرار کبھی انکار' نہ اقرار کی صورت مکمل ہوتی ہے' نہ انکار کی صورت مکمل ہوتی ہے ______ یہاں آ کے پھر انسان منافق بنتا ہے' جس کا اقرار اور انکار کے درمیان تذبذب رہ جائے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے ایمان والو! اس کو مکمل مان لو۔ تو اُسے پورا مانتے جاؤ۔ بعد میں یہ تو ہو سکتا ہے کہ آپ کا عمل کمزور ہو لیکن آپ کا یقین کمزور نہیں ہونا چاہیے۔ اگر اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا تمہارا عمل پورا تھا تو وہ۔ کہہ گا کہ عمل تو کم

تھا۔اور کیا یقین پورا تھا؟ وہ کہے گا کہ یقین بڑا پکا تھا۔منافق تو نہیں تھے؟ وہ کہے گا کہ نہیں۔کبھی اسلام کے خلاف تو نہیں بولے؟ نہیں۔کبھی اسلام کے خلاف بولنے والے کی بات تو نہیں سنی؟ نہیں۔کیا تم نے کبھی اللہ کے خلاف بات کی؟ نہیں۔کیا کبھی اللہ کے خلاف بات سُنی؟ نہیں۔ہم نہیں سنتے تھے ہم تو اس کو اُڑا دیتے تھے۔اسی طرح وہ لوگ جو اتنے جذباتی ہیں کہ اللہ کے حبیب ﷺ کے بارے میں کسی سے کوئی کمزور فقرہ نہیں سن سکتے تو وہ ایمان والے ہیں۔منافق وہ ہے جو کسی غیر کی بات اسلام کے خلاف سن لے اور کبھی مان بھی لے۔اگر کوئی یہ کہے کہ آج کل کے زمانے میں مصروف زندگی ہے‘اس میں پانچ نمازوں کا وقت کیسے نکل سکتا ہے‘دفتر بھی جانا ہوتا ہے‘اوور ٹائم بھی لگانا ہوتا ہے‘غریب بچے ہیں‘انکم ہی نہیں ہوتی۔اگر آپ نے کہہ دیا کہ ہاں‘پانچ نمازوں کا وقت بڑا مشکل ہے‘یہ تو زیادتی ہے۔بس سمجھو کہ تم منافق بن گئے۔تو منافقین اس طرح پیدا ہوتے ہیں‘جہاں آپ اسلام کے خلاف کسی قسم کی نکتہ آرائی کو سننا قبول کر لو۔آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ منافقت مسلمانوں کے لیے سب سے زیادہ خطرہ ہے‘مسلمان کا کافر ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں۔منافق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نیت بد ہو اور عمل صحیح ہے۔تو منافق کی میں کیا تعریف بتا رہا ہوں؟ وہ آدمی جس کا عمل ظاہراً صحیح ہے اور نیت اس کی بُری ہے۔اس کو ہم منافق کہیں گے جو ظاہراً صحیح لگ رہا

ہواور باطن کی نیت اس کی صحیح نہ ہو۔ تو اسے منافق کہیں گے۔ منافق اسے کہیں گے جو دو گروہوں کو بیک وقت قائم رکھنا چاہے ضِدّین کو قائم رکھنا چاہے' کفر کو اور اسلام دونوں کو۔ وہ شخص جو بیان اور کرے اور زندگی اور طرح سے گزارے۔ تو وہ منافق ہے۔ منافق کی بات بظاہر سچی ہو تب بھی سچ نہیں ہے۔ منافق کا کلمہ بھی کلمہ نہیں ہے جب تک بات اس کے دل میں نہ اُترے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ماننے والو! اور مان لو! اے ایمان والو! اور ایمان لاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ جب آپ تنہائی میں اپنے شیاطین کے پاس جاؤ' وسوسوں کے پاس جاؤ تو کہو کہ یہ تو ایسے ہی ہے' بس خیال تھا' بات تو کوئی نہیں ہے۔ انسان ماں باپ کے خلاف بولنا شروع کر دیتا ہے تو یہ منافق ہو گیا۔ اپنے بزرگوں کے خلاف بولے گا تو منافق ہو جائے گا۔ دین کی اساس کے خلاف اگر بول رہا ہے تو منافق ہو جائے گا۔ اگر مسلمانوں کے خلاف بول رہا ہے تو منافق ہو گا۔ مسلمانوں کے گروہوں میں تصادم کرا رہا ہے تو یہ منافق ہو گیا۔ اُمت کے درمیان فساد مچا رہا ہے تو یہ منافق ہو گیا۔ اپنے بارے میں کسی مبالغہ آرائی سے کام لے رہا ہے تو یہ منافق ہو گیا۔ اگر کوئی آدمی امام کہلائے' درویش کہلائے یا ولی کہلائے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو وہ نہیں بنایا اور وہ اعلان کرتا ہے تو یہ منافقت ہے۔ ایک ایسا اظہار جو حقیقت میں نہیں یا ایسا اخفاء جو بیان میں ہونا چاہیے' یعنی کسی حقیقت کو

چھپانا یا کسی غیر حقیقی بات کو بیان کرنا' منافقت ہے۔ آپ لوگ دعا کیا کریں کہ آپ کو صحیح راستہ ملے۔ صحیح راستے میں استقامت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ نہیں پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا ہے بل ھم یسئلون بلکہ ان لوگوں سے پوچھا جائے گا کہ ایسا کیوں ہے۔ تو اللہ کا فرمان ہے کہ نہیں ہے کوئی ایسا جو مجھ سے پوچھے کہ میں نے ایسا کیوں کیا بلکہ وہی ہیں جو پوچھے جائیں گے ______

چلیں آگے کوئی بات کریں ______ سوال کریں ______

سعید صاحب بولیں ______ پوچھیں۔

سوال:

جب کوئی تاویل دیتا ہے تو ہمارا ایمان کمزور ہونے لگتا ہے؟

جواب:

تاویلوں کی بات نہیں ہے۔ آپ چند خاص باتوں میں اپنے ایمان کو محفوظ کر لیں۔ یہ چار پانچ باتیں ہیں۔ کہ اللہ ایک ہے' اول سے پہلے اور آخر کے بعد اس نے قائم رہنا ہے' حی و قیوم ہے۔ اللہ کو دیکھنے یا پہچاننے والی بات نہیں ہے بلکہ فی الحال تو اس کو ماننے والی بات کرو۔ اللہ آپ کی دریافت نہیں ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ چلتے چلتے کوئی ایسی چیز آپ کو ملی ہو جس نے کہا ہو کہ میں اللہ ہوں' تو ایسی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے

ہاں وہ ہے جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ تو ہم اتنا ہی اللہ جانتے ہیں جو آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے اور قرآن کی زبان سے اطلاع مل گئی ہے۔ تو وہ اللہ ہے۔ وہ رازق ہے' حیّ ہے' قیوم ہے' مالک ہے' اوّل ہے' آخر ہے' ظاہر ہے' باطن ہے' قوت ہے' دینے والا ہے' ذلّت دینے والا ہے' عزت دینے والا ہے اور سارے واقعات کرنے والا ہے۔ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کے ہیں اور آپ کا اس اللہ کے ساتھ مسجود ہونے کا تعلق ہے۔ مسجود اور معبود۔ تو اللہ کے ساتھ آپ کا کیا تعلق ہے؟ اس کی عبادت کرنی ہے یا اس کا سجدہ کرنا ہے۔ اگر آپ سجدہ کرنے کی بجائے یہ کہتے ہیں کہ میں نے اُسے ڈھونڈ لیا اور اُسے دیکھ کے آ گیا تو وہ کہے گا کہ تجھے تو بھیجا تھا سجدہ کرنے کے لیے اور تو کہیں سے کچھ دیکھ کے آ گیا' اللہ سے مل کے آ گیا ______ تو آپ نے مسجود یا معبود کو دریافت نہیں کیا بلکہ آپ نے کوئی اور دریافت کر لیا ہے۔ تو اللہ سے پہلا تعلق کیا ہے؟ مسجود کا اور معبود کا۔ یہ آپ کے عمل کا تعلق ہے۔ باقی سارا تو علم کا تعلق ہے۔ وہ رازق ہے کیونکہ اس نے فرمایا ہے کہ میں رزق دیتا ہوں۔ اگر آپ یہ دیکھیں کہ رزق نہیں ملا ہوا تو یہ سمجھیں کہ اب بھی رزق ملا ہوا ہے۔ جس کو دنیا کی دولت نہیں ملی ہے اس کو صبر کی دولت ملی ہے اور صبر والوں کا اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ان اللہ مع الصابرین میں صبر والوں کے ساتھ خود ہی ہوتا ہوں۔ تو کوئی آدمی ایسا نہیں جو

محروم ہو۔ اگر بینائی کو دولت کہا جائے تو دولت موجود ہے' خیال کو دولت کہا جائے تو دولت موجود ہے' رزق ہر طرح کا موجود ہے' آپ کا ہونا اور آپ کا نہ ہونا وہ بھی موجود ہے۔ گویا کہ آپ کا ذکر بھی رزق ہے' کہ آپ کا ذکر ہو' آپ کی بات ہو' آپ کی اولادیں آپ کی بات کریں۔ یہ سارا رزق ہے۔ دنیا کے اندر آپ کے ساتھ ہواؤں اور فضاؤں کا جو بھی تعلق ہے وہ رزق ہے۔ ایمان بھی رزق ہے۔ تو اللہ کو آپ نے ایسا ماننا ہے اور اس کی عبادت کرنی ہے' ایک سجدہ کرنے والا ہے۔ ایک سجدہ ہے' ایک مسجود ہے اور ایک معبود ہے۔ پانچ وقت کی عبادت ہے حالانکہ دو وقت کی بھی کافی تھی' ایک وقت بھی کافی تھی' لیکن جیسا فرمایا فرمانے والے ﷺ نے کہ پانچ وقت کی نماز ہے' تو پانچ وقت ہی کافی ہے۔ گویا کہ اللہ کے ساتھ رابطہ اور لین دین کا انداز کیا ہونا چاہیے؟ جو اللہ کے محبوب ﷺ نے کر کے دکھایا۔ اس میں لمبی چوڑی بحث کی بات نہیں ہے۔ اللہ کے محبوب ﷺ جو ہیں وہ اللہ کے ہمراز ہو سکتے ہیں' اللہ کے قریب ہو سکتے ہیں' اللہ کے ہاں آپ ﷺ کا آنا جانا ہو گا' اور بھی کئی باتیں ہوں گی۔ لیکن جو باتیں آپ ﷺ نے بیان فرمائی ہیں وہ یہ ہیں کہ دیکھو ہم عبادت کرتے ہیں بلکہ تم لوگوں سے زیادہ کرتے ہیں' اگر تم لوگ پتھر باندھتے ہو تو ہم بھی پتھر باندھتے ہیں' تم فاقہ کرتے ہو تو ہم بھی فاقہ کرتے ہیں' ______ رزق جو ہے وہ امتیوں کے گھر میں زیادہ ہے اور

پیغمبروں کے گھر میں کم ہے۔ تو یہ رزق کی بات ہے۔ گویا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملات اس انداز سے کرنے ہیں جیسے کہ حضور اکرم ﷺ نے کیے۔ آپ لوگ پیغمبرِ برحق ﷺ کو مانتے ہیں' درود بھیجتے ہیں' سلام بھیجتے ہیں اور جب جہیز کا وقت آ جائے تو آپ کروڑوں کی مالیت کا دیتے ہو۔ پیغمبر ﷺ پر سلام ہو اور درود ہو لیکن تم یہ کیا کرتے رہتے ہو۔ مطلب یہ کہ پھر یہ وہ بات تو نہ ہوئی۔ تم صرف زبانی بات کرتے ہو۔ تو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم منافق کہلاؤ' کہ درود بھیجا جا رہا ہے لیکن اس ذات کے حکم کے خلاف کرتے جا رہے ہو' اللہ ھو کرتا جا رہا ہے اور اللہ کے حکم کے خلاف کام کرتا جا رہا ہے'' یا علی مدد'' کرتا جا رہا ہے' نعرۂ حیدری لگاتا جا رہا ہے اور حیدری نوازشات کے خلاف جا رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم اسلام کے نام پر اسلام کے خلاف کام کر جاؤ۔ ایک آدمی اگر کہتا ہے کہ میں اسلام کے ساتھ بڑا مخلص ہوں' یہ ہو سکتا ہے لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسے مسلمانوں کے ساتھ خلوص نہ ہو۔ مسلمانوں کو کسی نہ کسی شکل میں کسی نہ کسی مسلمان سے نقصان پہنچا۔ یہ تاریخ بتا رہی ہے۔ کوئی نہ کوئی مسلمان بن کے اسلام کے قافلے کو لوٹتا رہا۔ راہ زن کی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ راہ بر بن کے آتا ہے اور انسان کو پہچان نہیں ہوتی کہ یہ کیا ہے۔ اگر راہ زن' Openly آ جائے تو اس کی کیا مجال ہے کہ نقصان دے سکے۔ اصل راہزن طاقت ور راہزن جو ہے وہ دوست بن کے آیا کرتا ہے۔

جو دشمن، دوست بن کے آئے اس سے آپ بچ نہیں سکتے۔ جب یہ پتہ چل جائے کہ یہ دشمن ہے اور دوست بن کے آیا ہے تو پھر اس سے بچ جاؤ ______ تو اللہ کو ماننا ہے۔ اور اللہ کے محبوب ﷺ کو اس طرح ماننا ہے جس طرح اللہ نے کہا۔ اب یہ کمال کی بات ہے کہ اللہ کے بارے میں وہ بیان ہو جو اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا اور اللہ کے حبیب ﷺ کے بارے میں وہ علم ہونا چاہیے جو اللہ نے فرمایا۔ اس نے کہا ہے کہ میں اور میرے فرشتے لگاتار درود بھیج رہے ہیں، تم بھی بھیجتے جاؤ۔ اللہ نے کہا کہ اگر مجھ سے محبت ہے تو اطاعتِ پیغمبر ﷺ کرو قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی آپ کیسے اطاعت کر سکتے ہیں اگر حضور پاک ﷺ کی زندگی کا پتہ نہ ہو۔ حضور پاک ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک عمل آپ کے پاس نوٹ کیا ہوا آ رہا ہے۔ تو اللہ نے حضور پاک ﷺ کے بارے میں جو فرمایا ہے اسے ماننا اور حضور پاک ﷺ نے اللہ کے بارے میں جو فرمایا ہے اسے ماننا۔ تو کلمہ پورا ہو گیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یہ تمام لوازمات کے ساتھ مکمل ہو گیا۔ یہ جو کتاب ہے ذٰلک الکتٰب لاریب فیہ اس میں شک نہ کرنا۔ اگر بات سمجھ نہ آئے تب بھی شک نہ کرنا۔ اگر اللہ تعالیٰ یہ کہے کہ ایسا ہو گا، میں ہی کائنات کو رزق دیتا ہوں تو یہ نہ کہنا کہ پیسے تو دفتر سے ملتے ہیں اور اللہ کہتا ہے کہ رزق میں دیتا ہوں، تو یہ کیا بات ہوئی؟ بس آپ یہ مان جاؤ کہ اللہ ہی رزق دیتا ہے۔

[illegible]

سے پڑھ رہے ہیں تو وہ آپ ہی تفسیر عنایت فرمائے گا۔ کیونکہ وہ حاضر' موجود ہے اور جب آپ اس کی کتاب کو پڑھتے ہیں تو اُسے پتہ چل جاتا ہے' جتنی آگہی اس نے دینی ہے وہ آپ کو بتا دے گا۔ تو اب آپ نے اللہ کو ماننا ہے' اللہ کے حبیب پاک ﷺ کو ماننا ہے اور کتاب کو ماننا ہے۔ پھر آپ اپنے آپ کو بھی مانیں گے۔ آپ چار دن کے لیے آئے ہیں اور پھر آپ چلے جائیں گے۔ آپ یہاں ہنگامہ کرنے کے لیے نہیں آئے۔ آپ اگر زندگی کو تین حصّوں میں تقسیم کر دیں تو ایک حصّہ بچپن کا ہوگا۔ والدین کا شوق کہ انہوں نے آپ کو پالا۔ دوسرے حصّے میں آپ نے کمائیاں کیں' حاصل کئے' شادی' مکان' سامان' نمائش' دعوتِ عام کرنا ______ یہ ظاہر کا حصّہ ہے۔ جب تیسرا حصّہ آئے گا تو ان سب کو آپ نے چھوڑنا ہے۔ کہتا ہے کہ یہ تو مارنے والی بات ہے' میں نہیں چھوڑتا۔ کہتا ہے کہ تو نہیں چھوڑتا تو چھین لیں گے ہم۔ سب چھاپ تِلک چھین لیں گے۔ تو جب آپ چھوڑو گے نہیں تو سب چھِن جائے گا۔ پھر ایک ایک کر کے آپ کے سارے پرزے اُتار دیں گے اور پھر آپ ''حاضر میت'' بن جائیں گے۔ اس سے پہلے کہ وہ وقت آئے اس کو چھوڑنا ہے۔ آپ کو پتہ نہیں چل رہا لیکن آپ چھوڑتے جا رہے ہو۔ آپ اس زمانے میں مکمل تھے جب آپ کے والدین موجود تھے' آپ کے عزیز و اقارب موجود تھے' رشتے داریاں موجود تھیں' دوست داریاں

موجود تھیں، گلیاں اور محلے آباد تھے، شہر اور پنڈ آباد تھے۔ یہ تھی پوری زندگی۔ پھر پتہ نہیں چلا اور آپ کا پنڈ آپ سے چلا گیا، آپ نے گاؤں بدل لیا۔ اس طرح آدھی زندگی مرگئی۔ اس کے بعد آپ کے اَبا حضور چلے گئے۔ آدھے آپ وہاں مرگئے۔ آپ یہ سمجھتے رہے کہ آپ زندہ ہیں۔ پھر ماں بھی مرگئی۔ پھر آپ کے اور لوگ چلے گئے۔ سکول کا زمانہ چلا گیا۔ ہاتھ سے سارے واقعات نکل گئے۔ پھر ایک اور چیز آپ کے ہاتھ سے نکل گئی اور آپ کو پتہ نہیں چلا اور وہ صحت تھی، جوانی تھی۔ کہتا ہے کسی زمانے میں آنکھ نہیں کھلتی تھی اور اب صحت کا معاملہ ایسا ہے کہ نیند ہی نہیں آتی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ تو صحت ایسی خراب ہوئی کہ نیند نہیں آتی۔ اب تفکرات ہیں۔ اب آپ کو اولادوں کا فکر لگ گیا۔ کچھ بھی فکر ہو آپ کو اب یہاں پر روک کوئی نہیں سکتا۔ گویا کہ آپ تقریباً جا چکے ہیں۔ پسند کے چہرے رخصت ہو گئے، مانوس آوازیں رخصت ہو گئیں، جانی پہچانی گلیاں بدل گئیں، آپ کی اپنی شکل تبدیل ہو گئی، حالات بدل گئے، واقعات اور ہو گئے، اب آپ کی اولادیں، پوتے اور نواسے آپ کی زبان نہیں سمجھتے۔ پہلے آپ کی بات سمجھنے والے لوگ ہوتے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک انسان جو مانوس دوستوں میں بیٹھتا ہے یہ دیکھتا ہے کہ وہ سارے کے سارے اجنبی لوگوں میں بیٹھا ہے۔ مانوس لوگ سب بدل جاتے ہیں اور اجنبیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ

موت ہے۔ آخری موت یہ ہوتی ہے کہ سانس ختم ہو جائے۔ اس آخری موت سے پہلے کتنی ہی موتیں ہو چکی ہوتی ہیں۔ تو یہ آپ کی زندگی کا تیسرا حصّہ ہے۔ تیسرا حصّہ کیا ہے؟ زندگی کو چھوڑنا' نکلنا۔ ان باتوں کو سمجھنے کے بعد اللہ کو ماننا' اللہ کے حبیب پاک ﷺ کو ماننا' اس کتاب کو آخری کتاب ماننا' اپنے آپ کو بھی ماننا کہ میں آیا اور میں نے جانا ہے' اور جو کچھ میں کر کے جا رہا ہوں اس کی جوابدہی ہونی ہے' وہاں کوئی وکیل نہیں کھڑا ہوگا کہ کیس بنائے گا۔ تیرے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا خود فر فر پڑھے گا' تیرا ہاتھ بولے گا' تو نے نہیں بولنا بلکہ یہ ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے۔ تو چار دن کے میلے میں کچھ کام کر کے جانا۔ اگر آپ اللہ کے ساتھ جھگڑا کر کے جا رہے ہیں تو پھر آپ کا تعلق ختم ہو گیا۔ اگر تسلیم کر کے جا رہے ہو' جو شخص مشکلات میں اللہ پر راضی ہو کے گیا ہے تو وہ فلاح پا گیا۔ جو سہولتوں کے باوجود جھگڑا کر کے گیا اس کی فلاح مشکل ہے۔ ایک وقت تھا جب تمہارے پاس سہولتیں نہیں تھیں اور صرف تعلیم تھی۔ مگر اب سہولتیں بہت ہیں لیکن جھگڑا بڑا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کی بات جو ہے یہ آپ کو سمجھ نہیں آئے گی۔ اگر آپ نے سب مان لیا ہے تو اس کے بعد کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہے۔ اب جو مذہب پر بحث کرے گا وہ اپنا وقت ضائع کرے گا' پریشان ہوگا' اب مذہب پر بحث نہ کرو' مذہب Discuss نہ کرو' اپنا مذہب مانو' اپنی عبادت کرتے جاؤ' زیادہ کتابیں پڑھنے

کی ضرورت نہیں ہے' سب سے اچھی کتاب قرآن مجید پڑھو۔ بس اسے پڑھتے چلے جاؤ۔ یہ نہ کہنا کہ بے شمار کتابیں پڑھ لی ہیں' دو ہزار' چار ہزار کتابیں پڑھ لی ہیں' فارسی میں جو قرآن ہے مولانا رومؒ کا' ہست قرآن در زبان پہلوی' وہ پڑھ لیا ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ یہ جو پنجابی کا قرآن ہے وارث شاہؒ ہوریں سچ کہہ چلے' میں نے پڑھ لیا ہے۔ اس سے پوچھو کہ کیا اصل قرآن پڑھ لیا ہے؟ کہتا ہے اس کا موقع نہیں ملا۔ تو بات یہ ہے کہ پڑھنے والی چیز تو یہ کتاب ہے جو اللہ کا کلام ہے۔ اللہ کی کتاب کا پڑھنا' اس کو دہرانا اور پھر اللہ کے بندوں کے ساتھ اللہ کے حکم کے مطابق Deal کرنا۔ یہ ہے زندگی میں نیکی۔ باقی یہ کہ جو آیا ہے اس نے جانا ہے۔ انسان نے یہاں نہ کچھ کھونا اور نہ کچھ پانا ہے بلکہ آنا ہے اور جانا ہے۔ اور آپ لوگوں کو پتہ ہی نہیں چلا کہ آپ لگاتار جا رہے ہیں' رخصت ہوتے جا رہے ہیں۔ اب آپ اپنے آپ کو تسلیم کرتے ہوئے یہ جائزہ لیں کہ آپ کیا کر رہے ہیں' کیا حاصل کیا' کیا کھویا_____ کوئی چیز ایسی بتاؤ جو تم ساتھ لے کے جا سکو۔ پھر میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ ڈبے میں ہیرے ڈال کے لے جانا' پیسے ساتھ لے جانا مگر وہاں تو کھانے کی کوئی چیز ہی نہیں ہوگی۔ وہاں نہ بھوک ہوگی' نہ کھانا ہوگا' تو پیسے کیا کرو گے؟ وہاں تو کچھ ہونا نہیں ہے۔ کہتے یہ ہیں کہ قبر کے اندر جو روشنی ہے وہ اعمال کی روشنی ہے' اپنے اپنے خیال کی

روشنی ہے' عقیدے کی روشنی ہے۔ وہ لوگ جن کا عقیدہ درست ہوا' وہ لوگ فلاح پا جائیں گے' ان کے لیے یہاں بھی فلاح ہے اور وہاں بھی فلاح ہے ______ تو تاویلوں سے بچو' زیادہ Discussions سے بچو۔ یہ کہو کہ اللہ رحم فرمائے' ہم اللہ کو ماننے والے ہیں' اللہ کے حبیب ﷺ کو ماننے والے ہیں' قرآن پاک کو ماننے والے ہیں' اپنی زندگی کو ماننے والے ہیں کہ اس نے جواب دہ ہونا ہے۔ اور یہ یہ اعمال ہم نے کرنے ہیں۔ اس کے بعد اپنے بچوں کو دین سکھاتے ہوئے رخصت ہو جاؤ اور وہاں جا کے جواب وہی کر لو۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے کہ آپ ہمیشہ پریشان رہیں' ہمیشہ گلہ کریں کہ یہ کیا ہو گیا' اللہ نے تو ہماری بات نہ مانی۔ اللہ کی شکایت بندوں کے ساتھ کبھی نہ کرنا۔ یہ ضروری بات ہے کہ اللہ کا گلہ انسانوں کے سامنے نہ کرو اور انسانوں کا گلہ اللہ کے سامنے نہ کرو۔ یہ انسان وہ ہیں جو اللہ نے پیدا کیے ہیں۔ مت گلہ کرو ان کا۔ دل سے گلہ نکال دو' شکایت نکال دو' تقاضہ نکال دو۔ یہ نہ کہو کہ یہ مل جائے وہ مل جائے۔ بس جو ملا ہوا ہے اُسے کافی جانو۔ اور جو آنا ہے وہ آ جائے گا۔ اس لیے تاویلیں نہ کرنا' بحث نہ کرنا۔ اگر ایک آدمی دو متضاد کتابیں پڑھتا ہے تو اس کا Net result زیرو آئے گا۔ کہتا ہے کل تو آپ مومن تھے۔ کہتا ہے کہ میں نے مومنوں والی کتاب پڑھ لی تھی۔ اور آج؟ آج ہم نے کافروں والی کتاب پڑھ لی ہے' اس لیے آج کافر ہو گئے

ہیں۔ تو اللہ کی کتاب پڑھو اور آپ پر مخفی ہے۔ اگر عقیدہ و تعلیم کے ساتھ ہو تو
تو پھر جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم ان
جاہلوں کی طرح ایمان لائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے وقوف اور جاہل
تو یہی ہیں جو ایمان نہیں لائے۔ ہم میں نیک تو وہ ہیں جو سمجھدار ہیں اور ایمان
لائے ہیں اور یہ جاہل لوگ جو بحث کرتے ہیں۔ تو ایمان کے بارے میں
بحث نہ کرو۔ جب آپ ایمان لائے ہوئے ہو ـــــ قبلہ صاحب
بہتر ہیں ـــــ کوئی سوال ـــــ بحمد اللہ ـــــ بہتر

سوال:

ہم نئی پود کے ساتھ کیسے بات کریں؟

جواب:

ایک آدمی نے کسی درویش سے پوچھا کہ نئی پود کا کیا بنے گا؟ اس نے کہا کہ ایک کام کرو۔ اللہ تعالیٰ کے لیے تو تم عبادت کرتے ہی رہتے ہو اب تم نئی پود کے لیے عبادت کرو۔ نئی پود نے آپ کے عمل سے اپنا عمل لینا ہے۔ اگر نئی پود کے سامنے آپ نے حسنِ عمل نہ کیا، اچھا عمل نہ دکھایا تو پود کو تو نئی پود اسلام کے علم سے آزاد ہو جائے گی۔ وہ باغی تو ہو ہی چکی ہے۔ پھر وہ دین سے باغی ہو جائیں گے۔ آپ کا عمل ہونا چاہیے۔ اگر کوئی شخص اپنا حسنِ عمل دکھاتا ہے تو پھر نئی پود اس کے کہنے میں آئے گی، نئی پود اس کا کہنا

مانے گی۔ اگر وہ والدین کے اندر کوئی تضاد دیکھے گی' یہ وارننگ ہے! اگر یہ تضاد دیکھے گی کہ علم اور عمل میں فرق ہے' بیان اور اس کے عمل میں تضاد دیکھے گی تو نئی نسل جو ہے وہ باغی ہو جائے گی۔ تو نئی نسل کو محبت کے ساتھ' شفقت کے ساتھ اور عقیدے کے ساتھ راہِ راست پہ لگایا جائے اور نہ بتایا جائے یہ جو تمہارا Stay ہے' یہ جو غرور کی دنیا ہے' یہ ویسے ہی متاع الغرور ہے' دھوکہ ہے' اتنی معمولی ہے کہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ تو یہ دنیا ہے الامتاع الغرور۔ تو نئی نسل کو یہ بات بتائی جائے' سمجھائی جائے۔ نئی نسل یہ سمجھتی ہے کہ ہم ترقی یافتہ ہو گئے ہیں۔ نئی نسل کو آپ یہ سمجھائیں کہ ترقی یافتہ کیا ہوتا ہے۔ مثلاً آپ علم کو دیکھیں۔ آج علم بڑھتا جا رہا ہے' ترقی کرتا جا رہا ہے' اردو لینگوئج بہت بڑھ گئی ہے' ترقی کر گئی ہے' آج اردو زبان آسمانوں تک جا پہنچی ہے جب کہ کل تو یہ بڑی معمولی ہوتی تھی۔ آپ کے ذہن میں کیا ایسی بات آ سکتی ہے کہ آج کل کوئی شاعر پیدا ہو گیا ہے جو اردو میں غالبؔ سے بڑا Poet ہے؟ آپ نہیں مان سکتے۔ آپ مان ہی نہیں سکتے۔ ثابت کیا ہوا؟ کہ نئی نسل جو ہے وہ ہزار بار نئی نسلوں والی بات کرے مگر پرانی نسل کے اندر فوقیت قائم رہے گی۔ اگر آپ سے یہ کہا جائے کہ لاہور میں ایک درویش پیدا ہو گیا ہے جو داتا صاحبؒ سے زیادہ مقام رکھتا ہے تو کہنے والا بھی جھوٹا ہو گا اور وہ درویش بھی جھوٹا ہو گا۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ تو مطلب کیا ہوا؟

کہ نئی نسل جو ہے وہ پھر پرانی کتاب میں رہ گئی۔ کہتے ہیں کہ ایک فلسفی پیدا ہو گیا ہے' وہ بڑا فلسفی ہے' وہ سقراط سے زیادہ بات جانتا ہے۔ تو آپ کیا کہیں گے؟ نہیں' ناممکن ہے۔ گویا کہ تمام Great Points جو ہیں وہ طے ہو چکے ہیں' ماضی میں مکمل ہو چکے ہیں۔ فرعون بھی مکمل ہو گیا' موسیٰ علیہ السلام بھی مکمل ہو گئے' سقراط بھی مکمل ہو گیا' امیر خسروؒ بھی مکمل ہو گئے' بادشاہ' شاہ زور بھی مکمل ہو گئے' ان کے تمام خزانے بھی آ چکے' ساری کی ساری انتہائیں جو ہیں وہ Touch ہو چکی ہیں۔ اب صرف وڈیو میوزک اور زور زور سے شور مچانا اور ڈیک لگانا رہ گیا ہے۔ نئی نسل کے پاس رہ گیا سائنس کا علم حاصل کرنا اور پھر وہ امتحان دیں یا نہ دیں' امتحانوں میں جلوس نکالنا' جلوس کے اندر شور مچانا' اور ایگزامینر کے خلاف بولنا۔ تو نئی نسل اپنی عاقبت کو پہنچی پڑی ہے۔ اس کو یہ بتاؤ کہ تمہارے لیے بہتر یہ ہے' اُنہیں اللہ کا کلام پڑھ کے سناؤ' انہیں کہو کہ بزرگوں کا ادب کرو' اور ماں باپ کی اطاعت کرو۔ نئی نسل کو اگر ماں باپ کی اطاعت سکھا دو تو ان کی نجات کے لیے یہ کافی ہے۔ تو انہیں ماں باپ کی اطاعت سکھا دو۔ انہیں قرآن پاک کی یہ آیت ضرور سکھا دو کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد کے لیے یہ فرمایا ہے فلا تقل لھمآ اف یعنی ماں باپ کے آگے اُف نہ کرو۔ بس ان کو یہ سکھا دو تو نئی نسل بچ جائے گی۔ نئی نسل کے سامنے کوئی اچھا عمل کرو۔ اگر اس سے پہلے عبادت نہیں کرتے تھے تو اب کرو

کیونکہ اب نئی نسل یعنی اولاد آ گئی ہے۔ ایک آدمی تھا جس کے اعمال اچھے نہیں تھے' فضولیات زیادہ تھیں۔ دوستوں نے دیکھا کہ اب تو بڑا نیک' پاک صاف ہوا بیٹھا ہے' عبادت بھی کر رہا ہے اور نیک بھی ہو گیا ہے' دوستوں نے پوچھا تجھے کیا ہو گیا ہے' کیا تو اللہ سے بہت ڈر گیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں ڈر نہیں گیا بلکہ مجھے پیر مل گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تو نے بتایا ہی نہیں کہ کون سا پیر مل گیا ہے۔ کہتا ہے کہ بات یہ ہے کہ میری بیٹی پیدا ہو گئی ہے' پھر میں نے سوچا کہ اب میری بیٹی پیدا ہو گئی ہے' اب مجھے اچھے اعمال کرنے چاہییں جو میری بیٹی کے کردار پر اثر انداز ہوں۔ اگر پرانی نسل کو اتنی حیا آ جائے تو پھر نئی نسل محفوظ ہے۔ پرانی نسل کا کام یہ ہے کہ اپنی اولادوں کو اچھے عمل کا مشاہدہ کرائے۔ اگر نئی نسل نے اچھے اعمال دیکھ لیے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ محفوظ رہے گی' اس کو اچھا ابلاغ ہو جائے گا۔ ویسے بھی اللہ کے فضل سے کوئی سبب بن جائے گا۔

جوانوں کو میری آہِ سحر دے
ان شاہیں بچوں کو بال و پَر دے

تو یہ واقعہ بھی ہو جائے گا۔ ان کے لیے دعا بھی کرو اور ان لوگوں کو کوئی راستہ بھی بتاؤ۔ اگر نئی نسل کو بزرگوں کی اطاعت سکھا دو تو نئی نسل کے لیے یہ بہت کافی ہے۔ بزرگوں کی اطاعت جو ہے یہ سکھانے سے ہو گی'

بتانے سے ہوگی' یہ علم کی بات نہیں ہے۔ یہ بیچارے پریشان ہیں نئی نسل والے لوگ۔ یہ آپ کے علم اور عمل کے تضاد سے پریشان ہیں ______

اور کوئی سوال پوچھو ______ سعید صاحب بولیں ______

سوال:

جب میں آپ کی طرف آرہا تھا تو اپنے بیمار بھائی سے ہو کے آیا۔ اس نے مجھ سے وعدہ لیا ہے کہ واصف صاحب کے پاس جا رہے ہو تو میری طرف سے دعا کے لیے کہنا۔

جواب:

ہم دعا کرتے ہیں۔ ان کے لیے دعا ہے۔ اور سب لوگ جنہوں نے دعا کے لیے کہا ہے ان کے لیے دعا کرو۔ وہ اپنے پرووائس چانسلر چغتائی صاحب بھی بیمار ہیں' ان کے گھر سے اطلاع آئی ہے۔ ان کے لیے بھی دعا ہے۔

سوال:

اس وقت تو میں اپنے بھائی کے لیے دعا کا کہہ رہا ہوں۔ میرے لیے دعا کریں کہ مجھے توفیق ہو کہ میں اوروں کے لیے بھی دعا کروں۔

جواب:

اوروں کے لیے آپ لنگر نہ لگاؤ' اپنا کھاؤ۔ یہ منع کیا ہے میں نے اوروں کے لیے۔ وہ شخص دعا مانگے جو اپنی شکایت نہ کرے۔ آپ تو تھوڑی

دیر بعد اپنی گھنٹی بجانا شروع کر دیں گے۔ پھر یہ سارا نمائشی کام ہو جائے گا۔ پھر تم جھوٹے پیر بن جاؤ گے۔ میں آپ کو یہ نہیں بنانا چاہتا۔ آپ میری بات سمجھ رہے ہیں؟ اوروں کے لیے آپ مت دعا کرو' اوروں کے لیے وہ دعا کرے جو صابر ہو۔ جو اوروں کی دعا کے ساتھ اپنی پرچی لٹکا دے' اس کے لیے منع ہے۔ اس لیے میں آپ کو اوروں کی دعا کے لیے اجازت نہیں دیتا۔ آپ مہربانی کر کے اپنی دعائیں پوری کریں۔ دعا یہ کرو کہ اس شخص کو اللہ تعالیٰ اس کی آرزوؤں سے نجات دے' اللہ تعالیٰ اس کو کم آرزوؤں والا انسان بنا دے' اس کو اس کے حالات پر راضی رہنا سکھا دے' زیادہ بحث کرنے سے بچائے' ان کے بھائی صاحب' پر اللہ تعالیٰ مہربانی کرے' ان کے بھائی پر اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے۔ اس کے لیے سب آمین کہیں۔ جن لوگوں نے صحت کی دعا کے لیے کہا ہے اللہ تعالیٰ ان پر مہربانی کرے۔ میں نے آپ کو دعا کے بارے میں ایک بات بتائی تھی کہ یہ دعا کیا کرو کہ یا اللہ جو بات تو نے نہیں ماننی اس کے مانگنے کی توفیق ہی نہ دے اور جو بات تو نے دینی ہے وہ مانگے بغیر ہی دے دے۔ لہٰذا دعا یہ ہے کہ یا اللہ جو کچھ تو نے دینا ہے وہ مانگے بغیر دے دے اور جو نہیں دینا اس کے مانگنے کی توفیق ہی نہ ہو' تو پہلے ہی مہربان ہے' تُو ضرور مہربانی کرے گا' ہمیں پتہ ہے کہ آدھی دنیا میں روشنی رہے گی اور آدھی دنیا میں اندھیرا رہے گا' شہر بھی آباد رہیں گے اور

قبرستان بھی آباد رہیں گے۔ یہ رونقیں لگی رہیں گی۔ گھبرانے والی کوئی بات نہیں ہے۔ گھبرانا کمزوری کی بات ہے۔ آنا بھی ہے اور جانا بھی ہے' جس طرح آپ آنے میں سچے ہیں اسی طرح جانے میں بھی سچے ہونا چاہیے۔ اگر اللہ کہے کہ آؤ' واپس آ جاؤ تو یہ نہ کہنا کہ ابھی تو ہم نے کام کرنا ہے' دو چار چٹھیوں کے جواب دینے ہیں۔ اللہ کہے گا کہ تم نے ہم سے محبت کی ہے' اب ہم اُداس ہو گئے ہیں' اس لیے جلدی آ جاؤ۔ یہ کہتا ہے کہ ہم نے تو ایسے ہی بات کی تھی آپ سے۔ آپ روز جنت کی دعائیں مانگتے ہیں اور جب آپ سے کہا جائے کہ جنت کی سیٹ خالی ہے تو آپ کہیں گے کہ ٹھہر کے آئیں گے۔ گویا کہ جنت میں جانے کے لیے بیتابی بھی ہے اور جلدی بھی نہیں۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ حالانکہ موت کوئی مشکل چیز نہیں ہے۔ اگر انسان مر گیا تو ماں باپ کے پاس ہوگا اور یہاں رہا تو اولاد کے پاس۔ دونوں اچھے لوگ ہیں۔ تو آپ اولاد کے پاس ٹھہریں یا پھر ماں باپ کے پاس چلے جائیں تو آپ کے رشتے دار' ماں' باپ' سب اُدھر ہوں گے' وہاں بڑے بڑے لوگ ہوں گے' خاندان کے لوگ ہوں گے اور یہاں پر آپ کے بچے ہیں۔ تو اِدھر یا اُدھر کا کوئی فرق نہیں ہے۔ وہاں پر اور بزرگ بھی ہوں گے' خانقاہوں والے' ڈیرے والے' اللہ والے' اللہ کی محبت والے اور اللہ کی عطا کی ہوئی پیغمبری والے۔ تو سارے بزرگ۔ یہاں تم درود بھیجتے جا

رہے ہو اور وہاں مشاہدہ ہو جائے گا۔ اس میں گھبرانے والی کوئی بات نہیں ہے۔ درمیان میں پردہ ہے' اگر پردہ اُٹھ گیا تو پھر سارے ہی پردے اُٹھ جائیں گے۔ اس لیے آپ بڑی تسلی کے ساتھ زندہ رہیں اور گھبراہٹ کے بغیر زندگی جہاں تک چلتی ہے وہاں تک چلاؤ۔ اگر آگے نہیں چلتی' گھوڑا رک گیا تو آرام سے اُتر جاؤ۔ اب اس کو نقلی ٹانگیں لگانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ گھوڑا چلنا یہاں تک تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر آدمی جس کو میں نے پیدا کیا ہے اس کا ہر Fraction of Second تک حساب لکھا ہوا ہے۔ نہ کوئی حادثہ اس زندگی کو کم کر سکتا ہے' نہ کوئی احتیاط اُسے زیادہ کر سکتی ہے۔ تمہاری احتیاطیں بیکار ہیں اور تمہارے حادثے بیکار ہیں۔ یہ اس کا اَمر ہے جو چلتا جا رہا ہے۔ تم سمجھتے ہی نہیں ہو۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا اَمر چلتا جا رہا ہے جس نے لانا بھی ہے اور بلانا بھی اُسی نے ہے۔ اب ہمیں پتہ چل گیا ہے کہ کام سارا اللہ آپ ہی کرتا جا رہا ہے' درمیان میں صرف آپ کی باتیں ہیں۔ آپ اللہ کو اس کائنات کے حوالے سے اپنا سلام پیش کرو اور کہو کہ جو کچھ تو کر رہا ہے ٹھیک کر رہا ہے' ہم راضی ہیں' ہمیں یہ تسلیم ہے اور سلام ہو آپ کے پیغمبر ﷺ پر اور درود ہو' ہزاروں لاکھوں درود ہوں۔ یا رب العالمین ہمیں زندگی کو تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہمیں خوش رہنے کی توفیق عطا فرما۔ یا رب العالمین ہمیں اپنے حبیب پاک ﷺ کی محبت عطا فرما۔ ہم پر یہ

راستہ آسان کر۔ اور ہمارے خیال اور احساس کے اوپر جو بوجھ ڈالا جا رہا ہے اسے اپنی مہربانی سے دور فرما۔ یا رب العالمین ہم پر کوئی بوجھ نہ ڈال' ہمیں آزمائش سے نہ گزار' ہم پر مہربانی فرما ______

بس آپ کا عمل ہر وقت جاری رہے۔ درود شریف پڑھتے جاؤ۔

حافظ صاحب آپ درود شریف سُنا دیں۔ حافظ صاحب کو درود کا بڑا شوق ہے اور یہ نیک شوق ہے۔ یہ حافظ صاحب کی مہربانی ہے ______

حافظ محمد شریف صاحب :

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا و مولنٰامحمد صاحب التاج والمعراج والبراق والعلم دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم اسمہ مکتوب مرفوع منقوش فی الوح والقلم سید العرب والعجم جسمہ مقدس معطر مطھر منور فی البیت والحرم شمس الضحٰی بدرالدجیٰ صدالعلیٰ نورالھدیٰ کھف الوریٰ مصباح الظلم جمیل الشیم شفیع الامم صاحب الجود والکرم واللہ عاصمۂ والجبریل خادمۂ والبراق مرکبۂ والمعراج سفرۂ و سدرۃ المنتھیٰ مقامۂ وقاب قوسین مطلوبۂ والمطلوب مقصودۂ والمقصود موجودۂ

سید المرسلین خاتم النبین شفیع المذنبین انیس الغریبین رحمتہ اللعالمین راحۃ العاشقین مراد المشتاقین شمس العارفین سراج السالکین مصباح المقربین محب الفقراء والغرباء والیتمیٰ والمساکین اَغِثنَااَغِثنَااَغِثنَا یا رسول الثقلین صلی اللہ علیک وسلم! اِغثنِی یا حَبِیبِی اِغثنِی یا حَبِیبِی اِغثنِی یا حَبِیبِی ! صلی اللہ علیک وسلم! سید الثقلین نبی الحرمین امام القبلتین وسیلتنا فی الدارین صاحب قاب قوسین محبوب رب المشرقین و رب المغربین جد الحسن والحسین مولنٰا و مولی الثقلین ابی القاسم محمد ابن عبد اللہ نور من نور اللہ یا ایھا المشتاقون بنور جمالہ بلغ الْعُلیٰ بکمالہ کشف الدجی بجمالہٖ حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ وا صحابہٖ وسلموا تسلیما۔ ______ سب دعا کریں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ و نور عرشہٖ افضل الانبیاء والمرسلین حبیبنا و شفیعناسیدنا و سندنا و مولنٰا محمد و علی آلہٖ و اصحابہٖ و ازواجہٖ و اھل بیتہٖ اجمعین. آمین برحمتک یا ارحم الرٰحمین ______

(ترتیب: ڈاکٹر مخدوم محمد حسین)

مطبوعات کاشف پبلی کیشنز

****

تصانیف ______ حضرت واصف علی واصفؒ

****

1	کرن کرن سورج	(نثر پارے)
2	دل دریا سمندر	(مضامین)
3	قطرہ قطرہ قلزم	(مضامین)
4	حرف حرف حقیقت	(مضامین)
5	شب چراغ	(اردو شاعری)
6	The Beaming Soul	(Aphorisms)
7	Ocean in a drop	(Essays)
8	بھرے بھڑولے	(پنجابی شاعری)
9	شب راز	(اردو شاعری)
10	بات سے بات	(نثر پارے)
11	گمنام ادیب	(خطوط)
12	مکالمہ	(مذاکرے، مقالات، انٹرویو)
13	دریچے	(نثر پارے)
14	گفتگو۔1	(سوال جواب)
15	گفتگو۔2	(سوال جواب)
16	گفتگو۔3	(سوال جواب)
17	گفتگو۔4	(سوال جواب)

﴿کاشف پبلی کیشنز﴾
301-A، جوہر ٹاؤن-لاہور
http://www.wasifaliwasif.org

دعا

- جس کا خدا پر یقین نہ ہو اس کا دعا پر کیوں یقین ہو گا۔
- دعا در اصل ندا ہے' فریاد ہے' مالک کے سامنے۔
- دعا دل سے نکلتی ہے بلکہ آنکھ سے آنسو بن کر ٹپکتی ہے۔
- دعا کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے' جہاں دعا مانگنے والا ہے وہیں دعا منظور کرنے والا ہے۔
- ہاتھ اٹھانا بھی دعا ہے ملتجی نگاہ کا اٹھنا بھی دعا ہے۔
- ہم اللہ سے وہ چیز مانگتے ہیں جسے ہم خود نہ حاصل کر سکیں۔
- دعا پر اعتماد ایمان کا اعلیٰ درجہ ہے۔
- گناہ اور ظلم انسان سے دعا کا حق چھین لیتے ہیں۔
- دعا مانگنا شرط ہے منظوری شرط نہیں۔
- دعا سے بلا ٹلتی ہے زمانہ بدلتا ہے۔
- ماں کی دعا دشتِ ہستی میں سایۂ ابر ہے۔
- پیغمبر کی دعا امت کی فلاح ہے۔
- نفرت کرنے والا انسان دعا سے محروم ہو جاتا ہے۔

﴿واصف علی واصفؒ﴾

خوش نصیب

- خوش نصیب انسان وہ ہے جو اپنے نصیب پر خوش رہے۔
- آج کا انسان صرف دولت کو خوش نصیبی سمجھتا ہے اور یہی اس کی بدنصیبی کا ثبوت ہے۔
- خوش نصیبی ایک متوازن زندگی کا نام ہے' نہ زندگی سے فرار ہو اور نہ بندگی سے فرار ہو۔
- حضور پاک ﷺ اتنے خوش نصیب ہیں کہ جو آپ کا غلام ہو گیا وہ بھی خوش نصیب کر دیا گیا۔
- خوش نصیب اپنے آپ پر راضی' اپنی زندگی پر راضی' اپنے حال پر راضی' اپنے حالات پر راضی' اپنے خیالات پر راضی اور اپنے خدا پر راضی رہتا ہے۔

﴿واصف علی واصفؒ﴾



مصنف